ہمیشہ بہار

(تذکرۂ شعرائے فارسی)

مصنفہ

کشن چند اخلاص

مرتبہ

ڈاکٹر وحید قریشی

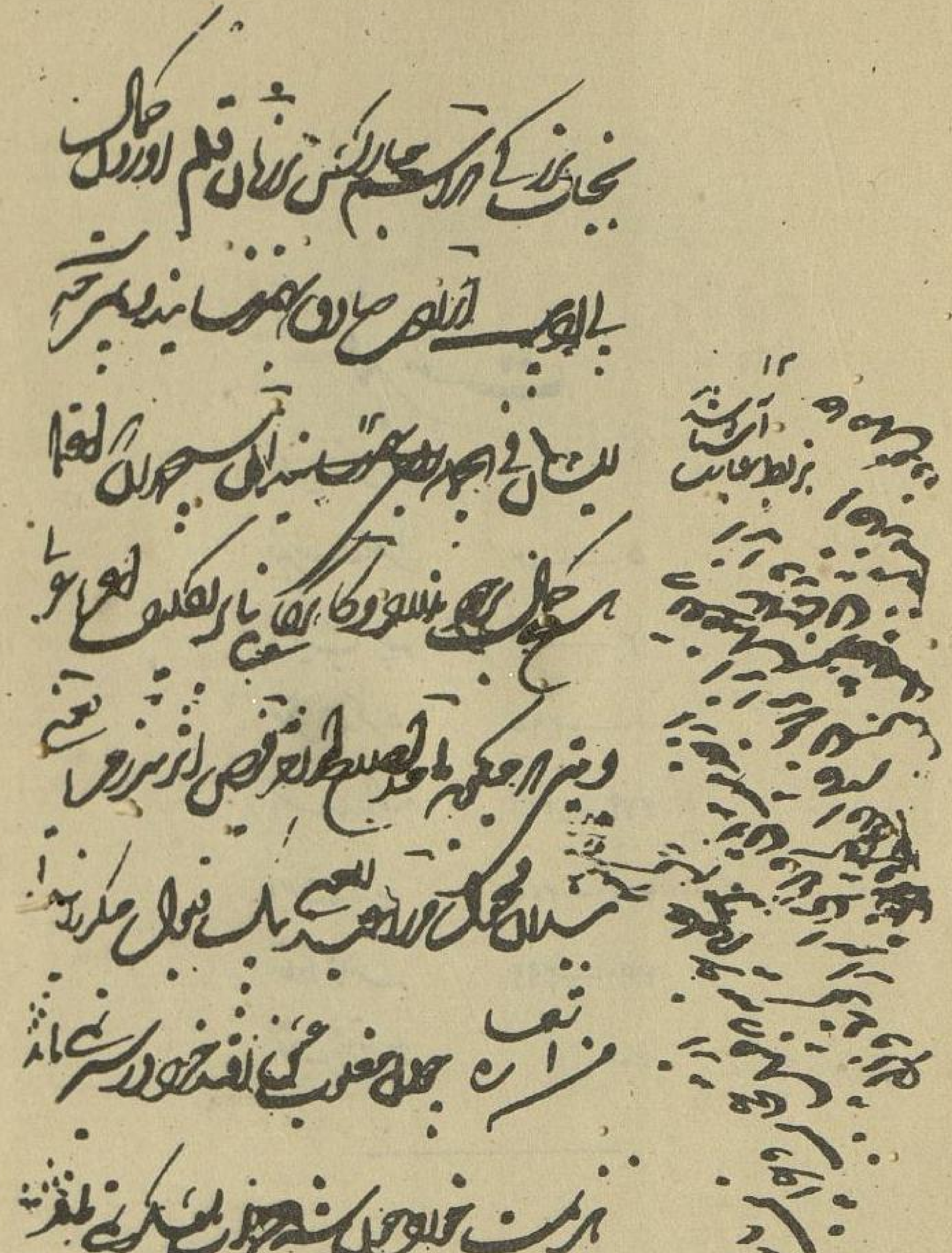
انجمن ترقی اردو پاکستان
بابائے اردو روڈ - کراچی

سلسلۂ مطبوعات انجمن ترقی اردو۔ شمارہ: ۳۴۳

اشاعتِ اوّل ۱۹۷۳ء
تعداد چھ سو
طابع انجمن پریس۔ کراچی

قیمت: پندرہ روپے

فہرست



"ہمیشہ بہار" کے مخطوطے کا ۳۵ واں صفحہ جس پر،
کشن چند اخلاص نے اپنے حالات میں اضافہ کیا ہے۔

فہرست شعرا

[۱] متن میں "آزاد" کی بجائے "استاد" چھپ گیا ہے

٭ ٭

دیباچہ

ڈاکٹر وحید قریشی

"ھمیشہ بہار" فارسی گو شعرا کا تذکرہ ھے جس کے مصنف کشن چند اخلاص متوطن شاھجہان آباد (دھلی) ھیں (۱) مولف کے قول کے مطابق یہ تذکرہ تیموری فرمان روا جلال الدین اکبر (۹۶۳ھ / ۱۵۵۶ء - ۱۰۱۴ھ / ۱۶۰۵ء) اور نورالدین جہانگیر (۱۰۱۴ھ / ۱۶۰۵ء - ۱۰۳۷ھ / ۱۶۲۷ء) کے عہد کے فارسی شعرا سے لے کر جلوس محمد شاہ (۱۱۳۱ھ) تک کے سخن طرازوں پر مشتمل ھے - تذکرہ بہ ترتیب حروف تہجی اور "بہ عبارت راست براست"، لکھا گیا ھے (۲) - 'ھمیشہ بہار' کے اعداد کو دو سے ضرب دی جائے تو اس سے تذکرے کا سال تکمیل برآمد ھوتا ھے (۳)، لیکن اس کا آغاز اس سنہ سے قبل ھوا ھو گا -

[۱]

بھوپت رائے بے غم کا ذکر تذکرے میں بطور زندہ شاعر کیا گیا ھے - (دیکھیے ص ۳۷، ۳۸)- بندرا بن خوش گو نے سفینہ' خوش گو میں بے غم بیراگی کے حالات کے ذیل میں لکھا ھے کہ اس کا انتقال ۱۱۳۲ھ میں ھوا - خوش گو کا متذکرہ اقتباس یہ ھے :

۱- ھمیشہ بہار، ص ۳

۲- ایضاً

۳- ایضاً ص ۴ (ھمیشہ بہار = ۵۶۸ X ۲ = ۱۱۳۶ھ)

"بھوپت رائے بے غم بیراگی تخلص، از قوم کھتری بود۔ آبا و اجدادش قانون گوی پنہان (پٹھان کوٹ؟) عملہ سرکار جن (جموں؟) تابع صوبہ پنجاب اند۔ او را جذبہ در رسید ترک تعلق کردہ عاشق نرائن چند نام ہندو پسرے شد و مردانہ (زن) سہ طلاق بگوشہ چادر این عجوزہ شوہر کش دنیا بست۔ نام و لباس بیراگیاں در بر کردہ مرید نرائن نام بیراگی کہ مرد وارستہ و فہمیدہ بود، گردید۔ و از مجاز بہ حقیقت رسیدہ از قید دوئی بر جست و از سلسلہ اوہام دوئی وارست۔ کتاب پربودھ چندر ناٹک کہ در ہندی است، بنام آن ہندو پسر نظم کردہ، شاہ معانی سپاہ برہنہ سری کلاہ وارستگی بارگاہ سخن پناہ، والا دستگاہ برد۔ اوائل مشق، بخدمت مرحومی و مخدومی میاں سرخوش گزرانید۔ و صحبت ایشاں کہ اوقات بہ گفتگوے توحید می گشت خیلے برآور بود۔ فقیر خوش گو در عمر چہار دہ سالگی از خدمت او [سرخوش (۱)] استفادہ معنوی می کرد، بسیار توجہ مبذول می نمود چوں شکستہ بستہ خود بحضورش می خواند تحسین می نمود و می گفت ازین سخن بوے مشام ما می رسد ان شاء اللہ تعالیٰ بسر منزل خواہی رسید۔ و در اواخر کہ یک دو مرتبہ بدیدارش مشرف شدم بہ سبب کبر سن در قوت شنوای او تفاوت آمدہ بود، عذر می کرد و تاسف فقدان لذت سخن می خورد۔ آخر نویسانیدہ می گرفت و بگوش چشم می شنید (بے غم) صاحب تصانیف متعدد است .... در ہزار و صد و سی و دو (۱۱۳۲ھ) از قید جسمانی برآمدہ بہ قضاے جاوداں متوجہ شد" (۲)۔

اس سے بخوبی واضح ہے کہ اخلاص نے بے غم کا حال ۱۱۳۲ھ سے قبل تحریر کیا۔ دوسری داخلی شہادت جو تذکرے کے زمانہ آغاز پر روشنی ڈالتی ہے، قاسم خان مخلص کا حال ہے۔ جس قلمی نسخے پر ہمارا موجودہ

۱۔ اس سے مراد سرخوش ہے، دیکھیے: عرض مرتب، سفینہ خوشگو، ص الف۔

۲۔ سفینہ خوش گو، ص ۱۰۱، ۱۰۲۔

متن مبنی ہے ، اس کے متن میں قاسم خان مخلص کا حال بطور زندہ شخص درج ہے - لیکن حاشیہ پر مندرجہ ذیل اضافہ بھی ہے :

" تاریخ وفاتش سر زمرهٔ سخنوران فحول مرزا عبدالغنی بیگ قبول مدظلہ چنین فرمودہ :

گلے بود مخلص ز گلزار فضل — دریغا کہ رفت از جہاں زود او
قناعت ہمہ عمر بودش شعار — بخوان طمع لب نیالود او
نیامد اگرچہ ز ما خدمتش — الہی ز ما باد خوشنود او
ز لطف خداوند آمرزگار — بہ فردوس اعلیٰ چو آسود او

قبول از عر سال تاریخ گفت
بہ ملک سخن پادشہ بود او " (۱)

بظاہر قاسم خان مخلص کا حال ۱۱۳۳ھ سے قبل تحریر ہوا اور حاشیے پر سنہ وفات کا اضافہ بعد کا ہے - اخلاص نے آغا عبدالعلی تحسین کے بارے میں لکھا ہے :

"نواسۂ مرزا داراب جویا اکثر دیدش ہمراہ محمد احسن سامع میسر می شود " (۲) -

تحسین کے حال میں سفینۂ خوش گو میں ہے :

" مدتے در اردوے نواب برہان الملک سعادت خان صوبہ دار اودھ و لکھنؤ بودہ " (۳) -

سفینہ ہندی میں ہے :

"ہر گاہ کہ سید عالیجاہ نواب برہان الملک سعادت خان بہادر

۱- ۱۱۳۳ ہجری - ہمیشہ بہار ، ص ۲۳۸ -

۲- ہمیشہ بہار ، ص ۸۳ -

۳- سفینۂ خوش گو ، ص ۲۶۷ -

مرحوم ناظم اودھ شد ، (تحسین) در سلک ملازمانش انخراط یافت ،، (۱) -

تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ برہان الملک سعادت خان کو اودھ کی صوبداری ۲۹ ذی قعدہ ۱۱۳۴ھ میں تفویض ہوئی تھی - اخلاص نے محمد احسن سامع کی رفاقت میں تحسین سے ملاقاتوں کا ذکر کیا ہے تو وہ ۱۱۳۴ھ سے قبل کے واقعات ہوں گے ، ترجمے میں ''می شود'' لکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اخلاص نے تحسین کا حال ۱۱۳۴ھ سے قبل تحریر کیا تھا - اگر اس کے روانۂ اودھ ہونے کے بعد لکھا ہوتا تو پھر بصیغۂ ماضی لکھتا -

فائض ابہری کا ذکر اخلاص نے بطور زندہ شخص کیا ہے ، فرماتے ہیں :

''شاعر صاحب قدرت است'' (ہمیشہ بہار ، ص ۱۹۲)

' نتائج الافکار ، کے بیان کے مطابق فائض کا انتقال ۱۱۳۴ھ میں ہوا ، بقول صاحب سفینۂ ہندی ، وہ محاصرۂ اصفہان میں فوت ہوا (سفینۂ ہندی ، ص ۱۵۱) اخلاص نے اس کا حال ۱۱۳۴ھ سے قبل تحریر کیا ہے

یوسف نکہت کے بارے میں اخلاص نے لکھا ہے :

'' تاریخ جلوس بادشاہ غازی محمد شاہ غازی بعد کشتہ شدن حسین علی خان امیرالامرا در تہنیت فتح و ظفر خسروانہ داد گستر انشا کرد ، بنظر اقدس در آوردہ ، و از پیشگاہ خلافت بہ انعام ہزار روپیہ نقد و خلعت سرفراز شد '' -

(ہمیشہ بہار ، ص ۲۵۶)

حسین علی خان امیر الامرا سادات بارہہ میں سے تھا ، وہ عبداللہ خان قطب الملک کا بھائی تھا - ان بھائیوں کا اصل اقتدار فرخ سیر کی تخت نشینی سے شروع ہوتا ہے - فرخ سیر کی حکومت کے اوائل میں (۱۱۲۵ھ) اسے امیرالامرا بنایا گیا ، یہ اثر و اقتدار محمد شاہی دور تک قائم رہا - محمد شاہ کے عہد حکومت (یعنی ۱۱۳۱ - ۱۱۶۱ھ) میں ۲۷ ذی قعد ۱۱۳۲ھ کو خود فرماں روا

۱- سفینۂ ہندی ، ص ۴۱ -

کے اشارے سے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔ (ملاحظہ ہو Beale، ص ۸ نیز Elliot & Dowsen جلد ۲، ص ۷۴۴ حاشیہ)

گویا یوسف نکہت کا حال ۱۱۳۲ھ کے بعد داخل تذکرہ ہوا۔

میمنت خاں کشمیری کے حال میں اخلاص لکھتے ہیں :

"در اوائل بہ ہندوستان آمدہ بہ تجارت اوقات بسر می برد .... الحال داخل سلک بندہ ہاے بادشاہی است" ۔

(ہمیشہ بہار، ص ۲۴۴)

میمنت خاں [متوفی اواخر ذی قعدہ ۱۱۳۷ھ بعمر ۷۰ سال، تذکرہ شعراے کشمیر، بخش سوم، راشدی، بحوالہ تاریخ محمدی] برادر اعتقاد خاں (متوفی ۱۳ رمضان ۱۱۳۹ھ بعمر ۷۲ سال) کی امارت کا آغاز عہد فرخ سیر ۱۱۲۴ھ - ۱۱۳۱ھ میں ہوا، (ایضاً ص ۲۰۵ بحوالہ صحف ابراہیم : در عہد فرخ سیر بادشاہ بدرجہ امارت رسیدہ بود) - اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اخلاص نے یہ حالات اس واقعے کے قریبی زمانے میں، یعنی اوائل عہد محمد شاہ (۱۱۳۱ھ) میں لکھے ہوں گے۔ اس مقام پر اس نے الحال کا لفظ استعمال کیا ہے اور یہ قابل لحاظ ہے۔

ان قرائن کی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ کشن چند اخلاص نے ہمیشہ بہار کا آغاز ۱۱۳۲ھ سے قبل کیا۔ تذکرے میں جلوس محمد شاہ (۱۱۳۱ھ) تک شاعروں کا حال درج ہے۔ عجب نہیں اگر تذکرے کی تحریر کا آغاز اسی سال میں ہو گیا ہو۔

ہمیشہ بہار کا ایک ایسا قلمی نسخہ بھی تھا جس میں کچھ اضافہ ہے۔ امام الدین ریاضی کے حالات میں نسخہ حاضر میں جو کچھ درج ہے اس میں ریاضی کا ذکر بطور زندہ شخص کے آیا ہے (دیکھیے ص ۹۰) - لیکن گل رعنا میں لچھمی نرائن شفیق نے اخلاص کے حوالے سے ریاضی کے بارے میں لکھا ہے :

"اخلاص گوید وفات ریاضی در خمس و اربعین و مائتہ و الف واقع شد" - (۱)

۱- گل رعنا قلمی بخط مصنف مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، ورق ۱۳۴ الف -

اس سے پتا چلتا ہے کہ ریاضی کے حال میں ۱۱۶۵ھ میں یا اس کے کچھ بعد یہ اضافہ ہمارے نسخہ کے ماسوا کیا گیا۔

[۲]

تذکرۂ ہمیشہ بہار پاک و ہند میں تالیف شدہ تذکروں میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ عہد اورنگ زیب سے لے کر محمد شاہی عہد تک جو تذکرے معلوم ہیں وہ یہ ہیں:

۱- لطائف الخیال۔ شیخ مفید محمد بن محمد عارف شیرازی - ۱۰۷۸ھ
۲- کلمات الشعرا۔ محمد افضل سرخوش - ۱۰۹۳ھ
۳- مرآت الخیال۔ شیر خان لودھی - ۱۱۰۲ھ
۴- ہمیشہ بہار۔ کشن چند اخلاص - ۱۱۳۶ھ
۵- سفینۂ بے خبر۔ عظمت اللہ بے خبر - ۱۱۴۱ھ
۶- سفینۂ خوشگو۔ بندرابن خوش گو - ۱۱۳۷ھ - ۱۱۴۷ھ
۷- ید بیضا۔ میر غلام علی آزاد - ۱۱۴۵ھ - ۱۱۴۸ھ
۸- تذکرۂ ندرت۔ علی فطرت عطاءاللہ ندرت - ۱۱۴۹ھ
۹- گلدستۂ عبدالوہاب۔ عبدالوہاب عالمگیری - ۱۱۵۵ھ
۱۰- بہارستان سخن۔ میر عبدالرزاق صمصام الدولہ - ۱۱۶۰ھ
۱۱- ریاض الشعرا۔ علی قلی والہ داغستانی - ۱۱۶۰ھ - ۱۱۶۱ھ
۱۲- منتخب الاشعار۔ مرزا کاظم ملقب بہ مردان علی خان مبتلا - ۱۱۶۱ھ
۱۳- منتخب حاکم۔ حاکم لاہوری - ۱۱۶۱ھ (۱)

اورنگ زیب کی تخت نشینی (۱۰۶۹ھ - ۱۶۵۹ء) سے لے کر محمد شاہ کی حکومت کے آخر (۱۱۶۱ھ) تک کل تیرہ تذکرے لکھے گئے۔ لیکن عالمگیر کی وفات (۱۱۱۸ھ) سے لے کر محمد شاہ کے سال جلوس (۱۱۳۱ھ) تک کے عرصے میں کوئی تذکرہ ضبط تحریر میں نہیں آیا۔ فارسی تذکرہ نگاروں میں اخلاص کے تذکرۂ ہمیشہ بہار کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس کی

۱- یہ فہرست Persian Literature (اسٹوری) حصہ دوم اور تذکرہ نویسی در ہند و پاکستان از ڈاکٹر علی رضا نقوی پر مبنی ہے۔

تحریر کا زمانہ اس دور کے فوراً بعد کا ہے - اس لحاظ سے اس درمیانی مدت کے لیے اس کے بیانات بہت اہمیت رکھتے ہیں - تذکرے کا ڈھانچہ جن شعرا پر مشتمل ہے ان میں صرف چند عہد اکبر سے تعلق رکھتے ہیں، کچھ عہد شاہجہان اور عالمگیر سے اور اکثر اخلاص کے معاصرین ہیں، جن تیموری فرماں رواؤں کے عہد کو اس تذکرے میں پیش نظر رکھا گیا ہے ان کے نام بقید سنین یہ ہیں :

اکبر - ۹۶۳ھ - ۱۰۱۴ھ / ۱۵۵۶ء - ۱۶۰۵ء

جہانگیر - ۱۰۱۴ھ - ۱۰۳۷ھ / ۱۶۰۵ء - ۱۶۲۷ء، ۱۶۲۸ء

شاہجہان - ۱۰۳۷ھ - ۱۰۶۸ھ / ۱۶۲۷ء، ۱۶۲۸ء - ۱۶۵۸ء

عالمگیر - ۱۰۶۹ھ - ۲۸ ذی قعدہ ۱۱۱۸ء/ ۳ مارچ ۱۶۵۹ء - ۱۷۰۷ء

اعظم شاہ ....

کام بخش - ....

بہادر شاہ - ۱۱۱۹ھ - ۱۲۲۴ھ

جہاندار - ۱۱۲۴ھ - ۱۱۲۴ھ

فرخ سیر - ۱۱۲۴ھ - ۱۸ ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ

رفیع الدرجات - ۱۱۳۱ھ - ۲۴ رجب ۱۱۳۱ھ / ۶ جون ۱۷۱۹ء

رفیع الدولہ (بہادر شاہ ثانی) ۱۱۳۱ - ۵ ذی قعدہ ۱۱۳۱ھ

نیکو سیر - ....

محمد شاہ (روشن اختر) - ذی قعدہ ۱۱۳۱ھ - ۱۱۶۱ھ (۱)

اخلاص نے اپنے سے اقدم شعرا کے حال کے لیے 'کلمات الشعرا، از

۱- اکبر سے عالمگیر تک سنین سلاطین اسلام (اردو ترجمہ لین پول از ڈاکٹر غلام جیلانی برق) سے لیے گئے ہیں - عالمگیر کی وفات سے محمد شاہ کے عہد تک کے سنین میری کتاب "میر حسن اور ان کا زمانہ" کے باب اول سے ماخوذ ہیں -

سرخوش کو ماخذ بنایا ہے - سرخوش (۱۰۵۰ھ - ۱۱۲۶ھ) (۱) کے کلمات الشعرا کا نام تاریخی ہے جو اس کے سال تکمیل (۱۰۹۳ھ) کو ظاہر کرتا ہے، لیکن مصنف اس پر برابر نظر ثانی اور اضافہ کرتا رہا ہے - بعض حالات کے اضافے ۱۱۱۵ھ تک ملتے ہیں، تذکرے کا زیادہ حصہ سرخوش کے چشم دید واقعات اور معاصر شعرا پر مشتمل ہے، اس لیے فارسی تذکروں میں اسے بڑی اہمیت حاصل ہے - اخلاص نے اسی تذکرے سے اس قدر فائدہ اٹھایا ہے کہ اس پر بخوبی سرقے کا الزام آسکتا ہے - ہم نے ہمیشہ بہار کے حواشی میں ان مقامات کی نشان دہی کردی ہے جن پر کلمات اور ہمیشہ بہار میں مماثلت قریبہ پائی جاتی ہے۔ یہ مماثلت انداز بیان، ذخیرۂ الفاظ اور تراکیب کی تقلید سے لے کر مواد کو بغیر حوالہ درج کرنے تک جاتی ہے - ہمیشہ بہار میں کلمات کا نام لے کر ذکر صرف ایک آدھ موقعے پر کیا گیا ہے - بظاہر اخلاص کا طریق کار یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہاں کسی شاعر سے ذاتی واقفیت ہے وہاں حالات اپنے ذرائع سے درج کیے ہیں ورنہ سرخوش کے بیانات کو لے لیا ہے - یہی طریقہ اپنے بزرگ معاصرین کے لیے بھی استعمال ہوا ہے - چند ایک قدیم شعرا کے حالات کلمات سے ماخوذ نہیں ہیں، حواشی میں ان کا ذکر بھی کیا گیا ہے - اس کے لیے اخلاص کے سامنے کون سا تذکرہ تھا اس کا حال نہیں کھلا -

تذکرے کی اصل اہمیت ان معاصر بیانات کی وجہ سے ہے جن کے لیے متاخر تذکرہ نگاروں نے تمام وکمال اخلاص کے بیانات پر بھروسا کیا ہے - اس تذکرے کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ ہمیشہ بہار کو بعد کے کئی تذکرہ نگاروں نے بنیادی مصدر کے طور پر پیش نظر رکھا ہے- عبدالوہاب افتخار نے تذکرۂ بے نظیر میں (۲) غلام علی آزاد نے خزانۂ عامرہ

۱- سرخوش سے متعلق تمام سنین کلمات الشعرا مرتبہ دلاوری سے ماخوذ ہیں -

۲- تذکرہ نویسی در هند و پاکستان (ڈاکٹر علی رضا نقوی) ص ۳۹ - یہاں اس بات کا ذکر بھی بے موقع نہ ہوگا کہ عبدالوہاب افتخار نے مرزا ارجمند کے حال میں لکھا ہے :

[جاری]

(۱) میں ، لچھمی نوائن شفیق نے گل رعنا (۲) میں ، حسین قلی خاں عاشق عظیم آبادی نے نشتر عشق (۳) میں ، سید نورالحسن خاں نے نگارستان سخن (۴) میں اور ابوالقاسم محتشم نے اختر تاباں (۵) میں استعمال کیا ہے -

---

[جاری]

" جنون ، میرزا ارجمند خلف دویمی میرزا عبدالغنی بیگ قبول کشمیری است - محمد علی خاں متین دوجا در تذکرۂ خود تخلص میرزا ارجمند جنون گرفتہ و اخلاص در تذکرۂ خود تخلص او آزاد نوشتہ است - ظاھرا تبدیل تخلص بعمل آمد و چوں تذکرہ متین متاخر است ازیں جا استنباط می شود کہ تخلص آخر 'جنون' است - "

(تذکرہ بے نظیر ، ص ۵۵-۵۶)

اخلاص نے اپنے تذکرے میں قبول کے تین بیٹوں کا ذکر کیا ہے؛ یعنی مرزا گرامی ھمدانی (ھمیشہ بہار ، ص ۲۱۶) محمد محترم (ایضاً ص ۲۴۳) اور آزاد (ایضاً ص ۲۱) کا -

آزاد کے ذیل میں ہے :

" (ھمارے قلمی نسخے میں نام جلد بندی میں کٹ گیا تھا) استاد خلف و شاگرد میر زمرۂ معنی بندان فحول میرزا عبدالغنی بیگ ... است ، و احوالش از اشعار آبدارش بر ارباب کمال روشن :

بر مشتریاں جلوہ دھد دست نگاریں

آزاد بتے دست فروشے کہ تو داری"

یہی فرزند قبول میرزا ارجمند ہے جس کا تخلص (جیسا کہ شعر سے ظاھر ہے) آزاد ہے ، قلمی نسخے کے بخط شکستہ ہونے کی وجہ سے بظاھر تخلص آزاد کی بجائے استاد پڑھا گیا ، تصحیح غلط نامے میں کردی گئی ہے -

۱- تذکرہ نویسی در ھند و پاکستان ، ص ۴۲۶
۲- ایضاً ، ص ۳۴۴
۳- ایضاً ، ص ۵۱۹
۴- ایضاً ، ص ۶۰۴
۵- ایضاً ، ص ۶۱۹

اسی طرح خوش گو نے بھی سفینۂ خوشگو میں اس سے فائدہ آٹھایا ہے (۱) -

یہ بہت حیرت انگیز ہے کہ اتنی مقبولیت کے باوجود معلومہ لائبریریوں میں ہمیشہ بہار کے نسخے بہت قلیل تعداد میں پائے جاتے ہیں اور یہ تذکرہ ابھی تک زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوسکا تھا -

[۳]

کتاب خانوں میں اس کے آٹھ نسخے پائے جاتے ہیں -

۱- نسخۂ کتاب خانہ توپ خانہ لکھنؤ - (بحوالۂ اسپرنگر ، ص ۱۶)

۲- نسخۂ انڈیا آفس لائبریری - (شمارہ ۴۰۰۱)

۳- نسخۂ انڈیا آفس لائبریری - (بحوالہ ایتھی شمارہ ۶۷۵)

۴- نسخۂ لنڈیزیانہ لائبریری - (بحوالہ فہرست شمارہ ۳۲۳)

۵- نسخۂ بانکی پور لائبریری پٹنہ - (بحوالہ فہرست شمارہ ۶۸۹)

۶- نسخۂ آصفیہ لائبریری حیدرآباد دکن - (بحوالہ فہرست شمارہ ۱۳)

۷- نسخۂ کتاب خانہ مانچسٹر - (بحوالہ حواشی نگارِ سفینۂ ہندی ، ص ۲۷۰)

۸- نسخۂ لیاقت نیشنل لائبریری کراچی (جس پر زیر نظر متن مبنی ہے)

ان نسخوں کی کیفیت مطبوعہ فہارس اور دیگر ذرائع کی مدد سے ذیل میں پیش کی جاتی ہے - اسپرنگر لکھتے ہیں :

No. 16. HAMYSHAH BAHAR

(P.) ہمیشہ بہار تصنیف کشن چند اخلاص تخلص

Eternal Spring by a Khatry of the name of Kishan Chand whose takhallus is Ikhlas, The title multiplied by two gives the of

---

۱- سفینۂ خوش گو ، ص ۲۳۶ جہاں حجت کے حال میں اخلاص کا حوالہ موجود ہے -

the compliation, viz. 1136. The author was a son of Achal-Das of Dilly whose house was the resort of the learned. During his father's life-time he learned Karad-bazy (a kind of fancing called Bakayty in Urdu) after his death he applied himself to poetry. He died under Ahmad Shah, reigned 1160 to 1167.

It contains, in alphabatical order, an account of about 200 poets who flourished (in India) from the time of Jahangyr to the accession of Mohammad Shah, A. H. 1131.

Two copies are in the Topkhana, 12 mo. 300 pages, 10 lines. A very good copy is in possession of Mr. Hall. First line

اے ذکر تو گروش بازار سخن
رنگین ز تو برگ گلزار سخن (۱)

ایتھی کا بیان ہے:

Hamisha Bahar (همیشه بهار)

Eternal Spring, a tadhkirah of Persian poets who flourished in India from the time of Jahangir to the accession of Muhammad Shah (A. H. 1131 = A. D. 1719), by a Khatri Kishan Chand Ikhlas, who completed this work in A.H. 1136 (A.D. 1723, 1724), see fol. 7b, 11 penult and ultim. Compare the complete list of poets in the tadkhira in A. Springer, Catal., p. 117 sq; see also Reiu III p. 1086 b.

Beginning on fol. 5b.

ای ذکر تو گلفروش بازار سخن الخ

The first poet mentioned in this copy is Mir Ilahi (see above in No. 670), on fol. 8a, not, as Springer's list, Amir Khan Anjam, who follows here as second on fol. 9b; the last is Ahmad Yar Khan Yakta, as in Sprenger, This copy is dated A. H. 1139 (nineth year of Muhammad

---

۱- اس کے بعد شعرا کی فہرست ہے-

Shah's reign), the 9th of Dhu-ulkadah (A. D. 1727, June 28), by Muhammad Majid, at Shahjahanabad. The remark on the fly-leaf that it was copied A. H. 1231 (A. D. 1816), is consequently wrong; there are besides seals of former owners, for instance, of Mir Ghulam bearing the date A. H. 1222 (A. D. 1807, 1808). The Hamisha Bahar fills ff. 5-173; the first leaves, ff. 1-4 and the last ff. 174-191, contain various specimens of Persian poetry, mostly in oblique or diagonal lines. On the margin of ff. 5-29 there are additional verses also.

A former owner of this copy was Mr. Hall (Benaras 1851); see, besides, the remark of A Sprenger Catal. p. 117, note.

No. 3163 ff. 191, 11 (in the main portion); Shikasta, size, 9¾ in. 5½ in. (1)

بانکی پور کے فہرست نگار فرماتے ہیں :

Serial No 689 fol. 90, lines 14—15 size 9 x 5½ : 7¼ x 3½
Hamisha Bahar (Enternal spring) ہمیشہ بہار

A biographical dictionary of Persian poets who flourished in India from the time of Jahangir (A. H. 1014-1037 : A.D. 1605-1628) to the accession of Muhammad Shah (A.H. 1131 : A. D. 1719), with notices of some poets who lived in Akbar's time (A. H. 963-1014 = A. D. 1556-1605) arranged in alphabetical order.

Author : کشن چند اخلاص Kishan Chand Ikhlas.

ای ذکر تو گلفروش بازار سخن رنگیں ز تو برگ برگ گلزار سخن
اوصاف تو دیباچہ مجموعہ حسن توصیف تو مشاطہ رخسار سخن

The author Kishan Chand, with the poetical nom de

1. Cat of Persian MSS in Lib of the India Office on the page 349 Vol. I 1903-see 1 part J.

plume Ikhlas, was a Khatri Hindu of Shahjahanabad. His father, Achal Das, was an admirer of learning and spent his time in the society of the learned. Ikhlas died in the reign of Ahmad Shah (A. H. 1160-1167 = A. D. 1747-1753). See Bland, Earliest Biography, p. 169; Sprenger, Oude Cat. p. 117, where a complete list of the poets noticed in this work is given. See also Reiu III, p. 10864b. A copy of the work is noticed in Ethe India Office Lib. Cat. No 675.

The author says on fol. 211b that the date of composition A. H. 1136 = A. D. 1723, is obtained by doubling the numerical value of its title.

The first poet mentioned in this copy (in Ethe India Office Lib. copy) is Mir Ilahi. Amir Khan Anjam, who is the first poet in Sprenger's list, and the second in Ethe's, is the eighth in our MS.

Written in ordinary Nastaliq, with the headings in red.

Not dated: latter half of the nineteenth century. (1)

فہرست کتب خانۂ آصفیہ سرکار عالی میں ہے :-

تذکرۂ ھمیشہ بہار - کشن چند اخلاص قلمی کیفیت ۱۳ - (۲)

سٹوری نے لکھا ہے :

No. 1137

Kishan Chand "Ikhlas", son of Achal Das and pupil of Abd-ul-Ghani Beg "Qabul", was a Khatri (i. e. a Kashe-etriya) of Shahjahanabad, who died in the reign of Ahmad Shah (1161/1748-1167/1754).

---

1. Catalogue of the Arabic and Persian MSS in the Oriental Public Lib. at Bankipur, Vol VIII (Persian MSS), 1925, pp. 82-83

۲- فہرست کتب عربی فارسی و اردو ، ص ۳۱۸ -

Hamishah Bahar, alphabetically arranged notices of about 200 poets, who flourished (mainly in India) from the time of Jahangir (1014/1605-1037/1628) to the accession of Muhammad Shah (1131/1719) with a few of Akbar's time (963-1556-1014-1605), written in 1136/1723-4: Sprenger 16 (Topkhanah), I.O.4401 (A. H. 1138/1726), Ethe 675 (A. H. 1139/1727), Lindesiana p. 156 No. 323 (Circ. A. D. 1830) Bankipur vii 689 (19th Cent.), Asafiyah i. p. 318 No. 13.

List of epitome of the biograpies: Sprenger p p 117-30. Hameshah bahar (Sprenger p. 119); Gul-i-R'ana (Bankipur viii) p. 129; Suhuf-e-Ibrahim (passage translated by Bland, JRAS. 1848 p p. 169-70); Makhzan Al-Gharaib No. 260; Sprenger p. 117; Beale Oriental, Biographical Dictionary. (1)

علی رضا نقوی سٹوری کی تقلید میں فرماتے ہیں :-

همیشه بهار

ابتدا :

اے ذکر تو گلفروش بازار سخن
رنگیں ز تو برگ برگ گلزار سخن
اوصاف تو دیباچهٔ مجموعهٔ حسن
توصیف تو مشاطهٔ رخسار سخن

"سبحان الله، ز هے رتبهٔ سخن که اگر او را میوهٔ پیش رس بوستان مظاهر تجلیات گونا گوں خوانم بجاست و اگر باعث نشو و نماے اشجار روضات انفس و آفاقی موافق امر کن گویم سزا" -

شرح حال مولف :

مولف ایں کتاب کشن چند متخلص به اخلاص است - شفیق در "گل رعنا" جهان آبادی (دهلوی) می نویسد - اسم پدرش اچل داس دهلوی

1. Persian Literature - a Bio-Bibliographical Survey by C.A. Storey Vol I, part, 2 p. 826, 1953 A. D.

است که منزل وے مرکز فضلا بود ، و وے در شعر شاگرد میرزا عبدالغنی قبول کشمیری بود ، وے از قوم کهتری بود و پدرش مشرب درویشی داشت و غالباً در صحبت فقراے صاحب کمال بسر می برد -

اخلاص در زمان حیات پدرش کاردبازی (که بزبان اردو پھکیتی گویند) یاد گرفت - بعد ازان به شعر گوئی مائل و متوجه شد - وے در زمان احمد شاه (۱۱۶۰-۱۱۶۲ھ) فوت کرد -

تبصره بر کتاب :

مولف این تذکره را در ۱۱۳۶ھ تالیف کرده است چنانکه بقول خودش عدد اسم آن " همیشه بهار " (= ۵۶۸) دو برابر کرده سال تالیف کتاب را می رساند -

این تذکره مشتمل است بر شرح حال و نمونه آثار سی صد و هفت شاعر بترتیب الف با از روے حرف اول اسم یا تخلص شاعر و یا " امیر خان انجام " شروع شده با " احمد یار خان یکتا " تمام می شود - این تذکره در باره شعراے است که از زمان جهانگیر شاه (۱۰۱۴ - ۱۰۳۷ھ) تا جلوس محمد شاه (۱۱۳۱ھ) می زیسته اند و هم چنین بعضے شعرا که در زمان اکبر شاه (۹۶۳-۱۰۱۴ھ) بودند نیز در این تذکره مذکور اند -

مولف شرح حال ملا شیدا را (در شش صفحه) و اشعار کلیم کاشانی را (در چهار صفحه) مفصل تر از همه آورده است -

سبک انشاے مولف در دیباچه مصنوع و گاهے مسجع است ولے شرح حال شعرا را نسبتاً بزبان ساده تر نوشته است -

نسخ خطی :

۱- اشپرنگر ۲- انڈیا آفس ش ۱۰۰۴ (مورخ ۱۱۳۸ھ)
۳- اته - ش ۶۷۸ (مورخ ۱۱۳۹ھ) ۴ - لندز یانا ص ۱۵۶ ش ۳۲۳ (قریب ۱۸۳۰م) ۵- بانکی پور ج ۸ ص ۶۸۹ (مورخ قرن ۱۹ م)
۶- آصفیه ج ۱ ص ۳۱۸ ش ۱۳ -

براے شرح حال مولف : رجوع شود به همیشه بهار و گل رعنا و صحف ابراهیم و مخزن الغرائب ش ۲۶۵ و اشپرنگر ص ۱۱۷ و ریو ج ۲ ص ۱۰۸۶

ب - فہرست اسامی شعرا : رجوع شود بہ اشپرنگر ص ۳۰ - ۱۱۷ و ریوج ۳ ص ۱۰۸۶ ب - (۱)

مارشل کا بیان ہے :

No. 693

IKHLAS, KISHANCHAND

Hamishah-bahar (or Eternal Spring): A tazkirah of Persian poets who flourished in India from the time of Jahangir (1014-1037/1605-1628) to the accession of Muhammad Shah (1131/1719). It was completed in 1136/1723-24. The tazkirah contains an account of about 200 poets, a complete list of whom is given by Sprenger in his Cat. on pp. 117-130.

MSS: Spr. pp. 117-130 no. 16; Bk VVII 619; Asafiyah Ip. 318 no. 13; E10 675; R III 1C86b (2) (3)

ساتواں نسخہ جو لیاقت نیشنل لائبریری کی ملکیت ہے ان معلومہ نسخوں میں قدیم ہے- اس میں مندرجہ ذیل شعرا کا حال حاشیے پر درج ہے : شرف الدین پیام (ص ۳۱) ثانی (ص ۵۱) بچو سکون (ص ۱۰۹) ضمیر (ص ۱۵۱) لامع (ص ۲۲۲) محترم (ص ۲۴۳) معرفت (ص ۲۴۴) - حاشیے پر مندرج شعرا کی تعداد سات ہے- متن میں ۳۱۸ شاعر ہیں، اس طرح ہمیشہ بہار میں کل تراجم تین سو پچیس ہیں - بظاہر بانکی پور اور لکھنؤ کے نسخے تعداد شعرا کے اعتبار سے ناقص معلوم ہوتے ہیں - نسخے کے آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے - خط شفیعہ شکستہ آمیز ہے- جابجا کاٹ چھانٹ اور حک و اصلاح ہے- بعض مقامات پر حاشیے پر اضافے ہیں - کہیں کہیں درمیان میں نئے ورق لگا کر پانچ مزید شعرا داخل تذکرہ کیے گئے ہیں - ان امور کی بنا پر یہ

۱- تذکرہ نویسی فارسی در ہند و پاکستان، ص ۲۲۹ تا ۲۳۱

۲- یہ اطلاع صحیح نہیں ریو نے صرف حالات درج کیے ہیں، برٹش میوزیم میں اس کا کوئی قلمی نسخہ نہیں ہے -

۳- Mughals in India, Vol. 7 D.N. Marshall p. 198

مصنف کا ذاتی مسودہ قرار دیا گیا ہے - (۱)

ہمیشہ بہار ، کے معلومہ نسخوں میں سے تین نسخے خصوصی اہمیت کے حامل ہیں :

۱- قلمی نسخہ مملوکہ لیاقت نیشنل لائبریری] بہ قرائن اصح ۱۱۳۶ھ کا مکتوبہ ہے]

۲- انڈیا آفس کا نسخہ شمارہ ۱۰۳۴ [مکتوبہ ۱۱۳۸ھ]

۳- انڈیا آفس کا نسخہ شمارہ ٦۷۵ [مکتوبہ ۱۱۳۹ھ]

متن حاضر میں صرف نسخہٴ اول کو استعمال کیا گیا ہے -

[۴]

ہمیشہ بہار کے مولف کشن چند اخلاص کے بارے میں زیادہ معلومات میسر نہیں ہوئیں - اس نے اپنے اور اپنے باپ (اچل داس) کے حال میں خود جو کچھ بیان کیا ہے ، بیشتر تذکرہ نگاروں نے اسی کو مشعل راہ بنایا ہے - ان تذکروں کے متفقہ بیانات کا خلاصہ یہ ہے کہ کشن چند نام ، اخلاص

۱- مصنف نے جہاں جہاں نسخے میں تغیر و تبدل کیا ہے ، اس کی نشان دھی اس طباعت میں جابجا کردی گئی ہے - بعض حذف شدہ عبارتیں اس طرح قلمزد تھیں کہ ان کا پڑھنا ممکن نہیں تھا - ایسے مقامات کی صراحت کردی گئی ہے - کوشش یہ ہے کہ قلمزدہ عبارتوں کو بھی حواشی میں درج کردیا جائے ، جہاں جہاں یہ ممکن ہوسکا ہے دریغ نہیں کیا گیا - ہمیشہ بہار کا قدیم شعرا سے متعلق حصہ زیادہ تر کلمات الشعرا (سرخوش) سے ماخوذ تھا ، ایسے مقامات پر کلمات کے اقتباسات حاشیے میں اضافہ کیے گئے ہیں - بعض اشعار کا متن دیگر ذرائع سے مکمل کیا گیا ہے جس کی وضاحت حواشی میں جابجا کی گئی ہے - عبارتوں میں مصنف (اخلاص) سے بعض لسانی اور مکتوبی فروگزاشتیں بھی ہوئی ہیں - کہیں تو سہو قلم ہے ، کہیں تیرھویں صدی کی مروج لسانی اور املائی اغلاط ہیں جن سے اس دور کے دوسرے اوسط درجے کے مصنف بھی خالی نہیں ہیں - ایسے اغلاط کی طرف مجمل اشارے بھی حواشی میں ہیں - ہمارے مرتبہ متن میں چند مقام لاینحل بھی رہ گئے ہیں ، ایسے مقامات پر عبارتوں میں سوالیہ نشان لگادیے گئے ہیں -

تخلص ، قوم کھتری ، شاھجہاں آباد (دھلی) کا باشندہ (متوطن) ، اس کے باپ کا نام اچل داس (۱) تھا - تذکرہ نگاروں کے مطابق کشن چند اخلاص نے ۱۱۳۶ھ میں تذکرہ ھمیشہ بہار لکھا تھا لیکن بعض تذکرہ نگار کچھ مزید معلومات بھی دیتے ھیں -

بہاءالدین بشیر (انیسویں صدی کے آواخر کے مصنف) نے اس کی جائے ولادت لکھنؤ قرار دی ھے - 'گلشن ھمیشہ بہار' کے مصنف نصراللہ خورجوی (انیسوی صدی کے آخر کے مصنف) اصلی وطن کشمیر ، مولد لکھنؤ ، تحصیل عربی و فارسی میں علمائے فرنگی محل کا شاگرد بتاتے ھیں اور نستعلیق اور خط شکستہ کا ماھر مانتے ھیں' ان کی معلومات کے مطابق اس کا انتقال جوانی ھی میں ھو گیا تھا -

ریو (۱۸۸۱ء) کی رائے میں اس کا اصلی نام کشن چند تھا ، پھر وہ اخلاص خاں کہلایا - انتقال کے بارے میں بھگوان داس ، صاحب سفینۂ ھندی (تالیف ۱۲۱۵ھ) کا بیان ھے کہ اوائل سلطنت احمد شاہ بادشاہ میں فوت ھوا - ذیل میں تذکرہ نگاروں کے بیانات درج کیے جاتے ھیں -

اخلاص ، کشن چند نام ، قوم کھتری ، متوطن شاھجہاں آباد - مرد قابل بود - در سنہ ستہ و ثلثین و ماتہ و الف ، تذکرۂ الشعرائے جمع کرد - و ھمیشہ بہار نام گذاشتہ ، ازوست -

چرا دست از سر زلف سیاہ یار بردارم
کہ می‌دانم دعا را در دل شبہا اثر باشد (۲)

اخلاص ، جہاں آبادی - کشن چند نام دارد - پسر اچل داس مذکور - از شاگردان میرزا عبدالغنی بیگ قبول کشمیری بود - اخلاص سند خوبان معانی

۱- ہلیٹس نے اس کا تلفظ بہ فتح حرف اول دیا ھے - بعض تذکروں میں حرف اول بالضم مرقوم ھے - اچل کے ذیل میں پلیٹس نے یہ معنی دیے ھیں :-

اچل = acal, adj. Not moving; incapable of moving; immovable, firm, fixed stationary; inanimate- s. m. A moutain; an aged and infirm person.

۲- تذکرۂ بے نظیر - عبدالوھاب افتخار (تالیف ۱۱۷۲ھ) ص ۲۰

است و تماشای خوش طلعتان سخندانی ، مشارٌالیه در سنه ست و ثلثین و ماته والف (۱۱۳۶ھ) تذکرةالشعراے نوشته و همیشه بهار نام گزاشته که همیں اسم به تکرار تاریخ اتمام اوست - تذکرهٔ مذکور در وقت تحریر حاضر این گلها کاشتهٔ او از همیشه بهار وغیره ، بر چیده شد :

چو دل مُغلوب عشق افتد خرد در سر فمی ماند
هزیمت خورد چوں شه ، جرأت لشکرنمی ماند

قطعـه

هنرور را هنر کافی نشان است که باقی نام فاضل از گمان است
مشو اخلاص ششدر بهر رفعت بلند و پست دنیا نردبان است

وله

چرا دست از سر زلف سیاه یار بردارم
که می دانم دعا را در دل شب‌ها اثر باشد

وله

همچو مور اخلاص بر یک دانه قانع گشته ام
از دل من کے رود بیروں خیال خال او

وله

تا بود وصف الٰہی زینت عنوان ما
می شود ابروے خوبی مطلع دیوان ما
هم چو زنبور عسل در بند صورت نیستم
ظاهر است از دست گاه معنیٔ ما شان ما (۱)

۱- تذکرهٔ گل رعنا ، فصل دوم - شفیق (تالیف ۱۱۸۱-۱۱۸۲ھ)
[قلمی ورق ۳۰۹ الف ، مطبوعه ص ۳، ۴، ۵]

کشن چند اخلاص - هندوے بود در دهلی - خالی از معقولیت نبوده است (۱)

کشن چند اخلاص تخلص، ولد اچل داس کهتری - مولد منشایش دهلی است، بجهت اختلاط مسلمین و رسیدن در خدمت فقراے دین، وسعت مشرب پیدا کرده، تعصب مذهب نداشت، تذکرهٔ شعراے [حاشیه همیشه بهار] مختصرے تالیف کرده و از عهد اکبر بادشاه تا عصر خود احوال شعرا درو درج کرده، گویا تذکرهٔ سرخوش را توارد است - در شاعری شاگرد میرزا عبدالغنی بیگ قبول است - اوائل عهد سلطنت احمد شاه بادشاه وفات یافت - او راست:

هرگز مکدر از سخن کس نمی شوم
آئینه وار در دل صافم غبار نیست
اخلاص بسکه بلبل رنگیں ترانه ام
چوں من به باغ دهر یکے را هزار نیست (۲)

نقاد دوکانچهٔ سخن گستری اخلاص پسر اچل داس از قوم کهتری که اصلش از شاهجهان آباد است گرم ساز بازار نظم پردازی بوده ازوست:

چرا دست از سر زلف سیاه یار بردارم
که می دانم دعا را در دل شبها اثر باشد (۳)

اخلاص، پسر اچل داس قوم کهتری، اصلش از شاهجان آباد است - میاں سخن و طبعش کمال اخلاص و اتحاد:

چرا دست از سر زلف سیاه یار بردارم
که می دانم دعا را در دل شبها اثر باشد (۱)

۱- مخزن الغرائب، تالیف (۱۲۱۸ھ) قلمی ورق ۳۰ الف

۲- سفینهٔ هندی - بهگوان داس (تالیف ۱۲۱۹ھ) مرتبه سید شاه محمد عطاالرحمٰن کاکوی - پٹنه مارچ ۱۹۵۸ ص ۲۱

۳- نتائج الافکار - مولانا محمد قدرت الله گوپاموی هندی (تالیف ۱۲۵۶ھ-۱۲۵۷ھ) ناشر اردشیر خاضع - بمبئی پانزدهم دے ماه ۱۳۳۶ ص ۶۷

۱- صبح گلشن، سید علی حسن (تالیف ۱۲۹۴-۱۲۹۵ھ) ص ۳۱

اخلاص تخلص ، کشن چند کشمیری - جائے ولادت لکھنؤ ہے -

اشک چھڑکاؤ کرے ہے، مژہ جھاڑے ہے مکاں
کوئی مرزا منش آنکھوں میں رہا کرتا ہے (۱)

اخلاص ، کشن چند ، اخلاص تخلص ، کشن چند نام اصلش از کشمیر و مولدش لکھنؤ شہر بے نظیر است ، جوانے خوش رو ، خجستہ خو است ، و ملیح و فصیح ، شنیدہ ام کہ زانوے ادب براے تحصیل علوم فارسی و عربی پیش علماے فرنگی محل تہ نمودہ و در خطوط نستعلیق و شکستہ دستے داشت و اشعار در مضمون موزوں بستے - نوجوان ازیں جہاں در گزشت - ایں اشعار از طبع مخلص اوست - فرد :

اشک چھڑکاؤ کرے ہے، مژہ جھاڑے ہے مکاں
کوئی مرزا منش آنکھوں میں مگر رہتا ہے (۲)

No. 11 Hamishah Bahar, by Ikhlas Khan, a Khatri whose original name was Kishan Chand, and who died under Ahmad Shah A.H. 1160-1167. See Bland, Earleist Biography, 169. (۳)

KISHAN CHAND کشن چند whose poetical appellation was Ikhlas, was the son of Achal Das Khattri of Dehli, whose house was the resort of the learned. Kishan Chand, after his father's death, applied himself to poetry, and became the author of a Tazkira or biography, entitled Hamesha Bahar, i.e. Eternal Spring, which he compiled in the year A. D. 1723, A. H. 1136. It contains, in alphabetical order, and account of about 200 poets who flou-

---

۲- گلشن ہمیشہ بہار ، ص ۸۷

۲- حاشیہ بر تذکرۂ نساخ از بہاالدین بشیر ، نسخہ کتب خانۂ خاص ، انجمن ترقی اردو ، کراچی -

۳- Rieu; Cat. of the Persian MSS in the B.M. p. 1086, b. v. 3 1881 A.D.

rished in India from the time of Jahangir to the accession of Mohammad Shah. (1)

کشن چند اخلاص کھتری - شاہ جہاں آبادی شاگرد مرزا عبد الغنی کشمیری - اس کا باپ اچل داس فارسی کا شاعر تھا - کشن چند نے ہمیشہ بہار کے نام سے ۱۱۳۶ھ مطابق ۱۷۲۳ء میں تذکرہ شعرا لکھا - اس میں اکبر سے لے کر محمد شاہ کے عہد تک کے فارسی کے شعرا کے حالات و سوانح ہیں ، یہ تذکرہ اس قدر مستند ہے کہ علامہ آزاد بلگرامی 'خزانۂ عامرہ' کی تالیف میں اس کو اپنا ماخذ قرار دیتے ہیں اور اس سے استفادے کا اعتراف کرتے ہیں ، اس کتاب کے نسخے بانکی پور اور حیدر آباد کے کتب خانوں میں ہیں - (۲)

تذکرہ نگاروں کے یہ بیان غور طلب ہیں :

(الف) اخلاص ہندو سے مسلمان ہوئے اور اخلاص خاں کہلائے (ربو)

(ب) اخلاص کا آبائی وطن کشمیر اور مولد و منشا لکھنؤ تھا اور وہ علمائے فرنگی محل سے فیض یاب ہے

(بہاء الدین بشیر ، نصر اللہ خورجوی)

(ج) اخلاص کا انتقال جوانی ہی میں ہوگیا - (نصر اللہ خورجوی)

وہ اخلاص جو ہندو سے مسلمان ہوا کشن چند اخلاص سے جدا شخصیت ہے - وہ اخلاص کیش اخلاص خاں کہلایا ، وہ بھی قوم کا کھتری تھا لیکن اس کا وطن لاہور ہے - عالمگیر کے زمرۂ ملازمین میں تھا اور اسی سے اخلاص کیش کا خطاب پایا تھا ، عہد فرخ سیر میں بڑا عروج پایا اور ہفت ہزاری کے منصب تک پہنچا - اسے کشن چند اخلاص کا بزرگ معاصر شمار کرنا چاہیے - اس کے حالات بیل اور نظامی بدایونی نے یوں بیان کیے ہیں :

1- An Oriental Biographical Dictionary, T. W. Beale (1894), ed. 1965. p. 223.

۲- قاموس المشاہیر ، جلد دوم ، ص ۱۰۳

Ikhlas Khan Ikhlas Kesh (اخلاص خاں اخلاص کیش) was a hindu of tribe called Khattari of Lahore. He was well versed in Persian and served under the emperor Alamgir who conferred on him the above title. In the time of Farrukh-siyar (cic. 1715) he was raised to the rank of 7,000. He wrote the history of that emperor and called it Badshah Nama. (1)

اخلاص خاں ، اخلاص کیش — لاهور کا ساکن قوم کا کھتری تھا - فارسی میں اچھی دستگاہ تھی اور عالمگیر کے زمانے میں شاهی ملازم رہا اور عالمگیر نے اخلاص خاں اخلاص کیش کا خطاب دیا - فرخ سیر کے زمانے میں ۱۷۱۵ء میں هفت هزاری کا منصب دار هوا - اس نے فرخ سیر کی (کذا) لکھی اور بادشاہ نامه نام رکھا - (۲)

بظاهر ریو نے اخلاص کیش اور کشن چند اخلاص کو باهم ملا کر ایک شخصیت سمجھا هے - دونوں کھتری تھے اور دونوں کے نام کا جز اخلاص تھا ، دونوں کا زمانه بھی کم و بیش ایک تھا ، اس لیے تذکرہ نگاروں کو غلط فہمی ہو گئی -

کشن چند اخلاص کا لکھنؤ سے تعلق نه تھا ، جو اخلاص باشندہ لکھنؤ اور کشمیری الاصل هے اسے تیسرا اخلاص تصور کرنا چاهیے - (۳)

۱- An Oriental Biographical Dictionary p. 176 a.

۲- قاموس المشاهیر ، جلد اول ، ص — ۲۷ ، ۲۳

۳- ممکن هے یه لکھنوی اخلاص مندرجه ذیل متاخر شخص هو :

"اخلاص ، کالی پرشاد قوم کایتھ متوطن حوالی لکھنؤ بود و مشق نظم و نثر فارسی از مولوی احسان الله ممتاز آنامی ، می نمود و بعد مرگش کلام منظوم و منثور او پریشان گردید - قصیده در مدح محمد علی بادشاہ ملک اودھ برشته نظم کشید که بصنعت توشیح از هشت جا محمد علی شاہ بادشاہ زماں خلد الله ملکه برآوردہ و از خزانه شاهی مبلغ یک هزار روپیه بجائزہ بردہ - مطلع و مقطع آں قصیده ایں است [شعر]" صبح گلشن ۱۲۹۵ھ ص ۲۱ عہد محمد علی شاہ — ۱۲۵۳ھ ۱۲۵۸ ۱۸۳۷ ۱۸۴۲ء

کشن چند کا کوئی معاصر یا قریب العہد تذکرہ اس بات کا مدعی نہیں کہ اخلاص کا تعلق کشمیر اور لکھنؤ سے تھا اور نیز وہ خود علمائے فرنگی محل سے نہیں علمائے دلی سے استفادے کا دعوے دار ہے، لکھنوی اخلاص جوانی میں وفات پا گیا۔

اخلاص کے حالات کے لیے سب سے زیادہ مستند اور معتبر بیانات اس کے اپنے ہو سکتے ہیں۔ تذکرۂ ہمیشہ بہار میں اس نے اپنے تخلص کے تحت نیز اپنے والد کے حال میں اپنے بارے میں بعض معلومات مہیا کی ہیں، اس کے علاوہ بعض دیگر شعرا کے ضمن میں ایسے اشارے درج کیے ہیں جن سے اس کی زندگی کے بارے میں کچھ اطلاعات مل جاتی ہیں۔ اپنے تخلص کے تحت اخلاص لکھتے ہیں:

"تراب الاقدام خاص و عام کشن چند اخلاص در حیات پدر چند سال در پے آموختن فنون کاردبازی وغیرہ بسر برد، و در خدمت استادان ایں فن رسید، در خور استعداد خود فائدہ ازیں علم برداشت، بعد فوت پدر بہ یاوریٔ بخت بیدار بجناب بزرگے کہ اسم مبارکش بزبان قلم آوردن کمال بے ادبی است، ارادت صادق بہم رسانید و بہ یمن خدمت ایشاں فی الجملہ بربط عبارت اشنا شد ایں ہیچمداں کہ اعتماد ہیچ کمال بر خود ندارد وگاہ گاہے بنا برے تکلیف اعزا غزلے و بیتے کہ می گوید بہ آمید اصلاح از نظر فیض اثر سر زمرۂ معنی بندان فحول مرزا عبد الغنی بیگ قبول می گزرانید و کسب علوم غریبہ کہ از قبیل عجائب و غرائب باشد، از خدمت آں دانائے اسرار کونی و الٰہی کہ تفصیل آں بزبان قلم آوردن و اظہار آں را در سلک بیان کشیدن اجازت نیست، حاصل نمودہ۔ (۱)

باپ کے حالات اخلاص نے یوں بیان کیے ہیں:

"حقائق و معارف شناس اچل داس قوم کھتری میہرہ متوطن دارالخلافہ شاہجہاں آباد۔ والد جامع ایں اوراق۔ از عنفوان شباب تا آخر عمر در پے تلاش اصلی کہ عبارت از تحقیق مبدا و معاد باشد، بود۔

۱۔ ہمیشہ بہار، ص ۱۸، ۱۹

عمرش هفتاد سال و فا کرد۔ و در تمام عمر به تلاش مراتب دنیا بر در هیچ دنیا دارے نرفت و بخشک و تر قانع گردیده ، اوقات در صحبت فضلا و فقرا و صلحا و عرفا بسر برد ۔ اکثر صاحب کمالاں که بخانهٔ هیچ کس نه رفتند بنا بر مناسبت صوری و معنوی بخانهٔ او می آمدند، با همه کس برفق و مدارا پیش می آمد ، و خدمت بزرگاں را سرمایه سعادت می دانست'۔ اگرچه آں قدر توجه بسوے شعر نداشت ، لیکن بنا بر تکلیف وقتے گاه گاهے مصرعے و بیتے می گفت (۱)

ان اطلاعات کا خلاصہ یہ ھے کہ کشن چند اخلاص ہندو تھے ، وہ مہرہ (۲) کھتری تھے ، ان کا وطن شاہجہاں آباد (دھلی) ھے ، ان کے والد اچل داس بھی شاعر تھے ، ان کے والد کا گھر شعرا و ادبا کا مرکز رہا ، اچل داس قانع اور فقیر منش آدمی تھے - ستر برس کی عمر میں انتقال کیا ؛ ان کی زندگی میں اخلاص نے چند برس کاردبازی (پھکیتی) کا فن سیکھنے میں لگائے ، والد کے انتقال کے بعد ایک بزرگ سے (جن کا نام لینا ان کی دانست میں بے ادبی ھے) ارادت صادق بہم پہنچائی اور اسی ذات شریف سے علم و ادب کی تربیت پائی - شاعری میں اخلاص مرزا عبدالغنی بیگ کشمیری کے شاگرد تھے ، اخلاص نے ان سے بعض عجیب و غریب علوم بھی حاصل کیے۔

اخلاص کے والد اچل داس کے سنہ وفات کا پتا نہیں چلا ، اس لیے اخلاص کے ادبی مطالعے کے آغاز کا تعین دشوار ھے - لیکن ان کے اُستاد کے بارے میں بعض قرائن رهنمائی کرتے ھیں ، همیشه بہار میں بھوپت رائے بیغم کے حالات میں اخلاص نے جو کچھ لکھا ھے۔ اس سے کچھ روشنی ملتی ھے :

" سوامی بھوپت رائے بیغم تخلص ، متوطن قصبهٔ پٹھان

۱- همیشه بہار ، ص ۲۰

۲- کھتریوں کے کئی بڑے گروہ (Clans) ھیں ، ان میں ڈھائی گھر (Dhai ghar) اور چار جاتی (Charjati) اهم ھیں - ان اونچی جاتی کے گروھوں کی ایک شاخ مرھوتڑا (Marhotra) یا میہرہ (Mehra) بھی ھے۔

کھتریوں کی گوتوں کی تفصیل کے لیے دیکھیے :

[جاری]

(پٹھان کوٹ) سرکار جمو(ں) مضاف صوبہ پنجاب قوم کھتری از قانون گویان آں ضلع است ۔ در ابتدائے عمر برائے تحصیل وجہ معاش نوکری انشانویسی حکام آں ضلع کردے ۔ آخر سودائے تجرید و تفرید بر مزاجش غلبہ کرد و طریق درویشی اختیار نمود و دست ارادت بداماں نرائن نام بیراگی زد و بحسب اتفاق قسمت بہ دھلی آمدہ در دام صورت نرائن چند نام ہندو پسرے اسیر شد و ترجمۂ پربودہ چندر ناٹک کہ کتابیست در زبان ہندی متضمن بر لغات غریبۂ توحید بنام او در سلک نظم کردہ و اکثر رسائل تصوف بنام او نوشتہ ۔ بہ والد جامع ایں اوراق بسیار آشنا بود ، و بوساطت والد بندہ بخدمت شیخ الشیوخ محمد صادق انبالجی کہ دھلی بیمن قدوم ایشاں حکم بسطام داشت مشرف شد ۔ و اکثر مطالب غامضۂ حقائق و معارف کہ مطلب اقصی انسان است از خدمت آں سر حلقۂ دانش و بینش بگوشش رسید و پے حقیقت الحقائق برد ۔ غرض کہ مردیست آرمیدہ وضع ، حالے از بوے فقرا فہمیدنی است " (۱)

بھوپت رائے بیغم (۲) سرخوش کے زمانے تک صوفیانہ مسلک اختیار کر چکے تھے (۳) ، اس لحاظ سے ان کی دلی میں آمد اور سودائے تجرید و تفرید کو ۱۰۹۳ھ یا ۱۱۱۰ھ سے قبل کا واقعہ شمار کرنا ہوگا ۔ شیخ الشیوخ محمد صادق انبالجی (ابنالجی؟) سے اخلاص کے والد اچل داس کے توسط سے

[جاری]

Panjab Casts by late Sir Denzil Ilbertson, Lahore, Ed. 1916, pp. 249-50.

۱- ہمیشہ بہار ، ص ۳۷ ، ۳۸

۲- بیغم کے حالات کے لیے دیکھیے : فارسی ادب میں ہندوؤں کا حصہ (ڈاکٹر سید عبد اللہ) ص ۲۹۵

۳- مردیست از علائق دنیوی برجستہ و از قید ما ومنی و توئی رستہ طبعکے دارد پیش فقیر مشق سخن می کند و اصلاح می گیرد و کارش روز بروز در ترقی است ۔ کلمات الشعرا ، سر خوش ، ص ۱۹

بھوپت رائے کا تعلق ہوا اور وہ ان کے فیض علم سے "مطالب غامضہ و حقائق و معارف" سے بہرہ مند ہوئے۔ اخلاص نے اپنے حال میں اپنے محسن خاص اور علمی سرپرست کا نام صیغۂ راز میں رکھا ہے۔

محمد صادق انبالجی کا مبالغہ آمیز ذکر،اور اخلاص کا اپنے حال میں "ارادت صادق" کا ٹکڑا محمد صادق انبالجی سے کسب فیض کا ایک اشارہ ہے۔ اگر یہ استدلال صحیح ہے، تو اخلاص کے علم و فضل کے اصل رہنما محمد صادق قرار دیے جا سکتے ہیں۔

شاعری میں اخلاص کے استاد میرزا غنی بیگ قبول تھے۔ قبول کاشمیری میرزا داراب جویا کے ارشد تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں (۱)۔ اصلاً بدخشانی تھے اور ملا شاہ بدخشی کے اعزا میں سے تھے۔ کشمیر میں پیدا ہوئے ، ابتداً قاسم خاں قاسم کے شاگرد ہوئے، پھر میرزا داراب جویا سے اصلاح لی۔ کچھ عرصہ ہدایت اللہ خاں سے اور پھر صلابت خاں فرخ سیری کے رفیق ہوئے (۲)۔ بقول خوش گو قلعۂ کہنہ دہلی میں لباس درویشی میں زندگی بسر کی۔ نواب نظام الملک وزیر اعظم اور صمصام الدولہ بخشی الممالک کی مدح میں قصائد لکھے (۳)۔ غلام علی آزاد کے قول کے مطابق "سنہ تسع و ثلثین و مائۃ و الف" (۱۱۳۹ھ) میں انتقال کیا (گنج معنی بود کرد افلاک در زیر زمیں) (۴) خوشگو کے بیان کے مطابق وفات "در ہزار و صد و سی و ہشت" (۱۱۳۸ھ) واقع ہوئی (۵)۔ اخلاص نے اپنے استاد کے جو حالات لکھے ہیں ان میں کوئی خاص بات بیان نہیں کی (۶)۔

۱- جویا کے حالات کے لیے دیکھیے: کلیات جویا تبریزی، مرتبہ ڈاکٹر محمد باقر، پنجاب یونیورسٹی پریس، ۱۹۵۹ء، ص، الف تا ط

۲- سفینۂ ہندی، ص ۱۶۹

۳- سفینۂ خوشگو، ص ۱۰۱

۴- سرو آزاد، ص ۱۹۷، ۱۹۸

۵- سفینۂ خوشگو، ص ۱۵۲

۶- قلمی نسخے کے حاشیے پر مندرجہ ذیل اضافہ ہے "وقتیکہ افاغنہ

[جاری]

یہی حال سلسلۂ تلمذ سے متعلق شعرا کا ہے۔ وہ اس بات پر خاص توجہ کرتا ہے کہ چاہے واقعات کے لحاظ سے کوئی اضافہ ہو نہ ہو اپنے استاد بھائیوں اور قرابت داروں کا تذکرہ ضرور کیا جائے۔ اس کے ہاں جن صاحبوں کا ذکر بالالتزام موجود ہے وہ یہ ہیں۔ آزاد خلف شاگرد قبول، رحمت اللہ تمکین شاگرد قبول، آغا عبد العلی تحسین نواسۂ داراب جویا، تسکین برادر خرد جویا استاد قبول، محمد مقصود جامع شاگرد غنی بیگ قبول، مرزا مہدی حجت برادر جویا، محمد علی بیگ حشمت شاگرد قبول، احسن اللہ راضی شاگرد قبول، ملا ساطع شاگرد جویا، قبول استاد اخلاص، گویا برادر جویا، گرامی خلف قبول، محترم خلف قبول، نزہت شاگرد قبول، ولی شاگرد قبول اور رائے رام جی ہاتف (خوشہ چین یک خرمن و تعلیم یافتۂ یک دبستان)۔

اخلاص نے اپنے تذکرے میں کہیں کہیں ایسے اشارے بھی کیے ہیں جن سے اس کی زندگی کے بارے میں ایک دھندلا سا نقش بنایا جا سکتا ہے، شیخ عطا اللہ عطا کے بارے میں لکھتے ہیں:

"متوطن امروہہ، سخن را بہ لطافت و ظرافت اکثر روا می نمود، از شاگردان بیدل است، بعمر چہل سالگی در شاہ جہان آباد ازیں جہان فانی در گزشت، راقم ایں اوراق، آشنا رفتہ حیف،

[جاری]

بر صفاہان غالب آمدند زبان مبارک ایشاں بدیں شعر مترلم شد

سرمہ می گیرد فغاں از دست آخر باک نیست
شورے از افغاں اگر در اصفہاں افتادہ است

ہماں سالے کہ ایشاں فرمودند ظالماں بہ جزاے اعمال خود رسیدند" (ہمیشہ بہار، ص ۲۰۰) افغانوں کا یہ حملہ شاہ حسین صفوی کے عہد میں ۱۱۳۵ھ - ۲۲-۱۷۲۲ء میں ہوا اور اصفہان صفوی فرماں روا سے چھن گیا۔ یہ عبارت اصفہان پر افاغنہ کے قبضے سے نکلنے کے بعد بڑھائی گئی ہو گی۔ اس واقعے کے لیے ملاحظہ ہو: سلاطین اسلام (لین پول) اردو ترجمہ ص ۲۶۸ طبقات سلاطین اسلام (لین پول) فارسی ترجمہ از عباس اقبال ص ۲۳۰۔

(۱۱۳۰ھ) تاریخ وفاتش گفته "۔(۱)

عطا کی عمر ۱۱۳۰ھ میں چالیس برس کی تھی، اس لحاظ سے اس کی پیدائش کا سنہ ۱۰۹۰ھ قرار دیا جا سکتا ھے۔ فارسی میں "آشنا" کا لفظ دوستانہ اور صمیمانہ تعلقات کے لیے مستعمل ھے۔ (۲)

اخلاص نے اس مقام کے علاوہ بھی "آشنا" کا لفظ بمعنی دوستی استعمال کیا ھے، چنانچہ سرخوش کے منجھلے بیٹے مرزا فضل اللہ خوشتر کے بارے میں لکھتے ھیں:

"جوان خوش فکر است .... در عالم اخلاص و آشنائی ھا بسیار اھل و متواضع است خدا دیر گاه سلامت دارد" (ص ۶۹)

خوشتر کے بارے میں خان آرزو کا بیان ھے کہ "در عین جوانی جہان گزراں را وداع نمود"۔ (مجمع النفائس)

خوشگو کے قول کے مطابق اس کا انتقال ۱۱۴۱ھ میں ھوا، انتقال کے وقت وہ جوان شمار ھوا ھے۔ اخلاص نے بھی اسے ۱۱۳۶ھ میں جوان خوش فکر

۱۔ ھمیشہ بہار، ص ۱۷۔ عطا کے بارے میں خوشگو لکھتے ھیں:
"از ساکنان امروھه مراد آباد در عہد مبارک محمد شاھی بتوجه نبض دانان باریک بینی کلام رائے صاحب انند رام مخلص به خطاب خانی سرفرازی یافته از شاگردان قدسی جناب مرزا بیدل بود، در سال هزار و سی و ششم در دارالخلافه به رحمت حق پیوست و از وفاتش رونق مجمع عرس مرزا بدیع خورد۔ (خوشگو، ص ۱۴۹، ۱۵۰)

۲۔ یار بگزید بے وفائی را رفت ببرید آشنائی را
(کمال خجندی)

صد پیرهن نگه از شرم کرده است تا با تو آشنائی ما در گرفته است
(صائب)

من آں روز از خویش بیگانه گشتم که افتاد با تو مرا آشنائی
(کمال اسماعیل)

قرار دیا ہے ۔ اس وقت اس دوست پرور کی عمر جوانی کی حدود ہی میں ہونا چاہیے ۔ کلمات الشعرا میں سرخوش نے اپنے بیٹے کی تاریخ ولادت دی ہے :

"اکمل محمد افضل" (ص ۱۳۱)

اس سے (۱۰۹۴ھ) برآمد ہوتے ہیں ۔ اگر یہ خوشتر ہی کی تاریخ پیدائش ہے تو جب بھی ۱۱۳۶ھ تک اس کی عمر ۴۲ برس ہوتی ہے اور اسے بخوبی جوانی کی حدود میں شمار کیا جا سکتا ہے ۔ (۱)

اس لحاظ سے اخلاص کی عمر کا بھی کچھ اندازہ کیا جا سکتا ہے ۔ اخلاص ۱۱۳۶ھ (تکمیل تذکرہ) تک اتنی عمر کے ضرور تھے کہ اپنے استاد گرامی سے اس حد تک فارغ التحصیل ہو گئے ہوں کہ دو شاگردوں کے استاد کہلا سکیں ۔

"اودے بھان بہار، مانند تخلص خود رنگین طبع است و مضامین تازہ را بجودت طبع در الفاظ بلند ادا می سازد و زبان شعر درست دارد و کسب علم شعر از راقم این کلمات نمودہ" ۔ (۲)

"دلدادۂ گلر خان، کیسری سنگھ یکساں ہر جا کہ گلرخے می بیند بلبل آسا بہ نعرہ و فغاں می آید و ہر کجا سرو قامتے جلوہ می کند، قمری آسا طوق عبودیت در گردن جاں می اندازد ۔ و با جامع اوراق از آغاز شباب و ریعان جوانی رابطۂ اتحاد بدرجۂ اتم دارد و شعر ہموارہ صاف می گوید و اکثر غزلہاے خود را پیش بندہ می خواند و حق صحبت ہا بر گردن جاں دارد" (۳)

۱- آشنا کا لفظ گہرے دوستانہ روابط کے لیے عام طور پر مستعمل ہے، چنانچہ مصحفی نے اپنے گہرے دوست قتیل کے لیے اسے بار بار استعمال کیا ہے : "ایام دوری آں آشناے صادق و یار موافق (قتیل) سر انجام این امر خطیر ... ... (عقد ثریا ص ۲، ۳) - پھر فرماتے ہیں : "مرزا محمد حسن قتیل ... ... نظر بر سوابق آشنائی نمودہ مرا ازیں ارادہ باز داشتہ" - (عقد ثریا ص ۴)

۲- ہمیشہ بہار، ص ۳۸، ۳۹

۳- ہمیشہ بہار، ص ۲۶۴، ۲۶۵

اخلاص کے نزدیک آغاز جوانی (نوجوانی) کا معیار سترہ برس اور جوانی کا معیار تیس برس سے اوپر (۱) ہے، یکساں نوجوانی کے زمانے سے اس کا شاگرد ہو چکا ہے اور اس کا ذکر اخلاص نے بصیغۂ ماضی کیا ہے۔ گویا یہ شاگرد آغاز شباب اور ریعان جوانی کی منزل سے نکل چکا ہے۔ شاگرد کے مقابلے میں استاد اگر اس وقت چالیس برس کے قریب ہو تو کچھ خلاف امکان نہیں۔

اتحاد کا لفظ اخلاص کے ہاں یگانگت اور گہرے روابط کے لیے مستعمل ہے۔ چنانچہ شیخ سعداللہ مسیح پانی پتی کے حال میں اخلاص لکھتے ہیں:

"با معنی بند خوش ادا ملا شیدا نسبت اتحاد بدرجۂ کمال داشت"۔ (ہمیشہ بہار، ص ۲۳۷)

کلمات‌الشعرا میں مسیح کے بارے میں ہے:

"از ہم صحبتان شیدا بود باہم اتحاد بسیار و یگانگی داشتند"۔

دونوں اقتباسات سے اتحاد کا مفہوم متعین کرنا آسان ہے۔

محمد احسن سامع کے ساتھ اخلاص کے قدیم زمانے ہی سے گہرے روابط تھے اور یہ رابطہ اتحاد کی حد سے گزر کر "اخلاص ضمیر" کی منزل تک جا پہنچا تھا۔

"بیشتر عشرت تخلص می کرد - فقیر از قدیم رابطۂ اتحاد و اخلاص ضمیر با یشان دارد" - (۲)

سامع کے ساتھ اخلاص کے تعلقات سرسری نہیں خاصے گہرے اور قریبی

۱- "از شاگردان مرزا عبدالغنی بیگ قبول است، چندے تکلف تخلص می کرد باز مسیحا تخلص اختیار کرد، جوانیست رعنا ... باوجودیکہ سنش از سی تجاوز کردہ لیکن تاحال ہم از نوجوانان شانزدہ سالہ دلچسپ است ... در علوم غریبہ و عجیبہ کہ تفصیل آں نوشتن مناسب نیست با فقیر مناسبتے دارد" (ہمیشہ بہار، ص ۶۲، ۶۳)۔

۲- ہمیشہ بہار، ص ۱۱۱

ھیں چنانچہ ھمیشہ بہار میں کم از کم دو مقام پر سامع کا ذکر بدیں الفاظ ھوا ھے -

خواجہ عبداللہ سامی :

" بحسب اتفاق از لاھور بہ شاہجہان آباد آمدہ بود - روزے محمد احسن سامع و جامع ایں اوراق برائے دید نش رفتند ، فخر ھائے بامزہ آغاز کرد کہ بیان آں خالی از ضیافت طبع نیست ، لیکن ایں مختصر حامل ایں حکایت نمی تواند شد کہ بہ طویل می انجامد -(۱) "

آغا عبد العلی تحسین :

"نواسۂ مرزا داراب جویاست - اکثر دید نش ھمراہ محمد احسن سامع میسر می شود " (۲)

اس موقع پر محمد احسن سامع کی عمر کا تخمینہ بھی بے موقع نہ ھوگا - سامع کے بارے میں خوشگو بھگوان داس ھندی اور حاکم لاھوی کے بیانات اھم ھیں :

" از نسل راجہ ٹوڈر مل کھتریست کہ در عہد اکبر شاھی بہ وفور عقل و دیانت دیوانی خالصات سر انجام می کرد - جدش بملت زھرائے احمدی در آمدہ و او از جناب مرزائے مرحوم بیدل صاحب فیض برداشتہ ... بعد واقعۂ مرزائے مبرور بہ سبب شاگردی

۱- ھمیشہ بہار ، ص ۱۱۸ ، ۱۱۹ - خواجہ عبد اللہ سامی لاھوری ملا (عوض) وجیہہ کے قرابت دار تھے - مدتوں شہزادہ اعظم شاہ (متوفی ۱۱۱۹ھ) کی ملازمت کی - بیدل سے دوستی پیدا کی (مابین ۱۰۷۹ و ۱۱۱۹ھ) - اعظم شاہ کی ملازمت (قبل از ۱۱۱۹ھ) ترک کر کے لاھور چلے گئے تھے - سامی کا مستقل قیام دھلی کب ھوا ؟ اس کے باب میں قطعی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا ، بہر حال ۱۱۳۶ھ (تکمیل ھمیشہ بہار) کے قریب عارضی طور پر (بحسب اتفاق) دھلی آئے تھے - " آمدہ بود" سے اندازہ ھوتا ھے کہ اس کے بعد دوبارہ تذکرے کی تحریر کے وقت واپس جا چکے تھے اور وھیں انتقال ھوا- انتقال کا سنہ ۱۱۵۰ھ ھے (سفینۂ خوشگو ، ص ۲۳۳)

۲- ھمیشہ بہار ، ص ۴۸

حکیم الممالک شیخ حسین شہرت حقوق تربیت آنجناب فراموش کردہ۔ فقیر خوشگو از عہد بہادر شاہ با او مربوط است (۱) - مدتے در سرکار ظہیرالدولہ عظیم اللہ خاں (۲) نوکر بود در مشاعرہ زینت بخش می گردید (۳)"

"از امرا زادہ ہاے دہلی و معاصر محمد شاہ بادشاہ بود اول عشرت تخلص می کرد آخر سامع اختیار نمود" - (۴)

"محمد احسن خاں سامع - می گویند از اولاد بیر بل (۵) است - جدش اسلام آورد در شاہجہاں آباد می باشد - مدتے در رفاقت نواب ظہیرالدولہ عظیم اللہ خاں بہادر مجاہد جنگ مرحوم ؛ ابن عم یزنۂ نوابٔ وزیر الممالک قمر الدین خاں مرحوم ، بخدمت داروغگیٔ جیب خاص وغیرہ خدمات امتیاز داشت - و فقیر ہم یک دو سالے نظر بربط و اخلاص والا ، کہ بوالد نواب مذکور داشت ، در خدمتش بودم (۶) در آنجا بہ سامع مذکور اتفاق ملاقات می افتاد - بلکہ چند ماہ در سفر لاہور شب و روز یک جا بودیم - مرد برخود چیدہ و خود را بطور میرزایان ایران تراشیدہ است - اول شاگرد حکیم الملک شہرت تخلص

۱- عہد بہادر شاہ ۱۱۱۹ - ۱۱۲۴ھ

۲- متوفی ۱۱۵۷ھ ، خزانۂ عامرہ مرہٹوں کی جنگ

۳- سفینۂ خوشگو ، ص ۲۷۶

۴- سفینۂ ہندی ، ص ۱۰۷

۵- سہو قلم معلوم ہوتا ہے ٹوڈر مل کی جگہ بیربل درج ہے -

۶- حاکم کے والد کا انتقال لاہور (۱۱۲۵ھ) میں ہوا ، اس وقت حاکم کی عمر پندرہ برس تھی اور وہ لاہور میں مقیم تھا - نادر شاہ کی مراجعت (۷ صفر ۱۱۵۲ھ) کے بعد حاکم کو پہلی بار دلی جانے کا موقع ملا ہے ، اس کے بعد دو بار دہلی جانا ہوا لیکن ۱۱۷۱ھ میں حاکم نے فقیری اختیار کرلی ، اس طرح سامع سے ان کے روابط اور خود سامع کی ظہیرالدولہ عظیم اللہ خاں کی ملازمت ۱۱۵۲ھ اور ۱۱۷۱ھ کے درمیان قیاس کی جاسکتی ہے -

بود و بعد آں مرید و معتقد شیخ محمد علی حزیں - رسا است و پختہ گو است - شعر ہاے خوب دارد - بالفعل معلوم نیست کہ چہ حال دارد - عمرش از شصت متجاوز است " - (۱)

مردم دیدہ کی تالیف (۱۱۷۰ھ) کے وقت سامع کی عمر ساٹھ سال سے متجاوز تھی ، بالفاظ دیگر ساٹھ اور ستر کے مابین تھی ، اس لحاظ سے اس کی پیدائش ۱۱۰۰ھ اور ۱۱۱۰ھ کے درمیان فرض کی جاسکتی ہے - عطاالله عطا ۱۱۳۵ھ میں چالیس برس کے تھے اور اگر مردم دیدہ کا اندازہ درست ہے تو سامع کو ۱۱۳۶ھ (تالیف تذکرہ اخلاص) میں اکتیس برس سے کچھ کم کا شمار کرنا پڑے گا - دلی کا یہ امیر زادہ (سامع) پہلے بیدل (متوفی ۴ صفر ۱۱۳۳ھ) کا شاگرد ہوا ، اس کی وفات کے بعد (۱۱۳۳ھ کے بعد) حکیم الملک شہرت متوفی ۱۱۴۹ھ (۲) کا تلمذ اختیار کیا (۳) - اس کے بعد سامع نے

۱- مردم دیدہ ، حاکم لاہوری ص ۱۹۵ - متجاوز سے عموماً مراد اتنی مدت ہے جس میں زیادہ سے زیادہ دس برس کا فصل ہو ، ہم نے جہاں اس لفظ کو برتا ہے انہیں حدود کو پیش نظر رکھا ہے - اخلاص نے بھی متجاوز کا لفظ برتا ہے - ایک مقام خاص طور پر قابل ذکر ہے ، دارا شکوہ کے حال میں لکھتا ہے :

" شب دو شنبۂ سلخ صفر سال ہزار و بست و چہار ہجری ... تولدیافت ... در سال ہزار و شصت و پنج ہجری کہ عمرش از چہل تجاوز نمودہ بود سواے عنایات دیگر بامور جلوس برکرسیٔ طلا ... بلند پایہ گشتہ ... شب پنجشنبہ بست و دوم ذی حجہ سال ہزار و شصت و نہ کہ عمر مبارکش بچہل و شش رسیدہ بود در گزر خضر... شہد شہادت آشامید (ہمیشہ بہار ، ص ۱۹۳، ۱۹۴)

دارا ۱۰۲۴ھ میں پیدا ہوا - ۱۰۶۵ھ میں چالیس سے متجاوز یعنی ۴۱ برس کا ہے - ۱۰۶۹ھ میں اس کی عمر ۴۵ برس سے اوپر یا بقول اخلاص ۴۶ برس کے قریب تھی -

۲- نتائج الافکار ، ص ۳۹۳ (تسع و اربعین و ماتہ و الف)

۳- روز روشن ، ص ۲۸۴

شیخ علی حزیں سے روابط استوار کیے (۱) - یہ زمانہ قیاساً ۱۱۴۹ھ اور ۱۱۶۱ھ کے مابین شمار کیا جاسکتا ہے (۲) ، اس سے یہ گمان کرنا غلط نہ ہوگا کہ سامع کی شاعری تالیف ہمیشہ بہار (۱۱۳۶ھ) کے وقت پختگی کی منزل تک نہیں پہنچی تھی - وہ ابھی کسی کے متوسل بھی نہیں ہوئے تھے ، ان کی جس ملازمت کا ذکر تذکرہ نگاروں نے کیا ہے اور اس کا تعین گزشتہ صفحات میں ۱۱۵۲ھ اور ۱۱۷۱ھ کے درمیان کیا گیا ہے ، تاہم یہ بیان کرنا بے موقع نہ ہوگا کہ ۱۱۳۶ھ تک اخلاص ایک امیر کے متوسل ہوکر ملازمت چھوڑ بھی چکے تھے ، چنانچہ تذکرے میں ایک مقام پر لکھتے ہیں :

" دریں روزہا بندہ ملازم امیرے بود . آں امیر روزے بشکار مشغول بود - چند بیت گفتہ بگوش رساند کہ ایں بیت ازاں جملہ است :

ندارد صید از تیرش جدائی
بود ہمچوں الف بالاے آھو

شنید و سر برنیاورد - روز سوم دہ روپیہ از مدد خرچ من کم کرد - دراں وقت ایں بیت یاد آمد :

گویند بمدح یار زر می بخشند
ایں بے ھمت مرا جز آزار نداد (۳)

ان قرائن سے اخلاص کو سامع سے عمر میں کچھ بڑا قیاس کرنا پڑے گا - اخلاص کی عمر کے اندازے کے لیے ایک اور اقتباس شاید کارآمد ہو -

سید عطا اللہ ناصر :

۱- مردم دیدہ ، اقتباس اوپر درج ہے -

۲- شیخ علی حزیں ۱۱۴۷ھ میں وارد دھلی ہوئے اور چودہ برس کے قیام کے بعد ۱۱۶۱ھ میں اکبر آباد اور وھاں سے بنارس چلے گئے تھے - (سرو آزاد ، ص ۲۲۵)

۳- ھمیشہ بہار ، ص ۲۱۸

''شاگرد ارشد میر ابو الفیض مست معنی ، و آشنائے مہربان
راقم ایں سطور و در اکثر غزلہائے طرحی شریک '' - (۱)

سید عطا اللہ ناصر اخلاص کا '' آشنائے مہربان '' ہے - آشنا کے لفظ سے دوستی کا تعلق ظاہر ہے - مہربان کا لفظ فارسی میں لطف و شفقت کے معنوں میں آتا ہے (۲) - اس سے تعلقات قریبہ کا قیاس ہوتا ہے -

عطا اللہ ناصر ، مست معنیٰ کے شاگرد ہیں ، مست معنیٰ پہلے مرزا بیدل (متوفیٰ ۱۱۳۳ھ) کا شاگرد تھا لیکن یہ تعلق تھوڑی مدت رہا (۳) ، پھر حکیم الملک (شہرت) متوفی (۱۱۴۹ھ) کا دامن تلمذ تھاما (۴) ، تکمیل ہمیشہ بہار (۱۱۳۶ھ) کے وقت مست معنیٰ خود بھی استادی کا رتبہ پا چکے تھے اور سید عطااللہ ناصر ان کے شاگرد تھے ، عطااللہ ناصر اخلاص کے آشنائے مہربان تھے ، دونوں طرحی غزلوں میں ایک دوسرے کے شریک تھے ، ان امور سے سرخوش اور بیدل کے بعد شعرا کی تیسری نسل سے ان کا تعلق بدیہی ہے - دونوں ہی ۱۱۳۶ھ کے آس پاس اگر نوجوان نہیں تو جوان ضرور ہوں گے - ان قرائن سے اخلاص کو عطا اللہ عطا اور سید عطا اللہ ناصر کا ہم عمر اور محمد احسن سامع سے کچھ بڑا قرار دینا ہوگا - گویا اخلاص بھی تکمیل ہمیشہ بہار

۱- ہمیشہ بہار ، ص ۲۵۲

۲- بقول صاحب بہار عجم لطف و شفقت کہ از اکابر بر اصاغر می باشد ہم چنیں اخلاص و اعتقاد کہ از اصاغر را در جناب اکابر می باشد - ثبوت میں یہ شعر بھی درج ہیں :

شد از مہربانی بدو داد دست   درون رفت و پیشش بزانو نشست
(نظامی)

معلوم مہربانیٔ اہل ہوس کہ چیست   بشنو سخن کہ عاشقم و مہرباں منم
(وحشی)

در آتش ار فگنم تخم مہربانی را   دہم تربیتش آب زندگانی را
(طالب)

۳- سفینۂ خوشگو ، ص ۲۸۱

۴- ہمیشہ بہار ، ص ۱۳۰

(۱۱۳۶ھ) کے وقت چالیس برس کے پیٹے میں تھے - اس حساب سے اس کی پیدائش ۱۰۹۵ھ کے گرد و پیش فرض کرنا مناسب ہو گا -

اخلاص نے مہربان کا لفظ مرزا محمد ربیع انجب کے لیے بھی استعمال کیا ہے:

"انجب شاعرِ پختہ کار و معنی نگار سحر کار است ....

بدل و جان مہربان راقم ایں سطور است" - (ہمیشہ بہار، ص ۱۸)

انجب کے بارے میں سفینۂ خوشگو میں ہے:

"جوانے است قابل نوبہ فکر آمدہ"

خوشگو (آغاز تذکرہ ۱۱۳۷ھ تکمیل ۱۱۴۷ھ) کے تحریر تذکرہ کے وقت انجب کا شمار نوجوانوں میں تھا - مصحفی نے عقد ثریا میں (سال تکمیل ۱۱۹۹ھ) اسے سو سال سے متجاوز قرار دیا ہے - (ص ۵) انجب اس زمانے تک پیر فرتوت شمار ہوتا تھا، لوگ اسے سات سو سال کا کہتے تھے اسی لیے مصحفی بھی اسے دیکھنے گئے تھے (ایضاً ص ۶) - اس لحاظ سے اس کی پیدائش ۱۰۹۹ھ سے قبل شمار کرنی ہو گی، اس اندازے سے تحریر ہمیشہ بہار کے وقت اس کی عمر ۳۷ برس سے متجاوز یا محتاط تخمینے سے ۳۷ اور ۴۷ کے درمیان تصور کی جا سکتی ہے - انجب کی عمر سے اخلاص کی عمر کا قیاس ممکن ہے، اخلاص کی ہندوستانی فارسی کو سامنے رکھا جائے تو انجب اخلاص سے عمر میں بڑے معلوم ہوتے ہیں، اخلاص کی عمر کے اندازے کے لیے رائے رام جی ہاتف کے حالات کو دیکھنا بھی ضروری ہے - لکھتے ہیں:

"در اوائل عہد محمد فرخ سیر بہ نیابت دیوان تن امتیاز داشت و الحال بمیر سامانی امیرالامرا صمصام الدولہ خان دوراں بہادر عرف خواجہ عاصم مامور است ... اگرچہ جامع ایں اوراق (اخلاص) و آں بزرگ تعلیم یافتہ یک دبستان اند و خوشہ چین یک خرمن لیکن از روے کمالات نسبی و وہبی خود را پیش آں معنی شناس بیش از سہا پیش ماہتاب و زیادہ ار ذرہ پیش آفتاب است" - (ہمیشہ بہار، ص ۲۶۴)

صمصام الدولہ خواجہ عاصم اکبر آبادی نے عہد بہادر شاہ میں اشرف خاں کا خطاب لیا - معز الدین جہاندار شاہ کی تخت نشینی کی جنگ (۱۱۲۰ھ) کے دوران میں اسے خان دوراں کا خطاب ملا - (تاریخ : خان دوران بہادر)

اسی فتح کے بعد صمصام الدولہ کا خطاب بھی پایا - فرخ سیر کے قتل (۱۱۳۱ھ) کے بعد خواجہ آگرے چلا گیا لیکن محمد شاہ کی تخت نشینی (۱۱۳۱ھ) پر پھر عروج پذیر ہوا - خواجہ عاصم نے وزیر اعظم قطب الملک کے خلاف فوج کشی میں نام پیدا کیا - اس موقعے پر قطب الملک کے خلاف لڑائی ۱۴ محرم ۱۱۳۳ھ میں ہوئی اور وفات قطب الملک در قید خانہ ۳۰ ذی الحجہ ۱۱۳۵ھ کو ہوئی - یہ بھی یاد رہے کہ صمصام الدولہ کی امیر الامرائی اور بخشی گری ۱۱۳۳ھ کے واقعات میں (ملاحظہ ہو Beale ، نیز سفینۂ خوشگو ص ۲۲۱ ، ۲۲۲ و سفینۂ ہندی متعلقہ صفحات) صمصام الدولہ کا انتقال بقول صاحب سفینۂ ہندی ۱۰ ذی قعدہ ۱۱۵۰ھ میں اور بقول خوشگو ۲۱ ذی قعدہ ۱۱۵۱ھ میں ہوا ہے (خوشگو کا بیان مرجح ہے) قیاساً محولہ بالا اقتباس عہد محمد شاہی میں ۱۱۳۳ھ اور ۱۱۳۶ھ کے درمیان لکھا گیا -

ہاتف اس وقت خاصی عمر کے تھے - وہ عہد فرخ سیر (۱۱۲۵ھ — ۱۱۳۱ھ) ہی میں اتنی عمر کے ضرور تھے کہ دیوان کے عہدے پر فائز ہو سکیں - اخلاص نے تحریر حالات کے وقت (۱۱۳۳ھ — ۱۱۳۶ھ) انھیں "مرد بزرگ" لکھا ہے - اوائل عہد فرخ سیر میں اگر چالیس سے متجاوز ہوں تو تحریر حالات کے وقت پچاس کے لگ بھگ شمار ہو سکتے ہیں - اور اس پر مرد بزرگ کا اطلاق ممکن ہے - ہاتف کو اخلاص سے عمر میں بڑا مان کر یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ اخلاص ۱۱۰۰ھ کے بہت بعد پیدا ہوئے تھے - ان قرائن سے اخلاص کی پیدائش کے ابتدائی تخمینے کی تائید ہوتی ہے -

اخلاص کی زندگی کا صرف ایک سفر معلوم ہے ، وہ متھرا گئے تھے ، ہمیشہ بہار میں لکھتے ہیں :

مطلع ، میر محمد علی -

"ہنگامیکہ ماهیار خان فوجدار متھرا بود در خدمتش ارادت داشت و برای سکونت او برلب دریائے جون ہائیں قلعہ طرح مقام دلکشا و جائے فرحت افزا انداختہ بود ، درانجا می ماند - بحسب اتفاق بطریق سیر و طواف مکان بزرگان سلف گزر ایں بندہ نیز دراں قصبۂ متبرکہ ، در موسمے کہ از شادابی ہوا قلم در دست کاتب بسان قلم برگش سبز می شد ، افتاد - چوں از یاران سخن سنج کہ

هر یکے عندلیب هزار داستان بوستان سخن بودند ، و سامع از گلزار طبع ایشاں همیں گلچین بهار بود ، جدا ماندم - برائے دفع تنهائی از هر کسے نشان سخنوری و نکته سنجی می جستم - عزیزے نشان داد که میر محمد علی مطلع که فوجدار ایں جا در خدمتش ارادتے دارد ، مابین قلعه می باشد ، مردیست گویا شاعری شعار اوست - چند مرتبه بنده برائے دیدنش رفت و هنگامهٔ سخن را از هر باب گرم داشت - روزے ایں شعر خود را بزبان آورد :

زد کمال ذاتیٔ من سر بسر مهر سکوت
در دمی دیدی که آخرها مسام خم گرفت

بنده بمجرد شنیدن ایں شعر گفت که اگر بجائے لفظ سر بسر ، موبمو باشد برائے مسام بجاست - شنید و گفت که تصرف است بیجا" (۱)

سفینهٔ خوشگو کے مصنف بندرا بن خوشگو بهی میر محمد علی مطلع سے متهرا میں جا کر ملے تهے ، وہ ماهیار خاں کی فوجداری کے زمانے کا تعین بهی کرتے هیں :

"سید صحیح النسب ایران زا بود به لباس درویشی مرزایانه بسرمی برد طبع بلند و فکر رسا داشته - در عهد فرخ سیر بادشاه حسینی که ماهیار خاں فوجداری اسلام آباد متهرا داشت ، میر محمد علی رفیق او بود و فقیر خوشگو بدیدن او رفتم ، پائین قلعه برلب آب‌جو سکونت داشت - صحبت شاعرانه اتفاق افتاد - مردے بر خود غلط ، زبان آور به نظر آمد" - (۲)

ماهیار خاں عهد فرخ سیر میں متهرا (اسلام آباد) کا فوجدار تها - فرخ سیر کا دور حکومت ۱۱۲۴ھ سے ۸ ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ تک هے - اس کا مطلب یه هوا که کشن چند اخلاص میر محمد علی مطلع سے ۱۱۲۴ھ اور ۱۱۳۱ھ کے مابین متهرا میں ملتے رهے -

---

۱- همیشه بهار ، ص ۲۳۱ - قلمی نسخے کی عبارت میں آخری لفظ "بجا" پڑها گیا تها ، اب خوشگو کے اقتباس سے مقابلے پر محسوس هوا که اس لفظ کو محمد علی مطالع کے مزاج کے آئینے میں "بے جا" پڑهنا زیاده موزوں هے -

۲- سفینهٔ خوشگو ، ص ۸۹

اخلاص کے انتقال کے بارے میں قدیم ترین بیان بھگوان داس مولف سفینۂ ہندی (۱۲۱۹ھ) کا ہے۔ اس کے مطابق اخلاص اوائل سلطنت احمد شاہ میں فوت ہوا۔ احمد شاہ کا سال جلوس ۱۱۶۱ھ ہے، اس حساب سے اخلاص ۱۱۶۱ھ میں یا اس کے کچھ بعد انتقال پا گئے تھے۔

خاندان، اولاد اور دیگر تصانیف کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔

ان دوستوں اور کرم فرماؤں کا شکریہ مجھ پر واجب ہے جن کی امداد و اعانت سے پاک و ہند کے فارسی گو شاعرں کا یہ نادر تذکرہ شائع ہو رہا ہے۔

تذکرے کا مخطوطہ جناب ابن حسن قیصر (سابق مہتمم لیاقت نیشنل لائبریری کراچی) کی عنایت سے دستیاب ہوا جس کے لیے میں ان کا ممنون ہوں۔ مخطوطے کی نقل کا کام جناب سید سرفراز علی رضوی (مہتمم کتب خانۂ خاص، انجمن ترقی اردو، کراچی) نے انجام دیا۔ رضوی صاحب نے اس کام میں جو زحمت اٹھائی ہے، اس کا میں بے حد شکر گزار ہوں۔ تصحیح میں جن دوستوں کے مشورے میرے شامل حال رہے، ان میں جناب سید حسام الدین راشدی، ڈاکٹر محمد باقر، کلب علی خاں فائق، ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر ناظر حسن زیدی، خواجہ محمد زکریا، ڈاکٹر محمد اکرم شاہ اور ڈاکٹر بشیر حسین کا خاص طور پر احسان مند ہوں۔ جناب اکبرالدین صدیقی کا ممنون ہوں کہ انہوں نے کتب خانۂ آصفیہ، حیدرآباد دکن کے نسخے کے آخری صفحات نقل کر کے بھیجنے کی زحمت گوارا فرمائی۔

مصادر :

دیباچے کی تیاری میں مندرجہ ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے:

تذکرے۔

۱۔ ہمیشہ بہار، کشن چند اخلاص، قلمی، مخزولہ لیاقت نیشنل لائبریری کراچی۔

۲۔ سفینۂ خوشگو (دفتر ثالث) - بندرا بن خوش گو، مرتبہ سید محمد عطاء الرحمن کاکوی، پٹنہ

۳۔ سفینۂ ہندی - بھگوان داس ہندی، ایضاً، مارچ ۱۹۵۸ء

۴- (الف) گل رعنا (فصل دوم) لچھمی نرائن شفیق (مطبوعه) حیدرآباد دکن -
(ب) گل رعنا - لچھمی نرائن شفیق - قلمی نسخه بخط مصنف ، مخزونه پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور -
۵- کلمات الشعرا - محمد افضل سرخوش ، مرتبه صادق دلاوری ، لاہور ۱۹۴۲ء -
۶- تذکرۂ بے نظیر - عبدالوہاب افتخار ، اله آباد ، ۱۹۴۰ء -
۷- مخزن الغرائب - احمد علی سندیلوی ، قلمی نسخه پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور -
۸- تذکرۂ نتائج الافکار - مولانا قدرت الله گوپاموی ، طبع بمبئی ۱۲۳۶ شمسی -
۹- صبح گلشن - سید علی حسن ، شاهجهانی پریس بهوپال ۱۲۰۵ھ -
۱۰- گلشن همیشه بهار - نصر الله خورجوی ، مرتبه ڈاکٹر اسلم فرخی ، کراچی ۱۹۶۷ء -
۱۱- سرو آزاد - غلام علی آزاد ، مطبع دخانی رفاه عام لاہور ، ۱۹۱۳ء -
۱۲- مردم دیده - حاکم لاهوری ، مرتبه ڈاکٹر سید عبد الله ، لاہور ۱۹۶۱ء -
۱۳- تذکره روز روشن - مظفر حسین صبا ، شاهجهانی پریس بهوپال ۱۲۹۷ھ -
۱۴- تذکره نویسی در هند و پاکستان - ڈاکٹر علی رضا نقوی ، تهران ، ۱۹۶۴ء -

Persian Litrature, A Bio-bibliographical Survey C. A. Storey Vol. I Part II, 1953. A. D. -۱۵

Mughals in India. D. N. Marshall. Vol. I. -۱۶

A Cat. of the Arabic, Persian and Hindustani MSS. of the Libraries of the King of Oudh, vol. I, by A. Sprenger, Calcutta 1854. -۱۷

۱۸- Cat. of the Persian MSS. in the British Museum by Rieu, 1881. A. D.

۱۹- Cat. of Persian MSS. in the Library of India Office H. Ethe Vol. I Part I (1903)

۲۰- Cat. of the Arabic & Persian MSS. in the Oriental Public Library at Bankipur Vol. VIII (Pers. MSS.) 1925.

۲۱- فہرست کتب عربی فارسی و اردو ، کتب خانۂ آصفیہ سرکار عالی ، اختر دکن پریس حیدرآباد ۱۳۳۳ھ -

۲۲- (الف) طبقات سلاطین الاسلام (فارسی ترجمہ لین پول) عباس اقبال ، تہران - (ب) سلاطین اسلام (اردو ترجمہ لین پول ، محمڈن ڈائنسٹیز) ڈاکٹر غلام جیلانی برق -

۲۳- An Oriental Biographical Dictionary, T. W. Beale, (1894), repint 1965.

۲۴- قاموس المشاهیر ، جلد اول ، جلد دوم - نظامی بدایونی - نظامی پریس بدایوں ۱۹۲۴ء -

۲۵- بہار عجم - ٹیک چند بہار ، سراج پریس دہلی ۱۲۸۲ھ -

۲۶- A Dictionary of Urdu, Classical Hindi and English, by J. T. Platts, London 1930.

۲۷- ادبیات فارسی میں ہندوؤں کا حصہ - ڈاکٹر سید عبد اللہ ، دہلی ۱۹۴۲ -

۲۸- میر حسن اور ان کا زمانہ - ڈاکٹر وحید قریشی ، لاہور ۱۹۵۹ء -

۲۹- کلیات جویای تبریزی - مرتبہ ڈاکٹر محمد باقر ، لاہور ۱۹۵۹ء -

٨٨٨٨

محو کے از صفحهٔ دلها شود آثاد من
من همان ذوقم که می یابند از گفتار من

تذکرهٔ که مسمیٰ به

همیشه بهار

از

تصنیف

کشن چند متخلص باخلاص

در عهد محمد شاه غازی

ترتیب داده شد

بسم الله الرحمن الرحيم

[ص ۱] اے ذکر تو گل فروش بازار سخن،
رنگیں ز تو برگ برگ گل زار سخن
او صاف تو دیباچهٔ مجموعهٔ حسن
توصیف تو مشاطهٔ رخسار سخن

سبحان الله (۱) زہے رتبهٔ سخن که اگر او را میوهٔ (۲) پیش رس بوستان مظاہر تجلیات گوناگوں خوانم بجا است و اگر باعث نشو و نمائے اشجار روضات انفس و آفاق (۳) موافق امر کن فیکون گویم، سزا (بست) - [ص ۲] اگر واسطه العقد ثبوت عالم ربوبیت و مربوبیت، بموجب آیهٔ الست بربکم قالو [ا] بلیٰ بر زباں آرم روا — و اگر شیرازه بند مجموعهٔ صحت معجزات نبوت بمصداق تکلم فی المهد صبیا (۴) بشارم نهایت خوشنما — وخہے پایهٔ سخن که اعجاز اکثر اینها سخن بوده، بے بردهٔ دریاے سخن داند که دریں سخن هیچ سخن نیست، چناں چه معجزهٔ حضرت داؤد الحان بود که از لحن مبارکش آب بحار از رفتار باز می ماند و طیور از پرواز — و معجزهٔ حضرت مسیح نیز سخن بود که احیائے اموات از گفتن قم باذن الله (۵) می فرمود - غرض که اگر سخن را موافق قل الروح من امر ربی (٦) -

---

۱- تذکره نویسی در هند و پاکستان - ص ۲۲۹ : سبحن الله -
۲- میوه که پیش از موسم خود برسد (بهار عجم) -
۳- تذکره نویسی در هند و پاکستان - ص ۲۲۹ : انفس و آفاق -
۴- سورهٔ مریم -
۵- ایک حصه سورهٔ آل عمران میں -
٦- پاره ۱۵ ، سورهٔ بنی اسرائیل -

[ص ۳] روح خوانیم جا دارد، و اگر جان نویم می سزد - بل جهان جهان می توان گفت :

سخن خوش حیات جان و تن است دم عیسیٰ گواه این سخن است

و معجزهٔ خاتم‌المرسلین نیز فصاحت و بلاغت بود - چنان چه خود فرمود که انا افصح العرب و العجم (۱) - الحق جواهر شناسان چار بازار امکان را گوهرے بایں آب و تاب بدست نیامده - و فکر نقش بندان صور معانی را پری پیکرے زیبا تر ازیں در تصور نگزشته -

مصداق ایں مقال چهره کشاے عروس معنوی امیر خسرو دهلوی فرماید -

زهے سکهٔ کیمیاے سخن
که یک جو درو نیست جاۓ [ص ۴] سخن

رقم سنج وحیٔ فرستادگان شرف نامهٔ آدمی زادگان
گرامی کن گوهر آدمی گرامی تریں جوهر آدمی
باو آشکارا نهان جهان بگوش آشکارا، بدیده نهان
بهر خانه در صلح و جنگے دگر بهر دل شتاب و درنگے دگر
بهارے به صد نیکوئی خاسته عروسے بصد زیور آراسته
سخن گر نه جان ست بنگر بهوش چرا آدم مرده ماند خموش

یقین باید دانست که رتبهٔ کلام موزوں از نثر بالاتر و افزون ست - و شاهد صادق ایں مقال مصرع برجستهٔ "بسم الله الرحمن الرحیم." است که زیب عنوان [ص ۵] کلام الله است (۲) - مرزا صائب فرماید -

اگر نه رتبهٔ نظم است از چه رو صائب
مقام بر سر چشم است بیت ابرو را

شوکت بخارایٔ می گوید
کار آسان نشود معنی روشن بستن
نثر ما نظم شود، آب گهر می گردد

۱- حدیث -
۲- کلمات شعرا: گواه صادق این دعویٰ مصرعهٔ برجستهٔ بسم الله الرحمن الرحیم که دیباچه طراز و عنوان آراے قرآن است -

لهذا در خاطر ناقص ایں هیچ مداں کجمج زباں کشن چند اخلاص تخلص، متوطن دارالخلافه شاهجهاں آباد گذشت که موجزے از احوال شیریں مقال شعرائے حال و سخنان رنگیں خیال ایشاں باید نگاشت تا از دستیاری ایں فرقه عالیه (۱) [ص ۶] نگارے ازیں خاکسار بر صفحه روزگار باقی ماند۔ و در شان ایں طایفه عالیه حضرت نظامی گنجوی فرماید۔

بلبل عرش اند سخن پروراں — باز چه مانند باین (۲) دیگراں
از پے فکرے(۳) چو پریشاں شوند — با ملک از جمله خویشاں شوند
چوں سر زانو قدم دل کنند (۴) — با دو جهاں دست حمائل کنند (۴)
پیش و پس قلب صف کبریا (۵) — پس شعرا آمده (۶) پیش انبیا

پس ضرور دانسته دست ارادت بحبل المتین توکل زد۔ و از احوال و اشعار معنی یابان عصر نور الدین جهانگیر بادشاه و [بعضی] سخنوران اکبر بادشاه نیز مثل ملا عرفی شیرازی و ملا ظهوری ترشیزی وغیره تا حال که [ص ۷] جلوس محمد شاه بادشاه غازی است در خور حوصله خود از هر جا بهم رسانیده، موافق ترتیب حروف تهجی بعبارت راست براست بر زبان قلم

۱- مندرجه ذیل عبارت پر 'لا' لکھ کر اسے حذف قرار دیا ہے-
" نگارین نامه که مانی از رشک آں، ارتنگ را از"
اس کے بعد ترک ' آب ' کا لفظ اور اگلے صفحے پر " یا " کا لفظ جو قلم زد ہونے سے رہ گیا ہے۔

۲- کلیات خمسه حکیم نظامی گنجه ای (طبع تہران) - ص ۳۳ : آں
۳- " " : ز آتش فکرت
۴- " " : کند
۵- تصحیح از روئے کلمات الشعراء (دیباچه) - کلیات میں : پیش و پسے بست صفت کبریا
۶- صاحب کلمات الشعرا نے دیباچے میں شعرا کی تعریف میں مخزن اسرار کے حوالے سے بہی ایک شعر دیا تھا اخلاص نے مثنوی سے تین شعر اور اضافه کیے ہیں۔

آورد ، و مسمی به همیشه بهار نموده و هر کسے که مکرر نام این رساله بر زبان آرد سال اتمام این نسخه معلوم کند (۱) -

این نسخه کز آراستگی چون چمن است
چون صحن چمن پر ز گل و یاسمن است
تشبیهه توان کرد به صحن چمنش
لیکن چو نظر کنی درین جا سخن است

امید از یاران سخن سنج که رتبهٔ سخن سنجی را بمعراج کمال رسانده اند، آن ست که اگر سهوے و خطاے واقع شده باشد از اصلاح دریغ ندارند - و این زله (۲) چین خوان الوان سخن را بدعاے خیر یاد نمایند -

[آفر] ین باد کار(۴) یاران را — زادهٔ طبع هوشیاران را (۳)
چون نفس روح پرورش داری — تا ابد فیض گسترش داری

[ص ۸] میر الهی

مظهر فیض نامتناهی میر الهی (۵) نامش مرزا صدر الدین محمد علی است ، خلف مرزا محمد حکیم شیرازی - در آغاز شباب بدانش اندوزی و حکمت آموزی همت گماشت ، و نزد دانایان عراق و حکیمان خراسان و فارس فائدهٔ از علوم عقلی و نقلی برداشت - مرد سیاحت پیشه و تجرد منش تجربه کار بود - در سنه ۱۰۱۰ھ هزار و دهم از ولایت در سواد اعظم هند رسید و بفراوان عنایت بادشاهی به نسبت اقران خود ممتاز گشت و بخطاب مسیح الزمان سرفراز شد -

---

۱- ۵۶۸ × ۲ = ۱۱۳۶ھ

۲- اصل : ذله - کلمات الشعراء : این ریزه چین زلهٔ کرم را بفاتحه خیر یاد آرد -

۳- یه شعر حاشیے پر اضافه کیا گیا ہے -

۴- یادگار ؟ باد کار ؟

۵- کلمات الشعرا میں ہے: در عہد جهانگیر بادشاه از ولایت همدان به هندوستان آمده - شاعر نازک مزاج و خوش خیال بوده - دیوانے مشهور دارد چون نام مبارک الهی تخلص کرد تعظیماً ابتدا از وے نموده شد - (اخلاص نے استفاده نہیں کیا) -

مولدش همدان است و در فضائل علمی و حکمی همه دان - اگرچه کما لاتش افزون ازان ست که اسم [ص ۹] مبارکش در صف شعرا نگارش یابد ، اما چون نبض شناس سخن و مزاج دان معنی نیز بوده - ازین ممر برخی از احوال نیز درین نقش مختصر (۱) آمد (۲) - لطف کلامش از قیاس افزون ست و حسن الفاظش از خیال بیرون - در قصیده قصد هائے بلند می کرد و ، در غزل معنی هاے برجسته می بست - من اشعاره :

بر روے تابان یار کن زلف بهم تابیده را
بکشا که مضمونیست خوش این مصرع پیچیده را

عوض قطرهٔ آبے جگرت بشگافند
اے صدف تشنه بمیر و سوئے نیسان منگر

مشکل عشق بتعلیم خرد حل نشود
کشف این مسئله از فیض الهی است مرا

[ص ۱۰] کم لذتم و قیمتم افزون ز شمار است
گوئی ثمر پیش رس باغ وجودم

دهر انتقام آن کشد اکنون ز من که داشت
آسوده چند روز به پشت پدر مرا (۳)

در پیش آن گروه که از اهل ظاهر اند
غیر از نماز کار گدا دست بسته نیست

از الهی چه کنی پرسش الهی در حشر
آنچه من کرده و تو دیده چه گفتن دارد

چه همر هی طلبد کس الهی از جمعے
که همچو نقش قدم در شکت هم کوشند

۱- قلمزده عبارت : به نگارش می آید -

۲- وفات الهی سٹوری (Persian Litt.) ص ۸۱۶ بحواله لوح مزار ۱۰۶۳ھ - بحواله قطعهٔ تاریخ از غنی کاشمیری ۱۰۵۲ھ -

۳- تصحیح از کلمات الشعراء (مطبوعه) -

از زلف خوباں فارغم اما پریشانم هنوز
آرے به بیداریست غم خواب پریشاں دیده را

هیچ ست ترا دهان چوں قند
مائیم و دلے بهیچ خور سند

[ص ۱۱] گویند در کابل میر الهی را با حکیم حاذق صحبت برهم خورد - میر رنجیده ایں رباعی در هجو حکیم گفت - رباعی:

دیم با دب سنگ و سبو نتواں شد | در دیدهٔ اختلاط مو نتواں شد
صحبت بحکیم حاذق از حکمت نیست | بالشکر خبط روبرو نتواں شد

مرزا جلال اسیر

مرزا جلال اسیر (۱) شاعر شیریں کلام بود، در عنفوان جوانی فکر هاے بلند داشت - سخن سنجان معنی الکلام و الاقلام او را استاد می دانند - مرزا فریدوں حسین سابق برادر رضاعی مرزا جلال اسیر هر گاه بهند آمد روزے وزارت خاں (۲) عالی از سابق پرسید که صاحب! اکثر اشعار اسیر بظاهر خوش لفظ و فصیح بنظر می آیند، و هرگاه ذهن [ص ۱۲] سامع بسوے معانی می رود هیچ مقصود مفهوم نمی گردد باعث چیست؟ سابق گفت مرزاے مذکور از بسکه دل دادهٔ نشهٔ شراب بود، روز و شب سرشار می ماند، و دو گل رخان پری رخسار پیش او دست بسته استاده می ماندند - هر مصرع و بیت که در حالت مستیٔ شراب اسیر بر زباں می آورد ایں خوش پسراں بر سفینه ها می نو شتند و مرزا گاهے شعر خود را دوباره بر زباں نیا ورد و نظر ثانی بچشم مغالفانه (منافقانه؟) بر اشعار خود نکرد ازیں سبب اکثر مصرعهاے مهمل و بے ربط در دیوان ایشاں مانده اند - چناں چه شخصے چه خوب گفته -

---

۱- کلمات میں حال درج هے، اخلاص نے اس سے کچھ نهیں لیا (کلمات: به هند نیامده)-

۲- مرزا ابو المعالی وزارت خان عالی -

خواهی که عیب هاے تو روشن شود ترا(۱)
یکدم منافقانه نشیں در کمین خویش

[ص ۱۳] آفتاب عمر مرزاے مذکور در سنه هزار و چهل (۱۰۴۰ھ) بمغرب فنا رفت۔ اشعار جواهر نگار اسیر :

مشغول یاد اوست دل پاره پاره ام — رقصد ز شوق برسر مژگان نظاره ام
روزے که فال منصب دیوانگی ز دم — زنجیر سبحه گشت بشب استخاره ام
کو سیه کرد چشم یار مرا — که سیه کرد روزگار مرا
چه بخاطر رسید یار مرا — که به هجران سپرد کار مرا
می کنم گریه تا صبا نبرد — از سر کوے او غبار مرا
گفتم که نگاه کن خدا را — گفتا که خدا نگاه دارد
گشتم غبار و از سر کویش(۲) نمی‌روم — دیگر چه خاک برسر طاقت کند کسے

[ص ۱۴] ناله خیز ست متصل چوں نے
بند بند من از جدای ها
تیغ دو کفش دادم خون دل بجوش آمد
خنده زد گل زخمی ناله در خروش آمد
در چمن گل و غنچه داد میکشی دادند
آں پیاله نوش آمد آں سبو بدوش آمد
هر که دید خندانش در قباے گلگوں گفت
سرو گل فروش آمد شمع شعله پوش آمد
شکستی کز دل افتادگاں خیزد خطر دارد
مبادا شیشه یا رب ازیں طاق بلند افتد (۳)
کدام روز که سر مشق انتظارم نیست
کدام شب که سر گریه در کنارم نیست

۱- عرفی کا شعر ہے۔ کلیات عرفی (طبع تهران) ص ۳۹۹
۲- کلمات الشعراء۔ کویت۔
۳- تصحیح از روے کلمات الشعراء۔

خاطرم زیر فلک از جوش دل تنگی گرفت
دامن ایں خیمهٔ کوتاه را بالا زنید

مرزا اسمعیل ایما

مرزا اسمعیل ایما از مرزایان اصفهانست از اشعارش احوال او بر ارباب استعداد معلوم می شود :

یکره در آ بخلوت آغوشم و ببیں
دارم دو دست خانهٔ خالی که تاب نیست

ملا آبی

ملا آبی از مردم ایران ست، بهند نیامده - ازیں کلام رتبهٔ نظمش معلوم می شود :

عرق نشسته ز پندم (۱) رخ نکوے ترا
زمن مرنج که می خواهم آبروے ترا

اوجی

اوجی در عهد شاهجهاں بادشاه بود - از مردم ایران ست، - رتبه اش ازیں کلام بر ارباب دانش هویداست :

خط زلفش که نسخهٔ ازلی ست [ص ۱۶]
منتخب قطعهٔ خفی و جلی ست
عاشقاں را براے حفظ بدن
داغ بر سینه مصحف بغلیست

میر باقر اشراق

میر باقر اشراق بر تمام عالم مراتب کمال او معلوم است ، احتیاج تحریر احقر نیست [و تاریخ وفات آں صاحب کمالات " عروس علم و دیں را مرد داماد " (۱۰۴۱ھ) یافته اند (۲)] -

---

۱- تصحیح از تذکرهٔ روز روشن -
۲- حاشیے پر اضافه -

رباعی

مارا نتوان ازو پند پیر برید کودک نتوان بشهد از شیر برید
ما را نتوان باو بزنجیر به بست او را نتوان ز ما بشمشیر برید

محمد سلیم افغان

محمد سلیم افغان از قوم افغان است - این بیت اوست -

نهان تخم (۱) مهر بتان زاده را بدل کشتم (۲) از سینه افغان بر آمد (۳)

امیر خان انجام

امیر خان انجام بن نواب امیر خان که تا حضرت ختمی پناه نام بنام احوال آبای عظام این خلاصهٔ بوستان سیادت بر تمام عالم روشن ست (۴) -- من اشعاره :

[ص ۱۷] من از جمعیت آسودگان خاک دانستم
که غیر از خشت بهر خواب راحت نیست بالینے (۵)
از دوئی تا بر دل روشن غبار رشک نماند (۶)
می توان کردن بهر خشت اشتباه آینه را
پادشاهانند یکدست از رعونت بهره یاب
از دماغ فیل این جامی خورد آب آستین
[گو] بر سر من دست کرم ناک ندارد
مینائے دلم شعلهٔ ادراک ندارد

۱- اصل : بحشم (تصحیح از روی "افغانستان" ص ۲۸۵ - جہاں 'تخم' صاف لکھا ہے۔
۲- "افغانستان" - کاشتم -
۳- ترجمهٔ احوال متن میں لکھ کر کاٹ دیا گیا ہے۔
۴- وفات ۱۱۵۹ ھ -
۵- سفینهٔ هندی : که بهر خواب راحت نیست غیر از خشت بالینے -
۶- ماند ؟ -

فریـاد که پیراهن دیوانگی من
چون دامن صحرا خبر خاک ندارد

میر احسن ایجاد

میر احسن ایجاد(۱) سید صحیح النسب وشاعر شریف الحسب از سادات سامانه بود در عهد محمد فرخ سیر بخطاب معانی خان (۲) سر افرازی یافت - احوال هفت ساله [ص ۱۸] محمد فرخ سیر را از ابتدای جلوس در نثر بسیار بفصاحت و متانت نوشته ، با میهان ناصر علی مرحوم و استادان دیگر صحبت ها داشته - در اوایل جلوس محمد شاه بادشاه غازی [در] مستقر الخلافه اکبر آباد بقضاے الهی در گذشت - من اشعاره:

گرفتاری و زیبائی بیک انداز می نالند (۳)
تو گر از زلف می گوئی من از زنجیر می گویم
حرف سنگینی هجران تو انشا کردیم
سطر در نسخه فرو رفته چو زنجیر در آب
خرو شان جستم و از خویش مانند شرر رفتم
آتش سوخت اول عشق و آخر داد بربادم

درین چمن منشینید بلبلان زنهار نشسته اند کمین کرده دام دارے چند

[ص ۱۹] وقتے که نواب قطب الملک عبد الله خان سید بارهه مجلس مهتابی براے بادشاه فرخ سیر در خانه خود ترتیب داد ایجاد این قطعه مشتمل بر تاریخ این مجلس گفته بنظر بادشاه گزرانید و مورد الطاف واعطاف گردید -

آفتاب جهان و دولت وجاه که ازو آسمان بود بحساب
داد ترتیب بزم مهتابی از براے خدیو قدس [جنا]ب
سیم نائے زبام و در جوشید گل مهتاب بس که شد سیراب

۱- کلمات الشعرا : از نجبائے سامانه است ، غزل هائے طرحی بقدرت و سامان دارد -

۲- معنی یاب خان - خزانه عامره ص ۲۸ . سفینه هندی ص ۱۳ -

۳- سفینه هندی : نازد -

شش جهت هر طرف که می‌دیدی طلق حل کرده بود یا ب
خواند ایجاد بهر تاریخش مجلس ماهتاب عالم تاب
۱۱۳۶ھ

میر امام الدین اکسیر

میر امام‌الدین اکسیر در علم طب افلاطون عهد ماست، ذوق شعر هم دارد:

[ص ۲۰] چو پرکارم که آغازم گل انجام می چیند
اگر صد دور می‌گردم همان در منزل خویشم

شفیعائے اثر

شفیعائے اثر از ولایت ایران است، بهند نیامده- از بصارت چشم در آخر عمر معذور شد لیکن حرفش مرآت معنی نمائے سخن آفرینان عرصهٔ دانش وبینش است، فصاحت و بلاغت بصد آب وتاب از لالی شاهوار اشعارش بسان ابر نیسان می بارد، غواصی بحر سخن شیوهٔ اوست - من غرر نظامه:

از عارضش دمید خطے همچو مشکناب
یعنی که شد به سنبله تحویل آفتاب
قبلهٔ من دین من تنها سوے مسجد مرو
بے اثر هرگز نمی گردد دعاے مستجاب
حب دنیا آدمی را می کند بے اعتبار
مرد را گر هست بدنامی [۲۱] زپهلوے زنست
یافت در پیری سر انجامی اثر احوال من
عزتے گر هست مهمان را بوقت رخصت است
نباشد عالمے از عالمے دیوانگی خوشتر
بلے هر کس غمے عالم ندارد عالمے دارد
کسے زمعنیٔ رطل گران نبود آگاه
شد آشکار چو کردند نرخ مے سنگیں

خاتم (۱) دولت زمانے پیش در دست تو نیست

بے خبر آفتادهٔ از بازئی انگشتری

رباعی:

حسنت نظرے معنی حسنت غوریست دل شیفتهٔ ناز تو از خوش طوریست
می سوزم وبرگرد سرت می گردم چون شعلهٔ جواله جنونم دوریست

میرزا ابراهیم ادهم

[ص ۲۲] میرزا ابراهیم ادهم (۲) خلف مرزا رضی ارتمانی سید صحیح النسب بود و از علوم معقول ومنقول آشنا۔ در زمان شاهجهان بادشاه بهند آمد وبظرافت طبع و بذله گوئی معروف بود وخود را عمداً سودائی وا می نمود۔ ذهنش بایهام و ادا مایل و با بزرگان گستاخانه حرف می زد ۔ آخر بهمین تقصیر سید مرحوم را بضرب کرهٔ خار دار شهید کردند ۔

[روزے در مجلس اعتماد الدوله بنگ می خورد، نواب بے دماغ شد گفت اے دیوانه! برابر من بنگ می خوری ۔ در جواب گفت که برابر نواب می خورم (۳)]- من اشعاره :

اے که آرام دل خود بجهان می خواهی
بعد درویشی اگر هیچ نباشی (۴) شاهی

برائے نثارش ز شرمندگی ها
اگر جان نمی داشتم مرده بودم

۱- اصل : خاتمے ۔

۲- کلمات الشعرا: در زمان شاهجهان بادشاه بهند آمده ۔ دیوانه مشرب و بے باک بود جنون ساخته داشت باهمه بزرگان بشوخی پیش می آمد ۔ طبعش بطرز ایهام میلے تمام داشت ۔

۳- اضافه بر حاشیه ۔

۴- تصحیح از روے کلمات الشعرا ۔

خدا که خواری اهل وفا نخواسته باشد
چرا تو خواسته باشی خدا نخواسته باشد
که گفته است که عاشق ز یار بوسه نخواهد
غلط رسیده بعرضت، چرا نخواسته باشد

مثنوی :

[ص ۲۳] ز مستی غلط کرده بودم رهی — قضا را گذشتم به بیت اللهی
مرا زاهدے سوے محراب خواند — ز زهدش دماغ دلم خشک ماند
صلا داد شاهد بمیخانه ام — که اے ادهم مست و دیوانه ام
ترا کے سر صحبت زاهد است — تو شاهد پرستی خدا شاهد است

معز خان افسر

معز خان افسر محمد علی بیک نام داشت۔ جوانے بود بغایت میرزا و خوش طبع و لطیفه گو و خوشحال ۔ از صفاهان بهند آمد و در بنگالا وفات یافت۔ احوالش تو اینطب کمال ازین کلام معلوم است :

نمی خواهم که گردد ناخن من بند در جاے
مگر خارے برآرم گه گاهے از کف پاے

[ص ۲۴] کافرم افسر اگر چشمے چو چشمش دیده ام
چشم من مانند عینک چشم ها را دیده است
بآں اکراه در آئینه عکس خط خود بیند
تو پنداری بمصحف می کند نظاره ترساے
برنگ سرمه می دادند جا در دیده ات افسر
اگر می بود اندک مردماں را چشم بیناے

رباعی :

هرچند خراب و خسته و ناشادم — یک ساغر ناله می کند آبادم
القصه که چوں ترازوے باده فروش — کردند براے میکشی ایجادم

یولقلی بیگ انیسی

یو لقلی(۱) بیگ انیسی تخلص از گوهر شجاعت و تهور بهره داشت ـ در هرات بداروغگی کتابخانه علی قلی خان مامور بود، بحسب گردش فلک دوار بهند آمد و بقیهٔ عمر در ملازمت سپه سالار خان خانان عبدالرحیم بسر برد و در برهان پور [ص ۲۵] از قید این جهان وارست ـ دیوان و مثنوی یادگار گذاشت :

که گفت در قدح عیش ما شراب انداز
تو باش ساقی و در شیشه زهر ناب انداز

رسائی بخش دلهاے مخموران بادهٔ محبت عارف شیرازی درین زمین حسن مطلعے چه خوب فرموده :

مرا به بحر مئے ناب افگن اے ساقی   که گفته اند نکوئی کن و در آب انداز

طے می شود این ره بدرخشیدن برقے   ما بے بصران منتظر شمع و چراغیم

وردی بیگ انتخابی

انتخابی، وردی بیگ نام داشت در عین بهار جوانی نهال عمرش از صرصر اجل بخاک برابر شد :

شکایت نامهٔ ما را پر پروانه می باید
که نوک کلک ما چون شمع آتش بر زبان دارد

سراج الدین آرزو

[ص ۲۶] سراج‌الدین آرزو (۲) از جواهر زواهر اشعار لعل بدخشان را در خاک و خون نشانده و زمین گلشن سخن را از شادابیٔ اندیشهٔ رسا سرسبز نموده دیوان کلانے ترتیب داده که هر بیتش در دیدهٔ انصاف بابیوت انجم پهلو

۱- نتائج الافکار : یلقی بیگ ـ کلمات الشعرا : شاملو یولقلی بیگ ـ مخزن الغرائب : یلقی بیگ انیسی۔

۲- خان آرزو ۱۱۳۲ھ میں دلی میں مستقل طور پر قیام پذیر ہوئے تھے (سرو آزاد : ص ۲۲۸)

میزند ـ من درر کلامه :

ز بس بردند با خود در لحد هم رنج مخموری
سزد لوح مزار میکشان از یشم انگوری
ز حسن یار دلم یافت ' قوت دیگر

علاج ضعف خود از طب یوسفی کردم
کشته را شربت نبات بود
آب شمشیر مصری که تر است
فردا خط او چو ریش گردد
شرمنده ز روئے خویش گردد
آرزو عیب نیست جان کسے [ص ۲۷]
من ندانم که از چه تنگ تو ام
زلف مشکین ترا هرکس کشود
گشت ناخنهاے او ازفار (۱) طیب

ارشد

ارشد هندوستان زاست شوخ و مرزا بود ـ کلامش از این عالم است :

خوبرویاں تا بکے بر خلق بیداد از شما
اے مروت دشمناں داد از شما داد از شما
گر دلے ارشد بدست آرید بدعت می شود
کفر خواهد شد که گردد خاطرے شاد از شما

خان زماں امانی

گل سرسبد سخندانی خان زماں امانی (۲) خلف مهابت خان زماں بیگ ـ شاگرد رشید مکرمت خاں مرشد تخلص که درعهد شاه جهاں بادشاه بحراست صوبهٔ شاه جهاں آباد امتیاز داشت ، بوده ـ چنانچه امانی دریں شعر [ص ۲۸] اظهار شاگردیٔ خود کرده :

اے امانی سوختی تا پخته شد مغز سخن مرشد ما ایں غزل را خام می کرده هنوز

---

۱ اظفار؟
۲- کلمات الشعرا ـ خان زماں خلف مهابت خاں خانخانان سپه سالار طبع رساداشت و دیوانے رنگیں گذاشته ـ

سخنهاے راست براست دارد ، و بعضے جا تلاش نیز کرده۔ دیوان رنگینے ازو بر صفحهٔ روزگار یادگار است [در صوبهٔ داریٔ دکن در سنه هزار و چهل و چهار (۱۰۴۴ ھ) زمانه را پدرود کرد (۱)] من اشعاره :

هر کرا شوق عدم بر پاے دل زنجیر شد
ایمن از باد خزان همچون گل (۲) تصویر شد
گر نیم مایل رخسار تو حیرانی چیست
ور ندارم سر زلف تو پریشانی چیست
بنوک سوزن عیسیٰ برون نمی آید
مرا که بے گل روے تو خار در جگر است
در باغ چسان توبه توان کرد امانی
هر شاخ گلے(۳) ساقیٔ پیمانه بچنگ است

اسمعیل بیگ انسی

اسمعیل بیگ انسی متوطن هرات بود۔ [ص ۲۹] وقتے که عبدالله خان والیٔ توران بر هرات مسلط شد ۔ این نیز در آغاز شباب در آن دار وگیر بچنگ اوزبکیه افتاد۔ چندے از واژونیٔ طالع در توران زمین محبوس ماند۔ بعد ازاں بیاوری بخت بیدار در سواد اعظم هند آمد۔ انسی بحالش ترحم نموده در تربیتش کوشید و در سلک ملازمان سپه سالار خان خانان عبدالرحیم منتظم گردانید ۔ از اشعار او همین یک بیت که مصراعش ضرب‌المثل خاص و عام است بنوک قلم می آید :

دیوانه باش تا غم تو دیگران خورند   هر چند عقل بیش غم روزگار بیش

محمد سعید اعجاز

بفضائل عقلی و نقلی ممتاز محمد سعید اعجاز (۴) جامع کمالات طبیعی و

۱- اضافه بر حاشیه ۔
۲- اصل : گلے ۔
۳- تصحیح از روئے کلمات الشعرا ۔
۴- کلمات الشعرا : در تحصیل علوم معقول و منقول و اکتساب فضائل می گذرد. . . گاه گاه بحسب صفائے ذهنی و جودت طبع بفکر شعر تیز می پردازد ۔

الہی [ص ۳۰] بودہ ، شاعری دون مرتبہٌ آں معدن فضل و کمال است لیکن گاہ گاہے بحسب تکلیف وقتے زبان معجز بیان را بگفتن یک دو مصرعے گلفشاں می فرمود۔ من اشعارہ :

اے حریفان بزم روحانی — اے ندیمان جام ریحانی
اے خراباتیان بے سر و پا — مژدہٌ می دھم بجان شما
عکس ساقی بساغر افتادہ — دختر تاک فتنہٌ زادہ
تاکہ تہ شیشہ جرعہٌ باقی ست — بزم لبریز جلوہٌ ساقی ست
خود تما شاھدے تماشائی — جلوہ پیرا بہار رعنائی
خود نہاں در حریم پردہٌ راز — ریخت بیروں ہزار عشوہ و ناز
طرح امکاں کہ اختراعے اوست — جملہ اوصاف اشتراعے اوست

[ص ۳۱] اختلاط ناموافق سنگ راہ سالک است
فلفل از پرواز مانع می شود کافور را
ضرر ز صحبت ناجنس نیست کامل را
ز آب بحر نمی گردد آب گوہر شور

مرزا محمد احسن

مرزا محمد احسن در سخن فہمی رتبہٌ دارد۔ گاہ گاہے بحسب صفائے ذہن مصرعے و بیتے نیز موزوں می نماید ۔ من اشعارہ :

می دھد برباد عمر خود باندک فرصتے
غنچہ ساں ہرکس بقید رنگ و بو پیچیدہ است
موے شدہ گر جسم من از ضعف عجب نیست
با موے میانے سروکار ست دلم را
تا نقل می کند بسوے دل زدیدہ یار
با چشم و دل ز اشک ہمیں ماجرا رود (۱)

۱- اس کے بعد میر اشکی قمی کا نام لکھ کر کاٹ دیا ہے ۔ ص ۳۲ سے ص ۳۷ تک دوسرے شعرا کے حالات اضافہ کر کے ص ۳۷ پر پھر یہی نام درج کر کے کاٹا ہے۔

مرزا محمد ربیع انجب اصفهانی

گل سرسبد سخندانی مرزا محمد ربیع اصفهانی شاگرد رشید مرتضی قلی بیگ زنگنه(۱) والا تخلص شاعرے پخته کار و معنی نگار سحر کار است - مدتے در اصفهان مانده و استفادهٔ معنویات از خدمت استادان این فن و نقادان سخن نموده و بدل و جان مهربان راقم این سطور است - من اشعاره :

حسن شوخ تو چنان کرد فضا تنگ بگل
که نماند از عرق خجلت گل رنگ بگل
در چمن تا به تبسم شده[ص ۳۳] لعلش دمساز
می کند (۲) غنچه ز رشک لب او جنگ بگل
بفسون رفته ز جا بلبل شوریده نوا
تا تو آموختهٔ شیوهٔ نیرنگ بگل
شوکت حسن فرنگ تو بآئین چمن
دارد از ناز دگر خلعت گلرنگ بگل
انجب امروز بتضمین کسے شعر مگو
که بود صحبت هر خار و خسے تنگ بگل

شاه ولی الله اشتیاق

شاه ولی الله اشتیاق از نبائر شیخ الشیوخ احمد سرهندی مشتهر بحضرت ایشان مظهر اخلاق ستوده و اوصاف حمیده است و از جوهر حلم و وفا متحلی [ص ۳۴] و از شاگردان سر زمرهٔ سخنوران فحول مرزا عبدالغنی قبول است و د علم سخن طبع رسائے دارد - من اشعاره :

از شکوه عشق او در دار وحدت بے درنگ
هرکه می گوید اناالحق می شود منصور جنگ

دلم مضمون حسن عارضے یافت
چو خط آغاز شد بر عارض یار

کشن چند اخلاص

تراب الاقدام عام و خاص کشن چند اخلاص در حیات پدر چند سال

۱- عقد ثریا : انگینه (غالباً زنگنه ہے) -
۲- روز روشن : زند -

درپئے آموختن فنون کارد بازی وغیرہ بسر برد و در خدمت استادان ایں فن رسید ۔ درخور استعداد خود فائدہ ازیں علم برداشت ۔ و بعد فوت پدر بیاوری بخت بیدار [ص ۳۰] بجناب بزرگے کہ اسم مبارکش بزبان قلم آوردن کمال بے ادبی ست ، ارادت صادق (۱) بہم رسانید و بیمن خدمت ایشاں فی الجملہ [بربط عبارت آشنا شد (۲)]

ایں ہیچ مداں کہ اعتماد ہیچ کمال بر خود نہ دارد و گاہ گاہے بنا بر تکلیف اعزا غزلے و بیتے کہ می گوید بامید اصلاح از نظر فیض اثر سرزمرہ معنی بندان فحول مرزا عبدالغنی بیگ قبول می گزرانید [و کسب علوم غریبہ کہ از قبیل عجائب و غرائب باشد، از خدمت آں دانائے اسرار کونی والہی کہ تفصیل آں را بزبان قلم آوردن و اظہار آں را در سلک بیان کشیدن اجازت نیست حاصل نمودہ (۳)] - من اشعارہ :

چو دل مغلوب عشق افتد خرد در سر نمی ماند
ہزیمت خورد چوں شہ جرات لشکر نمی ماند
چوں مور خط از دور لبش دور نگر دی
[ص ۶۳] زاں لب اگر امید شکر داشتہ باشی
ہنرور را ہنر کافی بشان (۴) است کہ باقی نام فاضل از گماں است
چہ ساں سنجیم زلف و خط بابروش کہ ایں شمشیر بیروں از میان است
مشو اخلاص ششدر بہر رفعت بلند و پست دنیا نرد بان است

۱- اشارہ ہے محمد صادق انبالجی کی طرف (دیکھئے ترجمہ بھوپت رائے بے غم)

۲- متن میں 'ربطے بہم رسانید' لکھ کر کاٹ دیا ہے اور ۱۲ کی علامت لگا کر حاشیے پر مذکورہ بالا عبارت اضافہ کی ہے ۔

۳- یہ عبارت حاشیے پر الٹے رخ بڑھائی گئی ہے۔ ''اظہار'' کا لفظ درج کر کے کاٹا گیا ہے۔ اسی طرح ''در بیان کشیدن'' لکھ کر بیان سے قبل ''سلک'' کا لفظ اضافہ کیا ہے۔

۴- گل رعنا : نشان

نیست تنہا ز رگ جاں گہر پیوندش
خواجه را هست جگر گوشه عقیق جگری

دارد خبر ز عالم بالا همیں نه سرو
طفل به شیر غنچه ز شبنم بود بباغ (۱)]

قامتم تا از خیال خال جانان حلقه شد
توجه دل را کشیدم در بغل مانند زن (۲)

[ص ۳۷] برنگ سرمه بنا در دیده اهل نظر دارد
سیه بختے که دانست است قدر خاکساریها

همچو مور اخلاص بریک دانه قانع گشته ام

از دل من کے رود بیروں خیال خال او

هرگز مکدر از سخن کس نمی شوم
آئینه وار در دل صافم غبار نیست

اخلاص بسکه بلبل رنگیں ترانه ام
چوں من بباغ دهر یکے از هزار نیست (۳)

اچلداس

حقایق و معارف شناس اچلداس [ص ۳۸] قوم کهتری میهره متوطن دارالخلافه شاهجهاں آباد - والد جامع ابن اوراق از عنفوان شباب تا آخر عمر درپے تلاش مقصد اصلی که عبارت از تحقیق مبداء و معاد باشد بود - عمرش تا هفتاد سال وفا کرد - و در تمام عمر براے تلاش مراتب دنیا بر در هیچ دنیا دارے نرفت و بخشک و تر قانع گردیده، اوقات در صحبت فضلا و فقرا و صلحا و عرفا بسر برد - اکثر صاحب کمالاں که بخانه هیچ کس نمی رفتند بنا بر مناسبت [ص ۳۹] صوری و معنوی بخانهٔ او می آمدند، با همه کس برفق و مدارا پیش می آمد، و خدمت بزرگاں را سرمایهٔ سعادت می دانست - اگرچه آں قدر توجه بسوے شعر نداشت لیکن بنا بر تکلیف وقتے گه گاهے مصرعے و بیتے می گفت:

ندیدم هیچ جا از جلوهٔ آں بے نشاں خالی
ز حسنش شش جهت لبریز و جایش همچناں خالی

۱- یه اشعار حاشیے پر اضافه کئے هیں -
۲- اس شعر کے بعد چند شعر لکھ کراس طرح کاٹے هیں که عبارت پڑھی نهیں جاتی -
۳- اس شعر کے بعد ایکه شعر اور لکھ کر کاٹ دیا هے - پھر صفحے کے آخر میں میرا شکی قمی کا نام درج کر کے کاٹا هے-

نگشت روشن [من چیست] در ہس کردوں(۱)
حجاب چشم بود شیشۂ که زنگری ست (۲)

میر اشکی قمی

میر اشکی قمی [ص ۳۰] شاعر شیریں زبان و سخن گوے فصیح بیان، از سادات طبا طبا بود - اکثر در عالم سخن تتبع خواجه آصفی می کرد - در سنه ۹۷۲ھ نه صد و هفتاد و دو در مستقرالخلافۂ آگره اشک وار از چشم روزگار افتاد -

یک دیوان قصیده و دو دیوان غزل و یک دیوان هزل یادگار گذاشت - من اشعاره:

بسکه تن بگداخت بے او ز آتش سودا مرا
گر نهی زنجیر بر گردن فتد بر پا مرا
مشتاق کشتگاں تو هر سو فتاده اند
تیغ ترا مگر که بے آب داده اند
اشک من اشکی نمی دانم رقیب من شد است
تا بروے او نظر کردم بروے من دوید

استاد ''

.... (۳) استاد خلف و شاگرد سر زمرۂ معنی بندان فحول میرزا عبدالغنی بیگ قبول است و احوالش از اشعار آبدارش بر ارباب کمال روشن،

بر مشتریاں جلوه دهد دست نگاریں   آزاد بتے دست فرو[شی] که تو داری

بے نرگس تو اشک من آلوده شد به خون
این آب تیره صاف [به دید تو؟] می شود

۱- تصحیح از کل عنا -

۲- آخر میں '' تراب الاقدام عام و خاص '' لکھ کر امن پر چپی لگائی ھے اور اس کے اوپر ''میر اشکی قمی'' درج کیا ھے - نیچے صفحے کے نشان پر '' کشن چند '' لکھ کر کاٹ دیا ھے اور اگلے صفحے کا پہلا حرف '' شاعر '' لکھا ھے -

۳- نام جلد بندی میں کٹ گیا ھے -

بے نرگس اشک تو من آلودہ شد بہ خوں
ایں آب تیرہ صاف [بہ دید تو؟] می شود

بہار آمد و خاک چمن صفا دارد
برنگ نامیہ عالم نما نما (۱) دارد

مدتے در خدمت حقایق و معارف آگاہ شیخ سعد اللہ گلشن و انسان کامل مرزا عبدالقادر بیدل مشق اشعار خود بامید اصلاح می گذرانید صاحب دیوان است و احوال اش از اشعارش پیداست:

دل از درازِ دستی زلفش بنالہ بود کا کل ز بہر پشتئی او از قفا رسید
محتاج نیست رہرو کامل دلیل را آخر برہ گذاشت بنی جبرئیل را (۲)

شاہ آفریں لاہوری

شاہ آفریں لاہوری [ص ۱۳] مردیست آزاد وضع تجرد منش، اکثر اوقات بہ بے تعینی در قہوہ خانہ و کوکنار خانہ نشستہ می نماید - و دنیاداران ایں شہر دریافت صحبتش را غنیمت می دانند - ایں درویش از بسکہ غنائے معنوی دارد ہر گز نظر توجہ بحال ایشاں نمی نماید - اشعار آبدارش سامعہ افروز شعرفہمان روزگار است - اکثر در تلاش مضامین تازہ جہد می نماید - بسیار متین و با رتبہ می گوید - من غرر نظامہ:

ابر پیش خوان احسانش صدائے بیش نیست
بحر راکشتی بکف دیدم گدائے بیش نیست

با درستاں در نگیرد صحبت افتادگاں با زمین سخت کے صورت پذیرد نقش پا

[ص ۱۳ب] آفریں تا دل ما گرد تعلق افشاند
مشت خاکے بسر مردم دنیا کردیم

گیسوے ترا چو عمر گفتم پیچید
مژگاں ترا چو بخت گفتم بر گشت

۱- نما: بالیدن، افزائش و بلند شدن (غیاث اللغات)

۲- یہ عبارت حاشیے پر درج ہے اور آغاز کی ایک سطر اور حاشیے کے چند الفاظ جلد بنتی میں کٹ گئے ہیں - یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ عبارت قبول کے حال میں کہاں اضافہ کرنی مقصود تھی -

حصار عافیت چوں گوشهٔ عزلت نمی باشد
نباشد آفت مقراض هرگز بال عنقا را
موجود و عدم ز یک قماش اند
آں پنبه که جامه شد کفن شد
رنجش از هوا خواهاں شیوهٔ مروت نیست
جاں من مرنج از من حاصل کلام اینست
می کند عشاق از بعد فنا هم جذب یار
تشنگی بسیار دارد هر که ماهی خورده است

ظفر خاں احسن

ماهر ایں فن ظفرخاں احسن(۱) بصوبه دارئ کشمیر امتیاز داشت۔ درعلم سخن اعجاز ها کرده، دیوان رنگیں ازو تابکار [ص۳۴] است [به سنه ۱۰۷۳ء هزار و هفتاد و سه در لاهور بدار الملک آخرت (رفت)(۲)] من درر کلامه :

به تیغ بے نیازی ناتوانی قطع هستی کن
فلک تاافگند از پا ترا خود[پیش دستی (۳)] کن
بهر کجا که روم (۴) وصف دوستاں گویم
برائے یار فروشی دکاں نمی باید

اسیری رازی

دانندهٔ زبان فارسی و تازی اسیری رازی نامش امیر قاضی بود به نجابت حسبی و نسبی امتیاز داشت و از علوم متعارفه نیز آگاه۔ در سنه ۹۸۲ نه صد و هشتاد و دو ازیں زندان خاکداں نجات یافت ۔ من اشعاره :

۱- کلمات الشعرا : اکثر بصاحب صو بگی کشمیر و کابل عشرت اندوزی داشت ۔
۲- حاشیے پر اضافه
۳- تصحیح از روے کلمات الشعرا
۴- کلمات : رسم

هر که بے ذوق خورد باده شرابش ندهند
گر شود خاک در میکده آبش ندهند

قاصد رقیب بوده و من غافل از فریب
بے درد، مدعائے خود اندر بهانه ساخت

[ص ۴۴] بتنگ آمد دلم از بے نیازی توبه سوزے کو
که برق حسن او آتش در استغفارم اندازد

محمد صادق القا

محمد صادق القا(۱) بتعلیم هندو پسران اوقات عزیز خود که عدیم البدل است بسر می برد و در فن معما دستگاهے دارد و در سخنوری و سخن فهمی گردنش بهیچ کس فرو نمی آید، و در هر جامی خواهد که قلم وار حرف خود را پیش برد و بالا دست معلمان نشیند - کلیات اشعارش زیاده از هفتاد بیت نخواهد بود، و چند فقره نثر نیز دارد - من اشعاره :

هست از فیض سحرگاهی لبالب خوان ما
شیرمال صبح چون خورشید باشد نان ما

بسکه رفت ز آشنائی هاے موروثی اثر
[ص ۴۵] دانه گر باشد سلیمانی چه حاصل مور را

مه زیر گلوے تن زندانی ماست (کذا)
تکمهٔ نیلم و پیراهن عریانی ماست

بقرب خاکیان افلاکیان کے می رسند القا
بود بال پریدن سست تر مرغان آبی را

رباعی

در انجمن خیال حیرت انشا جوش نفسم صرف نگاه است القا
چشم است بجاے سر مرا بر گردن چون آئنه و نرگس و جام و مینا

۱- سفینهٔ هندی میں غلطی سے : اتقا - کلمات الشعرا : هواے خیالات بلند در سر (دارد)

عنایت خاں آشنا

معنی بند خوش ادا عنایت خاں آشنا(۱) خلف ارشد ظفر خاں احسن بود - دیوان رنگین ازو یادگار است و احوال سی ساله شاهجهاں بادشاه نیز بقدرت و ساماں نوشته [و در سنه ۱۰۷۷ هزار و هفتاد و هفت بنهاں خانهٔ عدم رفت(۲)] من اشعاره:

[ص ۳۶] منه اے طفل اشک از خانهٔ چشمم قدم بیروں
که می آیند مردم زاده ها از خانه کم بیروں

درد و درماں را دهد گر عرض عشق او بہا
زخم بردار یم و بگزاریم مرهم را بجا

چشم بکشودی هم افتاد نگاهت بر من
اند کے بخت من از چشم تو بیدار تر است

تاب نظاره ات آں دل دارد
که چو آئینه بود روئیں تن

هر کرا نرم نباشد گفتار
بر دهن مشت خورد چو هاون

میر احسنی

میر احسنی(۳) ابن میر ابوالفتح موسوی در بٹاله که متصل لاهور است متولد شد - از علم تواریخ آگاه بوده، در سال هزار و یاز دهم ۱۰۱۱ھ ازیں کهنه رباط رخت اقامت بر بست - مثنوی شاه و ماه [ص ۳۷] و دلیر و شیدا از افکار اوست من اشعاره:

۱- کلمات الشعراء: خلف ظفر خاں -

۲- اضافه بر حاشیه

۳- 'خلف ابو الفتح بٹالوی است مولد او نیز بٹاله بود طبع معنی رس داشت و تاریخ دان بود ...... در سنه یک هزار و یک صد و یازده (۱۱۱۱ھ) وفات یافت - او راست' - (نشتر عشق ص ۳۸ - نسخهٔ خطی)

در صد هزار باده و ساغر نیافتیم   کیفے که در نگه مئے فروش بود
هر جور را هزار دلیل آوری بعذر   یا رب که داستان کسے نکته دان مباد

رباعی

گر خاک شوم نظر بروےیم نکند   ور سبزه شوم گزر بسویم نکند
گر فکر شوم نیارد اندر خاطر   گر گل گردم ز ناز بویم نکند

غلام مصطفے انسان

غلام مصطفے انسان تخلص قوم کنبوه از متوطنان (۱) مراد آباد نثار رنگین نویس و سخن گوے خوش خوست و از معقول و منقول نیز آشنا -

نه بر راه (۲) تو تنها دارد از نرگس چمن چشمے
بود بادام چشمے لاله چشمے یاسمن چشمے

دریں زمین شعر خوبے از زبان اودے بهان بگوش رسیده [ص۴۸] معلوم نیست که از کیست :

بزیر خاک هم در جست و جوے دیدنت باشم
مرا چوں دام می روید زهر تار (۳) کفن چشمے

مولانا اظهری

مولانا اظهری حیدر علی نام داشت پدرش از ولایت بهند آمده و او در عهد جهانگیر بادشاه در دهلی تحصیل علم شعر و انشا نموده کلامش مرغوب طباع ظریفان سخندان است - من اشعاره :

ز شهر می روم و کنج باغ می جویم
ستم کشیدهٔ هجرم فراغ می جویم

۱- اصل : متوطان
۲- اصل : راهے
۳- اصل : تارے

ز عشق روز امیدم بغایتے (۱) سیه است
که آفتاب درو با چراغ می جویم

خواه با ظهری و خواه به بیگانه نشین   من همیں شرم ترا بر تو نگہبان کردم

نقل مشہور است که ایں بیت پیش شیدا خواند۔ شیدا گفت که شاید در حق منکوحۀ خود فرموده اند۔ چوں اظہری ضعف باصره نیز داشت شیدا ایں مثل ہندی هم بر زباں آورد۔ مثل:

اندھے کی جورو کا خدا رکھوالا (۲)

عافیت بر درم آمد برخش در بستم   کس بدشمن نکند آنچه بمہماں کردم

خواهی که شهر پر گل و شبنم شود چو باغ
اے شوخ خنده از تو و از ما گریستن

محمد ابراهیم انصاف

محمد ابراهیم انصاف (۳) از شاگردان مرزا معز موسوی خاں بود۔ اکثر تلاشهاے معنیٔ تازه می نمود

نسازد غم ز بیتاب محبت شادمانی هم
گراں باشد بریں بیمار مردن زندگانی هم

عبدالعزیز ایجاد

عبد العزیز ایجاد از شاگردان انسان کامل مرزا عبد القادر بیدل

۱- اصل: بغایت

۲- کلمات الشعرا (ترجمۂ ملا شیدا، حاشیه ص ۵۸) روزے (شیدا) در مجمع شعرا نشسته بود۔ اظهری شاعر نابینا در آں جا حاضر گشت یک بیت تازه گفته بود در مجلس بے محابا بر خواند۔ خواه با اظهری الخ۔ ملا شیدا گفت مثل هندی مشهور است که زن نابینا را خدا نگهبان است۔ (کلمات میں اظهری کا حال درج متن نہیں ہے، شیدا کے سلسلے میں اس واقعه کو صاحب کلمات نے بیان کیا ہے)۔

۳- کلمات الشعرا: بخدمت میر معز موسوی خاں شعر می گزرانید۔ معنیٔ تازه فکر می کرد۔

[ص ۵۰] صاحب است -

بصحرائے جنوں دیوانہ سامان(۱) جنون(۲) دارد
چو نرگس چشم حیرانے چوگل چاک گریبانے

اسدبیگ اسد

اسد بیگ اسد درعہد جہاں گیر بادشاہ به سخن سنجی مشغول بود و به تجرد و تفرد موصوف و به دلیری ودلاوری و راستی ودرستی معروف من اشعاره:

امروز اسد با دم شمشیر تو دارد — آں مایه محبت که کسے را بکسے نیست
دیروز اسد جامه زهجران تو زد چاک — امروز زغم مردو همان جامه کفن شد

عبدالرسول استغنا

عبدالرسول استغنا(۳) صاف و شسته بطرز قدما سخن می گفت :

[فلک چرا کمر احتساب می بندد
سزائے باده پرستان خمار خواهد بود(۴)]
می توان آورد استغنا سفارش نامهٔ
[ص ۵۱] چرخ کج رو را اگر دانیم از یاران کیست

عوض بیگ اکسیر

نثار بے نظیر عوض (۵) بیگ اکسیر - گویند بسیار خوش خلق و شائسته و آرمیده وضع بود - در فن انشا طبع رسا داشت ، و خط شکسته و تعلیق نیز می نوشت - در عہد جہاں گیر بادشاہ بہند آمد و بخدمت منشی گریٔ سلطان خرم (۶) عرف شاہ جہاں بادشاہ اختیار یافت :

۱- اصل : سامانے
۲- اصل : چمن - تصحیح از روئے سفینهٔ هندی
۳- کلمات الشعرا میں حال درج ہے اخلاص نے صرف ایک شعر یہاں سے لیا ہے-
۴- اضافه بر حاشیه
۵- مخزن الغرائب : عیوض بیگ
۶- اصل : خورم

تمام عمر نگاهم ببام و در فرسود　　چو یار جلوه گر آمد نظر ز کار (۱) افتاد

مولانای انور

[شاعر سخنور (۲)] مولانای انور نور محمد نام داشت - معنی بند هندی نژاد بود - اکثر همتش در بستن الفاظ شوخ و فصاحت عبارت مصروف می ماند - اشعار دلچسپ بسیار دارد :

[ص ۵۲] درین حدیقه بهار و خزان هم آغوش است
زمانه جام بدست [و] جنازه بردوش است
بیا که میکده را قبلهٔ زمانه کنیم
ز سنگ کعبه بنای شراب خانه کنیم
شب حدیث زلف او در مجلس احباب بود
دیدهٔ خورشید از ین افسانه گرم خواب بود
انورم آئینهٔ مهر و محبت در کفم
دم مزن نور وفا در جوهر احباب نیست (۳)

اعلیٰ تورانی

اعلیٰ تورانی (۴) همین مطلع از و بگوش رسیده :

هر که شد خاک نشین برگ و برے پیدا کرد
سبز شد دانه چو با خاک سرے پیدا کرد
[تا تو عریان نشوی راه بمقصد نه بری
بیضه چون خانه فرو ریخت پرے پیدا کرد(۵)]

۱- روز روشن : پا
۲- اضافه بر حاشیه
۳- ' بود ' لکھ کر کاٹ دیا ہے اور پھر ' نیست ' لکھا ہے-
۴- کلمات الشعراء (حاشیه) صاحب همین بیت بود و بس (متن) فقر مشرب صاحب همین یک دو بیت بود (ایک شعر درج کیا ہے) اخلاص کو ' دیده ' کی بجائے شنیده کا دعوی ہے-
۵- اضافه بر حاشیه

ملا محمد سعید اشرف

ملامحمدسعید اشرف در عهد شاه عالمگیر از ولایت[ص۵۳] بهند آمد - نواب زیب النساء بیگم از روے قدردانی پرداخت احوالش نمود - شاعر خوش خیال و معنی بند بے نظیر بوده - در گفتن غزلهاے طرحی قدرت کمال داشته -

گویند مثنوی 'قضا و قدر' که قریب هفت صد بیت خواهد بود، بحضور یاران نشسته گفته و اکثر جا تلاشهاے تازه نموده - و تخلص از خدمت مرزا صائب گرفته - و قطعهٔ هم در استدعاے تخلص گفته در دیوانش ثبت است و درین مصرع مرزا صائب که ع

عیبے بعیب خود نرسیدن نمی رسد

حرفے داشت و می گفت یک باے دگر می باید یعنی ع

عیبے به بعیب خود برسیدن نمی رسد

من اشعاره :

[ص ۵۴] چون نگین مطلب ندارم غیر کام دیگران
می نشانم نقش خود اما بنام دیگران
نرگس شوخ نگاه تو بهر چشم زدن
می کند چشم نمائی بغزالان ختن
برگ عشرت را نظام از خندهٔ دندان نماست
از همین شیرازه این اجزا بهم پیوسته است
رتبهٔ شاه و گدا در چشم موزونان یکیست
اعتبار سنگ و زر در پلهٔ میزان یکیست
گر رود بهر شنا آن شوخ سیمین بر در آب
آب گردد بار دیگر از حیا گوهر در آب
سوے ما چشمش نظر دزدیده از یاران کند
همچو بیمارے که نا پرهیزیٔ پنهان کند
[۵ نیست ز اسباب کمال آنچه بفرمان من ست
غیر مجموعهٔ شعرے و در آن هم سخن است

صحبت اهل نظر دل را صفا می کند
نور گردد توتیا در دیده چوں جا می کند

خانهٔ آں نازنیں نادیده ماند
معنیٔ ایں بیت نا فهمیده ماند

در نامهٔ زمانه بجز حرف جنگ نیست
گویا که از سیاهیٔ لشکر نوشته اند

از تغافل هائے پئے در پے مگر یارش کنم
یا ز نم چنداں به بخت خود که بیدارش کنم

مرزا عبدالقادر بیدل

انسان کامل مرزا عبد القادر بیدل (۱) بر بام اخضر ایں نه رواق سپهر کوس ملک الکلامی بنام نامی او صدا می دهد و قدوسیان بالائے عرش نوبت مسلمیٔ سخن باسم گرامی آں [ص ۵۶] سخن آفریں می زنند - سالک شاه راه حقیقت ، دانائے کنه طریقت ، پرده بر انداز حجله نشینان معانی ، چهره کشائے شاهدان مضامین نهانی ، پیشوائے اهل تجرید ، سر زمرهٔ اهل دید بود -

در وصف ذات مجمع الکمالاتش هر چه نویسم کم است - دهلی به یمن قدوم میمنت لزوم آں پے بردهٔ بحر طریقت حکم بسطام داشت - دیوان غزلش زیاد از لک بیت خواهد بود - یک دیوان قصیده و یک دیوان رباعی و مثنوی نیز دارد - و کتابے در نثر نوشته مسمی بچار عنصر متضمن بر نکات غریبه و رقعات خود نیز جمع نمود - من عزر نظامه :

تواضع بیش سازد خصم ازو ایمن مشو بیدل
[ص ۵۷] بخوں ریزی بود چالاک شمشیرے که خم دارد

هم چو گل دل در ازل صید نگاهش بوده است
بلبل ما بیضه را نشکست تا بسمل نشد

۱- کلمات الشعرا : ترجمے سے استفاده نہیں کیا لیکن متن کی ایک حکایت بسلسلهٔ زلالی درج کی ہے- (وفات بیدل ۱۱۳۳ھ)

از بیاض گردنش پیداست خون عاشقاں
می شود بے پرده مے چندانکه مینا نازک ست
ز رونق باز می ماند چو مینا شد ز مے خالی
شکست رنگ ظاهر می شود در خوں کشید نها
فرش مخمل هم بساط بوریائے فقر نیست
تاصف مژگاں کشاید محو گردد خواب ها
از مردم دنیا طمع هوش مدارید
بیداریٔ ایں طایفه خمیازهٔ خواب است
[ص ۵۸] عمر یست گرد گردش رنگ خودیم ما
چوں آسیا فلاخن و سنگ خودیم ما
در تماشایت برنگ شمع هر جامی رویم
دیدهٔ ما یک قدم پیش است از مژگان ما
با بخیلاں نه همیں طبع گدا نا صاف است
کیسهٔ خود هم ازیں قوم دل (۱) پر دارد
پریشانی نمیدیدم اگر دل جمع می کردم
برنگ غنچه ایں مشتم بخاطر بعد جنگ آمد

رباعی

[ص ۵۹] مو گشت سفید شستم از دل غش را
در خاک نشاندم هوس سرکش را
چون صبح دمید رونق شمع نماند
این جا است که پنبه می کشد آتش را

رباعی

از شیشه بروں رنگ ندارد مے ما پیچیده نوائے ما همان در نے ما
هر جا برویم خود سراغ خویشیم مانند کمان گم است درما پے ما(۲)

۱- اصل : دلے
۲- تصحیح از روے کلیات بیدل (طبع افغانستان) جلد دوم ص ۳ -

رباعی

هر چند مزاج حرص دوں گرسنه خوست همت نشود زله(۱) کش دشمن و دوست
مگذر ز سر خوان قناعت کایں جا در دست بهم نهاده نانے است دو پوست

یکره خبر از کاغذ آتش زده گیر تا سوختگان چه سحر می گردانند
یک قدم را هست بیدل از تو تا دامان خاک(۲)
بر سر مژگان چو اشک استادهٔ هشیار باش
حرص قانع نیست بیدل ورنه اسباب معاش
آنچه من درکار دارم اکثرے درکار نیست

تاریخ تولد شدن مراد شاه پسر محمد فرخ سیر در رباعی گفته که هر مصراعش تاریخ است:

سالار کرم جهاں پناه است آن نور جبین مهر و ماه است
دنیا همه روشن از قدومش حامی جهان مراد شاه است
(۱۱۳۰هـ)

ایں رباعی خود را بسیار عزیز می داشتند: (۳)

رباعی

[ص ۶۱] هر چند طلب نصد فسوں ست ایں جا
در یوزهٔ دیدار جنوں ست ایں جا
از هیت چشم و مژه غافل نشوی
دستے دگر از کاسه برونست ایں جا

شاه بهجت

شاه بهجت مرد درویش مزاج بود ـ اکثر اشعار خوب دارد:

نرفته ام بسرائے کسے که چندیں بار نگفته ام که هماں خانهٔ خراب خودم

---

۱ - اصل: ذله ـ
۲ - چاک ؟
۳ - کلمات الشعرا: بریں رباعی خود بسیار محظوظ اند الخ ـ

چندے با نوازش خاں بن اسلام خاں رومی که طالع تخلص می کرد رفیق بود ـ بعد ازانے که جدا شد قصیده گفته که یک بیتش این است :

بهجت به بین ز بونیٔ طالع که بارها رفتم طلا بکوره و آهن بر آمدم

شیخ عبدالسلام پیامی

[سخن شناس گرامی (۱)] شیخ عبد السلام پیامی مرد تازی نژاد بود و سیاحت بحر و بر [ص ۶۲] نموده و بزیارت حرمین شریفین شرف اندوز گردید ـ سخن هائے با رتبه می گفت ـ و در عهد جهان گیر بادشاه دُرهائے معنی را بسلک نظم می سفت ـ آخرالعمر در دکن توطن گرفت ـ من اشعاره :

شد ز خونناب جگر ما را دو چشم تر سفید
باده گل گوں ویں عجب کزوے شود ساغر سفید

بزمے که درو روے سخن جانب ما نیست
اے دل کمی از ماست که بسیار نشستم

هرگز لب من چاشنیٔ خنده ندانست
چوں غنچهٔ نشگفته بر آشفتم و رفتم

عبد الباقی باقی

عبد الباقی باقی تخلص می کرد ، و سودائے صورت پرستی در سر داشت و اکثر نوجوانان استفادهٔ فن شعر و انشا ازو می کردند و متکفل معاش او می بودند ـ یک شعر او از زبان میر فخر الدین یقین که مهربان راقم این سطور است ، بگوش رسیده :

پیش ازیں سینهٔ ما هم دل پر آهے داشت
رنگ بر چهرهٔ ما حکم پر کاهے داشت

یقین صاحب نیز درایں زمیں غزلے طرح نموده اند و حسن مطلعش این است :

۱- اضافه بر حاشیه

این همه جور و تغافل نبود شرط وفا
دل بے رحم تو فکر (۱) دل ما گاهے داشت

رفیع خان باذل

رفیع خان باذل (۲) برادر زاده وزیر خانِ عالم گیری ، شاعر صاحب قدرت و معنی یاب عالی فطرت بود - کتاب [ص ۶۴] معارج النبوت را در زمین شاه نامه فردوسیِ طوسی بنظم آورد و اکثر تلاشهاے تازه نموده و حملهٔ حیدری نام نهاد - قریب چهل هزار بیت خواهد بود - درآن کتاب درمنقبت حضرت امیر المومنین علی کرم الله وجهه در هنگام ضربت زدن عمر او می گوید :

فضاے هوا از فلک تازمیں   زمانے شد آں دم پر از آفریں

من اشعاره :

هشیار که آں چشم سیه بر سرِ مستی است
هر یک مژه برهم زدنش تیغِ دو دستی است

عشق را با هر دلے نسبت بقدر جوهر است
قطره برگل شنبم و در قعر دریا گوهر است

چه نشاط باده بخشد بمن (۲) خراب بے تو   [ص ۶۵]
بدل گرفته ماند قدح شراب بے تو

[شخصے چه خوب دریں زمیں گفته :
نخورد به بزم مستان دل شیشه آب بے تو
بخران (؟) تاک ماند قدح شراب بے تو (۳)]

بروی ساوجی

بروی ساوجی امیر بیگ نام (۴) در عهد جهانگیر بادشاه در نقاشی ید علیا داشت و بر قلیل و کثیر قناعت ور زیده بمسکنت زیست می کرد :

۱- اصل : فکرے -
۲- تصحیح از کلمات الشعرا -
۳- اضافه برحاشیه -
۴- 'داشت' لکھ کر قلم زد کیا ہے -

بیدرد را شراب محبت کجا دهند
کیفیتے است عشق بتان تا کرا دهند
خوش آن فنا شدهٔ عشق کو نمی داند
که غیر شغل محبت بدهر کارے هست
[طفل اشکم بره یار سر خویش نهاد
خوش نمی ماند دریں ره قدمے پیش‌نهاد] (۱)

حاجی بینا

حاجی بینا مردیست تجارت پیشه در احمد آبادگجرات اوقات بسرمی برد۔

از آفتاب قلقل مینا نهفته (۲) است
ایں راز سر بمهر بمهتاب گفته(۳) است

بینش

[ص۶۶] بینش(۴) در کشمیر بسیر کشتی عمر بسر برد ، از مردم ایران است قماش سخن اش بر نکته سنجان از اشعارش معلوم است :

دریں محیط تلاش من از ره تدبیر
بهیچ جا نرسد چوں شنائے کشتی گیر
هر پارهٔ دلم چمنے از نگاه اوست
آئینه چوں شکسته شد آئینه خانه ایست

مولانا بقائی

مشهور به عبارت آرائی مولانا بقائی ذهن مستقیم و طبع سلیم داشت ۔ در سنه ۱۰۰۹ھ هزار و نهم شربت شهادت چشید و بقرب اله غفار جا گزید :

۱- اضافه بر حاشیه ۔
۲- اصل : نهفتے ۔
۳- اصل : گفتے ۔
۴- کلمات الشعرا سے کوئی استفاده نهیں کیا سوائے اشعار کے ۔
نتائج‌الافکار : وفات ۱۱۰۰ھ

من اشعاره :

دوش آن شوخ بتکلیف مرا مهمان بود
برمن این خانه گلستان و برو زندان بود

کاشانهٔ ما روشنی شمع چه داند [ص ٦٧]
در خانه اگر بود چراغ دل ما بود

سوامی بھوپت رائے بیغم

سوامی بھوپت (۱) رائے بیغم تخلص (۲) متوطن قصبهٔ پٹهان سرکار جمو مضاف صوبهٔ پنجاب (۳) قوم کهتری از قانون گویان آن ضلع است ۔ در ابتدائے عمر برائے تحصیل وجه معاش نوکریٔ انشا نویسی حکام آن ضلع کردے ۔ آخر سودائے تجرید و تفرید بر مزاجش غلبه کرد و طریق درویشی اختیار نمود و دست ارادت بدامان نرائن نام بیراگی زد و بحسب اتفاق قسمت بدهلی آمده در دام صورت نارائن چند نام هندو پسرے اسیر شد، و ترجمه پربوده چندا ودی نائک (۴) که کتابیست در زبان هندی متضمن بر نکات غریبهٔ توحید [ص ٦٨] بنام او در سلک نظم کرده و اکثر رسائل تصوف بنام او نوشته ۔ بوالد جامع این اوراق بسیار آشنا بود ، و بوساطت والد بنده بخدمت شیخ الشیوخ شیخ محمد صادق انبالجی (۵) که دهلی به یمن قدوم ایشان حکم بسطام داشت مشرف شد ۔ و اکثر مطالب غامضهٔ حقائق و معارف که مطلب اقصیٔ انسان است از خدمت آن سر حلقهٔ دانش و بنیش بگوشش

۱۔ کلمات : بهونت ۔ نتایج الافکار : بهوپت ۔ گل رعنا ۔ بهوپت رائے ۔

۲۔ کلمات الشعرا کے حال سے استفاده نهیں کیا ۔

۳۔ گل رعنا : آبا و اجدادش بقانون گویٔ پنهان از اعمال سرکار جون (جموں؟) تابع صوبه پنجاب قیام داشتند (صحیح نام پٹن ہے ۔ دیکھئے 'فارسی ادب میں هندوؤں کا حصه' از ڈاکٹر سید عبد الله ۔ ص ۲۹۰) ۔

۴۔ گل رعنا : پربوده چندر نائک ۔

۵۔ فارسی ادب میں هندوؤں کا حصه ۔ ص ۲۹ ۔ اینالجی ؟ ۔ لیکن سٹوری نے محمد صادق کے بیٹے محمد زمان فیاض المخاطب به ثالث کو انبالجی دهلوی شافعی حنفی لکها ہے ۔ (جلد دوم ص ۷ ، ۱۲ ، ۵۰ ، ۹۲)

رسید ۔ و ے بحقیقت الحقائق برد ۔ غرضکہ مردیست (۱) آرمیدہ وضع ، حالے از بوئے فقرا فہمیدنی ست ۔ چندے از رباعیات ایشان نیز بر زبان قلم می آرد :

[ص ۶۹]
دریا در موج و موج اندر دریاست
در ذات و صفات حق تفاوت ز کجاست
اے محو حقیقت نظر افگن بمجاز
بے رنگ بصد رنگ چسان جلوہ نماست

با دھری (۲) گفتم اگرت فہم و ذکاست (۳)
حرف من و تو ہیچ نمے آید راست
تو منکر خالقی و من منکر خلق
بنگر کہ تفاوت ز کجا تا بکجاست

رفتم سحرے بہ پیش زاھد ناگہ
پرسیدم ازو کہ چیست کیفیت راہ
گفتا کہ ھمیں صوم و صلوۃ است این جا
برگشتم و گفتمش کہ اللہ اللہ

اے آنکہ تراھوائے معنی است بسر — ز نہار ز آئینہ صورت مگذر
(ص ۷۰) صورت آئینہ است و معنی تمثال — بے آئینہ کے فتد بتمثال نظر

اودے بھان بہار

اودے بھان بہار مانند تخلص خود رنگین طبع است ، و مضامین تازہ را بجودت

۱- 'فارسی ادب میں ھندوؤں کا حصہ' از ڈاکٹر سید عبداللہ ص ۲۹۵ و نتایج الافکار ۔ وفات بیراگی ۱۱۳۳ھ
۲- گل رعنا : دھریہ ۔
۳- اصل : زکا ۔

طبع در الفاظ بلند ادا می‌سازد و زبان شعر درست دارد۔ در عالم اخلاص و آشنائی ها عدیم البدل است (۱) خدا سلامت دارد ۔ و کسب علم شعر از راقم این کلمات نموده :

تا رفتهٔ بسیر گل اے آبروے (۲) گل   پیداست آبْ شرم ز شبنم بروے گل
باد صبا بباغ جنون سیر کرده ایم   در آرزوے روے تو اے آرزوے گل
باوجودے آنکه بر کف غیر نقد جاں نبود   برسر بازار رسوای دکانے داشتم
[ص ۱۰۷]   از چاک چاک سینهٔ آشفتگان مترس (۳)
دل از خیال زلف کسے شانه می شود

شرف الدین علی الدین پیام

[شرف الدین علی الدین پیام تخلص زبان شعر درست دارد ۔ این اشعار از افکار اوست :

قطع راه کویش از دوری مرا مقدور نیست
چون کبوتر پاے من گر پر بر آرد دور نیست
چون سفال از خاکساری رونق بازار ماست
در دیار ما رواج چینئی فغفور نیست

می کرد دلم نهان زچشم تو آب   در یاد کسے گریهٔ بیرون ز حساب
از شوق تمام دیده ام گفت بدل   من هم اشکے بر برم اے خانه خراب(۴)]

ملا جامی بیخود

[ص ۲۷] ملا جامی بیخود(۱) نشاط پرداز میخانه سخن دانی بوده وبزم طراز

۱۔ گل رعنا میں اخلاص کے حوالے سے جو عبارت درج ہے اس میں یہ جملہ یوں ہے: در عالم اخلاص و آشنائی بے نظیر است ۔
۲۔ گل رعنا : آرزوی
۳۔ گل رعنا : مپرس
۴۔ اضافه برحاشیه صفحه ۷۰

مسند معانی در عهد شاه جهان بادشاه زمزمهٔ شاعری را بلندی داشت (۱)

رباعی

هر کس که دل از مدار دنیا برداشت عبرت ز شمار کار دنیا برداشت
گویند زمین بر سر گاؤ است بلے گاؤ یست کسے که بار دنیا برداشت

مصرع

جامی از جام حمد بیخود شد

سجع رنگین او بود - وتاریخ وفاتش مرزا محمد افضل سر خوش از سجع او بر آورده :

رفت جامیٔ بیخود از عالم در ریاض جناں مخلد شد
[ص ۲۷] سجع او بعد فوت شد تاریخ (۲) جامی از جام حمد بے خود شد

•• وقتے که نوکر نواب جعفر خاں بود پایه نشستن در محفل نداشت - قطعه گفته گذرانید واجازت مصاحبت وهمنشین حاصل کرد - این دو بیت ازاں قطع است:

همیں طاعت حق نماز است و در وے گهے بنده ایستد گه از پا نشیند
بود طاعتت فرض همچوں نمازم بفرما گهے بنده را تا نشیند

بیانا

بیانا مرزا مهدی نام داشت وبانواب وحیدالدهر صحبت‌ها داشته - بهندوستان نیز آمده بود - باز بولایت مراجعت کرد و همت بعالم بقا بربست - اشعار آن معنی نگار مشعر کمالات [ص ۳۷] او هستند :

بگوش دار خوش خط لا اوبالی من
چو خامه سود ندارد ضعیف نالی من
کسے که شعر مرا خوانده دیده است مرا
بیاں بود سخنم قالب مثالی من

———

بلبل بیچاره زاں رو شب نمی خوابیده است
درمیان غنچهٔ گل شبنمے خوابیده است

۱- قلمزده عبارت : همیں یک رباعی از و بگوش رسیده -
۲- کلملت : هاتفم گفت مصرعهٔ تاریخ -

رائے چندر بھان برهمن

رائے چندر بھان برهمن(۱) متوطن لاهور(۲) در دارلامن صاح کل آرمیده وبسیار پسندیده وضع ودرد مندو فقر دوست(۳) بود بزبان اکثرے از رازدانان این دیر کهن و مورخان صاحب فن شنیده شد که از ابتدائے عهد تیمور تا حال هندوے دنیادار بایں خوبی بعرصهٔ ظهور نیامده۔ اگرچه[ص ۴۷] نسبت(۴) اعزه دیگر آں قدر نصیبه از اسباب دنیا نداشت و از فضل و کمال (۵) [نیز آں قدر بهره اندوز نبود] (۶) لیکن از بس که اعتقاد بفرقهٔ عالیه فقر او است بوے از حقیقت بمشام او رسیده بود (۷) وخط شکسته نیز درست می نوشت۔ ودر زمین انشا پردازی پیرویٔ ارباب فضل شیخ ابوالفضل می نمود۔ وهنگام خواندن اشعار آب از چشمها رواں می ساخت ۔ و دم از داد طلب می زد ۔ در آغاز حال باہر عبدالکریم میر عمارت لاهور بسرمی برد ۔ بعد ازاں با دستور [ص ۵۷] پاک رواں افضل خاں پیوست و داخل بندگان شاه جهاں بادشاه شد ۔

سبحان‌الله زهے سعادت آں کس که بعد مردن کسے به نیکویٔ یاد نماید ۔ و اگر خیال روبه و سگ روز و شب در سر گیں کشی و گرگ وشی بسر برد چه فائده ۔ چناں چه نواسنج گلزار معانی مرزا معز موسوی خاں فرماید :

آں چناں زی که چو از حادثه برباد روی
حسن معنی نگذارد که از تو یاد روی

من اشعار آبدار برهمن :

متاع حسن ترا طرفه روز بازار است　　که کس نیافته وعالمے خریدار است
صفیر عندلیب از جا برد اهل‌محبت را　　که حرفے گفت نادانے و بردانا زند ناخن

۱- کلمات الشعرا سے کچھ نهیں لیا ۔
۲- قلم زده : بوده
۳- واقع شده لکھ کر کاٹ دیا ھے ۔
۴- 'به راجه ٹوڈر مل' لکھ کر کاٹ دیا ھے ۔
۵- ایک جمله قلمزد ھے جو پڑھا نهیں جاتا ۔
۶- اضافه بر حاشیه ۔
۷- آدھی سطر کاٹ دی ھے جو پڑھی نهیں جاتی ۔

[ص ٦ ے] چشم تا برهم زدی انجام شد آغاز عمر
طے شد ایں رہ آں چناں کاو از پائے بر نخاست

کجا است بادہ کہ عالم بباد دادۂ اوست
اساس آب بر آتش بنا نہادۂ اوست

نظر بشاهد معنی ز پردہ دوختہ ام حجاب عینک چشم است مرد بینا را
بہ ببیں کرامت بت خانۂ مرا اے شیخ کہ چوں خراب شود خانۂ خدا گردد

ایں بیت کہ کتابۂ پیش طاق شہرت ایوان خاص و عام است و نسبت بسوے ایشاں می نمایند غلط محض است ، از زبان پیغم شنیدہ شد کہ از دیال داس پر سروری است۔

گویند کہ روزے رائے مذکور با شیو رام شاگردخود کہ در عہد بادشاہ عالم گیر بخدمت [ص ۔ ے آ] منشی گریٔ نواب فاضل خاں میر سامان ماسور بود، و در آغاز شباب سر ادائے سر و بالایش دل فریبی بصد عشوہ و ناز می نمود بر رتھ سوار شدہ در بازار اکبرآباد گذشت ۔ نا گہ نظر رائے براز ہے جمیلہ کہ لباس دلر بائی را بہ بر کردہ بر دوکان نشستہ یک چلم تنباکو بمشتریان عوض یک روپیہ می داد ، سو دائیان این شاهد بے مثال در داروگیر سر گرم بودند ، افتاد ۔ رائے رتھ را ایں جا استادہ کرد ۔ یک روپیہ بشیو رام داد وگفت کہ یک چلم شما هم ازیں بگیرید ۔ هر گہ ایں پسر پیش آن معشوقہ آمد ، آں شوخ نظر بسوے رائے و آں پسر کردہ گفت کہ ایں پیر عجب اہلہ است کہ تراگذاشتہ روپیہ بر من [ص ۸ ے] بدست تو فرستاد ۔ بمجرد شنیدن این حرف هر دو در جواب متحیر ماندند و راہ پیش گرفتند ۔

مرزا ابو تراب بیضا

مرزا ابو تراب بیضا ۔ همراہ ذو الفقار خاں امیر الامرأ بود ۔ آخر عمر اعمیٰ شد ۔ روزے نواب ایں مصرع گفت :

عرق داغ لالہ قهوۂ ماست

مرزا مصرع رسانید :

نور چشم پیاله قهوهٔ ماست

پنج هزار روپیه انعام یافت -

بزمی

بزمی در عهد جهان گیر بادشاه بزم سخن را آراسته ، بزمزمهٔ شاعری دل درد مند خود را تسکین می داد - این مطلع و حسن مطلع اش صندل قبول بر جبیں دارد - من اشعاره :

[ص ۷۹]
شب خیالت چو دهم راه بچشم تر خویش
گل خورشید برویم سحر از بستر خویش
اخگرم من مطلب شوخی هر شعله زمن
می کنم جلوه ولے در ته خاکستر خویش

مرزا محسن تاثیر

معنی یاب بے نظیر مرزا محسن تاثیر - وزیر یزد (۱) است و شعر هائے رنگین را با آب و تاب بر صفحهٔ بیاض گلفشاں می سازد - و پردگیاں عرائس مضامین را در لباس الفاظ تازه هر هفت کرده (۲) در چشم سخن سنجاں جلوه می دهد - دیوان خود را در هندوستان جنت نشاں برد حکیم‌الممالک شیخ حسین شهرت فرستاده است - من درر نظامه :

با ما است یار متفق و با رقیب نیست
این حسن اتفاق کسے را نصیب نیست
(ص ۸۰)
حنائے پشت نا خن بیشتر از دست می باید
تمتع بیشتر باشد ز دنیا سخت رویاں را

۱- ’ وزیر بادشاه یزد ‘ لکھ کر ’ شاه ‘ کا لفظ کاٹ دیا ہے-

۲- هر هفت - کنایه از زینت زنان و آن هفت آرائش است مر زنان را و آن وسمه و حنا گلگونه و سفید آب وزرک و غالیه و سرمه (غیاث‌اللغات)

لب تصویر خاموش قلمدان فاش می گوید
که از همراهیٔ صاحب سخن نتوان سخنور شد
کسے است صاحب آوازه در جهان امروز
که هم چؤ صورت چینی ز نوع آدم نیست

به سکندر نسبان آئینه داری نرسد ، گر به بر جلوه دهی جامهٔ دارایٔ را
مهر بانانه بما آن مه محجوب گذشت   لله الحمد که این ماه بما خوب گذشت

بر خاستن برائے دنی پست فطرتی ست
دنیا چو رو بما کند از جا نمی شویم
همچو شعر از نور معنی گشت روشن خانه ام
[ص ۸۱] باشد از مضمون اثاث البیت درکاشانه ام
ز چرخ اطلس این مضمون بالا دست شد روشن
که جابر تر بود از جمله عالم ساده لوحان را

علی رضائی تجلی

مخزن فضائل خفی وجلی علی رضائی تجلی(۱) درعهد شاه جهان بادشاه از شیراز بهند آمد - شاعر خوش فکر و معنی یاب بے نظیر بود و در قصائد و غزل و مثنوی تلاشهائے بلند نموده - من اشعاره :

ز ہے از قصهٔ شوقت گریبان چاک دفتر ها
بیادت ماهیٔ مصرع طپان در جوے مسطر ها
فلک را افعی رحمت اگر در پیچ وتاب آرد
خورد همچون کبوتر خانه برهم بزم اختر ها
گر باد برد بوے تو در عالم تصویر
[ص ۸۲] از رنگ چو گل بال بر آرند جسد ها

۱- کلمات الشعرا : در زمان سعادت عنوان شاهجهان از شیراز بهندوستان آمده در قصائد و غزلیات و مثنوی ها معنی هائے تازه تلاش کرده -

پس از مردن بیاد لعل جاں بخش نگار من
شرر یاقوت گردد در دل سنگ مزار من
کشتهٔ چشم تو هم چون مغز در بادام تر
خفته در تابوت و از شوقت بخود مالیده است
چکد بدامنم از دیده لخت دل با اشک
برنگ شعله که با روغن از چراغ چکد

میر تشبیہی

میر تشبیہی(۱) علی اکبر نام(۲) خلف میر شاه محمد کاشی از ابتدائے عمر شورش در مزاج داشت - مرد وسیع‌المشرب سیاحت پیشه تجرد نهاد بود - در شکست نفس و حسن خلق بسیار می کوشید ادرارے (۳) بجهت او از جهان گیر [ص ۸۳] بادشاه مقرر بود - در لاهور زیست می کرد و در بروے آشنا و بیگانه بسته بسلوک خود مشغول می ماند - قریب هشت رساله مملو از قصائد و غزل و قطعه و رباعی و در فن معما و نثر ازو یادگار ماند - چون دماغ تدوین نداشت اکثر تصانیف او ضائع و آواره شدند - عمرش تا هفتاد سال وفا کرد و بخاک پیوست - من اشعاره :

بمومن مومن و با گبر گبرم همچو تشبیہی
بسودائی توام گرم است باهر قوم بازارے
بهر رنگے که خواهی جامه می پوش
که من آن جلوهٔ قد می شناسم

بسا کاشانیاں را جاں برآمد
که یک تشبیہی از کاشاں برآمد

۱- کلمات الشعرا سے استفاده نہیں کیا -
۲- قلمزده : داشت -
۳- ادرار : انعام و بخشش و روزینه ، در عرف وظیفه و راتب و روزینه مستعمل است (غیاث اللغات)

عبد اللطیف خاں تنہا

[ص ۸۴] عبداللطیف خاں تنہا(۱) سخن از عالم خیال می گفت و معانی هائے بعید الفهم را در الفاظ شوخ و رنگیں می بست - چناں چه می گویند المعنی فی بطن الشاعر ایں جا راست می آید - من اشعاره :

یا رم بکنج غمکده تنها نشاند و رفت
گفتم که من غبار تو دامن فشاند و رفت
خوش نگا هاں که دلم ترکشِ مژگاں کردند
آنچه افزود ازاں پارچه قرباں کردند

میر حسین تجلی

میر حسین تجلی کاشانی الاصل بود در سال هزار و نوزده هجری ۱۰۱۹ھ بسن بیست و هفت سال در احمد آباد گجرات شعله وار بعالم بالا شتافت - من اشعاره :

[ص ۸۵] گر بغربت اوفتادم زاول عشقت چه شد
می کند گم مرغ نو پرواز راه خانه را
دمے در بزم بے خوراں زخوں خالی نخواهد شد
اگر ساغر کند دوراں پس از مردن گل مارا
صبا کز فیض او هرگز نبودم بے نصیب اکنوں
ز پیشم سرگراں بگذشت گویا بوے او دارد

مرزا عجم قلی ترکمان

مرزا عجم قلی ترکمان تخلص می کرد - اصلش از شیراز است و مولدش در هندوستان - از حسن صورت ومعنی نیز بهره داشت - من اشعاره :

دل تا نیافت نشاء عشق تو وا نشد
نشگفت غنچه تابه نسیم آشنا نشد

---

(۱) کلمات الشعرا سے استفاده نهیں کیا-

پیش ازان کزهستیت گرد فنا گردد بلند
با زمین چون نقش پا هموار می باید شدن
هرچه هست از خویش می باید بجام باده داد [ص ۸۶]
چند در بند سر و دستار می باید شدن

ملا رحمت الله تمکین

ملا رحمت‌الله تمکین نبیرهٔ ملا محمد امین ، از علوم ظاهری مثل طبیعی و الهی و رمل بهره دارد و از دیر باز در خطهٔ کشمیر توطن اختیار نمود - در عالم سخن از شاگر دان رشید میرزا عبدالغنی قبول است - سخنش خالی از ادا و تشبیه و تلاش معنی نیست - من اشعاره:

هست بے مهر ماه پارهٔ من
شاید این بود در ستارهٔ من
به پیش قامتت گر سرو می لافد عجب نبود
که طول قامتش دارد دلالت بر حماقتها
هیچ کس ز ابنائے جنس خویشتن آسوده نیست [ص ۸۷]
خانهٔ قفل است ویران از کلید آهنی
برهنه سر شدن اے شیخ خفت است ترا
که نیست در تو بزرگی سوائے دستارت
تپ شوقی مرا در استخوان است
چو شمع از جنبش نبضم عیان است
ز بس از فرقتم قلب تهی شد
گر آئی در کنارم خالی آن است
حلاوت بیشتر با مردم مرطوب می سازد
لب شیرین بود منظور چشم اشکبارم را
ز فیض خاکساری کرده ام جا بر سر کویت
رقیبان زین سبب دارند در خاطر غبارم را

مرزا محمد علی تمنا

مرزا محمد علی تمنا در عهد فرخ سیر بشاه نامه نویسی مامور بود - مرد پست خوشگوار [ص ۸۸] بسیار کم گو:

چون تمنا را به بزم خویش گر یار، دید گفت
کیں مرا رسوائے عالم کرد بیرونش کنید

حافظ جمال تلاش

حافظ جمال تلاش (۱) پست و بلند شعر را نیک می دانست در عالم سخن تلاشها دارد - من اشعاره:

همه گرم تلاش اصل خودند
آه من خانه پرس افلاک است

برو ز عید هر شاه و گدا گم می کند خود را
تو رفتی بر مسند ناز و من از خویشتن رفتم

آغا عبدالعلی تحسین

آغا عبدالعلی تحسین نواسه (۲) مرزا داراب جو یا ست - اکثر دیدنش همراه محمد احسن سامع میسر می شود - جوان خوش خلق و آرمیده وضع است و فکر رسائے دارد - خوب و سنجیده می گوید:

[ص ۸۹] باشد مکان گرم روی لا مکان مرا
در زیر پا چو آبله است آسمان مرا

بخود هر کس که پیچد در سخن خواهد سخنور شد
که شمشیر زبان را پیچ و تاب فکر جو هر شد

۱- کلمات الشعرا سے استفاده نہیں کیا -
۲- سفینۂ هندی: نوادۂ -

تسکین

تسکین مرزا فتح علی نام داشت ، برادر خورد مرزا داراب جو یا است ـ این چند اشعار آبدار زادهٔ طبع آن پاک گوهر اند ـ من اشعاره :

خود فروشی درمیان مرد مان بسیار شد
خانهٔ آئینه دوکان عکس دوکاندار شد
به کیش حق پرستان کفر با پنداری باشد
رگ گردن میان اهل دل زناری باشد
[ص ۹۰] دلم را هست با آئینه تسکین نسبت تا ے
که آب از سرگزشت و تشنهٔ دیدا ری باشد
شبے که عارض او را بخواب می بینم
ستاره می شمرم آفتاب می بینم
زهیچ کس نتوانم کشید منت خشک
برغم آئنه من رو در آب می بینم

تنها

تنها نامش حکیم محمد سعید قمی ست ـ حکیم و مصاحب شاه عباس بود ـ صاحب دیوان ست ـ مرزا صائب دیوان شعرش بخط مبارک خود رباعی نوشته که یک بیتش این ست :

هر نسخه مناسبت بدردے دارد   این نسخه هزار درد را درمان ست

حرفے که غیر گوید در حق من نگارا
هر چند راست باشد باور مکن خدارا

این بیت مشهور عالم است :

[ص ۹۱] در نتظارت اے ثمر دل شکوه (۱) دار
چشمم سفید گشت و تو در دیده بودهٔ

---

(۱) شگوفه ؟

بو سہدم آں دھاں را زاں رو کہ گربہ پرسند
بوسیدہ کجا را گویم کہ ہیچ جارا

توسنی

رائے منوہر نام [خلف لون کرن راجہ نمکسار مشہور بہ سانبھر است (۱)] بود اکبر باد شاہ نظر بہ صفائے ذہنش نمودہ بخطاب مرزائی ۔ سر بلند ساختند ۔ ایں بیت در ستایش آفتاب گفتہ :

غرض ز خلقت سایہ ہمیں بود کہ کسے
بنور حضرت خورشید پائے خود ننہد

خدا بمسند فرماں دہیش جا ندہد
کہ آشنا بود و داد آشنا ندہد

خواجہ محمد حسین ثنائی

خواجہ محمد حسین ثنائی مشہدی خلف خواجہ عنایت الدین (۲) در عہد اکبر بادشاہ بہند آمد و بوساطت حکیم ابوالفتح گیلانی قصائد و مثنوی خود بنظر بادشاہ گزرانید و بارہا بصلہ مناسب امتیاز یافت ۔ سخنور عالی فطرت و معنی یاب صاحب قدرت بود ۔ دیوان کلانے پر از قصائد و غزل و رباعی دارد و مثنوی نیز گفتہ مسمیٰ بہ سد سکندر ، لیکن توفیق انجام نیافت ۔ مولانا کلامی تاریخ وفاتش چنیں گفتہ :

چوں ثنائی مشہدی بجہاں
بود در شعر نکتہ پرور نیک

جوہر نیک و طبع نیکو داشت
حبذا طبع نیک و جوہر نیک

۱- ایک جملہ کاٹ کر حاشیے پر یہ عبارت اضافہ کی گئی ہے۔ کٹی ہوئی عبارت یہ ہے " داشت ...... عمدۂ جہان ...... "

۲- آتش کدہ آذر : عنایت بزار (جلد دوم - ص ۳۶۳)

[ص ۹۳] زد کلامی رقم بکلک خیال
سال تاریخ او سخنور نیک

این چند بیت مطلع قصیدهٔ دیوان او ست ـ من اشعاره :

در روش حسن وناز هست بسے خوش نما
غمزه ،بطرز ستم عشوه برنگ جفا
گر بمثل جاکند در پس آئینه شخص
بیند؟ (۱) تمثال خویش یافته رو بر قفا
مهر کف جوذ تو نور فگن گر شود
نیست عجب گر ز شخص سایه بیفتد دوتا
آن بت بیگانه را گر شوم آئینه دار
نایدش اندر نظر صورت خویش آشنا

---

(۲) فلک بے مهر و گیتی دشمن و دلدار مستغنی
مرا بر آرزو هاے ثنایؑ خنده می آید

آهستهٔ روکه از عرق روے ناز کت
ترسم گیاه فتنه دمد هر کجا چکد

میر سید محمد ثاقب

میر سید محمد ثاقب شاگرد میر طاهر علوی ، سوداے سر شارے داشت و شعر بسیار خوب می گفت :

خنداں بخاکم آں بت نا مهر باں رسید
در موسم خزاں چو گل زعفراں رسید

ثانی

[ثانی از سخن سنجان عصر بادشاه عالم گیر است ـ این شعر از افکار اوست :

۱ـ نا بیند ؟ (بیندبروزن بنّد ؟)
۲ـ آتش کده : زماں

زبس که طاعت آلوده با گناه کنیم
بسجده همچو نگین نامه را سیاه کنیم (۱)]

میر محمد افضل ثابت

میر محمد افضل ثابت از علوم متداوله آشنا ست ، و در فن شعر نیز ماهر باهر - زبا نش بسیار سنجیده است اکثر اشعار با رتبه دارد :

پیوسته لعل نو خط او بر لب من ست
این شربت بنفشه علاج تب من ست

عکس رخ تو آئینه را رو نمی دهد
تسکین خاطرش بچه صورت کند کسی

[ص ۹۵] قالب قند (۲) پر از روح نباتی شده است
همچو سرو از لب جان بخش پسر قنادی

ز دم بم (۳) بر سر ناهید چون ناسازیش دیدم
اگر او ناتلنگی (۴) کرد من هم واسرنگیدم (۵)

---

۱ - حاشیے پر اضافہ
۲ - قند بنانے کا سانچا - افضل ثابت :
می دمد روح نباتی کرمت در تن سرد
همچو آن شیر که در قالب قند است روان
(بہار عجم)

۳ - بم : آواز بلند (بہار عجم)

۴ - ناتلنگی : بے دردی و ستم ظریفی و مفسدی -
تو که از اهل تلنگی بهر ارباب نیاز
نا تلنگی مکن و بهر حریفان بنواز
(میر نجاب - بہار عجم)

۵ - واسرنگیدن : رو بر تافتن و ابا ورزیدن و نیز چون طفل بهانه می گیرد و یا گریه می کند گویند واسرنگیده است - حکیم الملک محمد حسین شهرت :
زدم بم بر سر ناهید چون ناسازیش دیدم
چون از من نا بتنگی (کذا) کرد من هم واسرنگیدم
(بہار عجم)

یکسر مو دهن تنگ ترا نقش نه بست
همه در پردهٔ تصویر کشد مانی خط
از حسن خورد آب دل صاف ضمیران
دادند بآئینه بر این وجه مثالے

نورالدین جهانگیز بادشاه

نورالدین جهانگیر بادشاه ولادت با سعادت ایشان در فتح پور سیکری بسنه ۹۷۷ نه صد و هفتاد و هفت است ، بمناسبت صوری و معنویٔ شیخ سلیم چشتی به سلطان سلیم موسوم ساختند " درشهوار لجهٔ اکبر " [ص ۹۶] تاریخ یافتند (۱) و عزیزے " گوهر درج اکبر شاهی " تاریخ یافت -

خواجه حسین مروی قصیده از نظر اکبر بادشاه گذرانید که مصرع اول تاریخ جلوس بادشاه و مصرع آخر تاریخ ولادت شاهزاده سلطان سلیم بود، مطلعش این است :

گوهر مجد از محیط عدل آمد برکنار   لله الحمد از پئے جاه و جلال شهریار

و بتاریخ یاز دهم روز پنجشنبه شهر جمادی‌الاخریٰ سال هزار و چهار دهم بساعت مسعود در دارالخلافهٔ آگره خطبه سلطنت بنام نامی و القاب گرامی سامعه افروز گشت ، و ابوالمظفر نورالدین محمد جهانگیر بادشاه [ص ۹۷] غازی لقب سامی مقرر شد - (۲)

باوجود مستی و بے پروائی در امور سلطنت و جهانبانی که باعث انتظام نظام عالم است جهد وافر می فرمود - و هر چه بر زبان قضا ترجمان آن بادشاه عادل در آن قدر مدت بادشاهت گذشته از ارکان دولت کسے آن قدر توان نداشت که یکسر مو تجاوز نماید (۳) و احوال بیست سالهٔ خود را بفصاحت و

---

۱ - نصف سطر لکھ کر کاٹ دی ہے جو خوانا نہیں -
۲ - ' گشت ' لکھ کر قلمزده کیا ہے اور حاشیہ میں ' شد ' لکھا ہے -
۳ - کلمات الشعرا : باوجود مستی و بے پروائی و شغل جهانبانی و فرمان روائی گاه گاه بحسب اتفاق و تکلیف وقت زبان الهام بیان را بگفتن رباعی و بیتے و مصرعے گل فشان می کرد - طبع عالی دشوار پسند خورده گیر و دقت آفرین داشت -

متانت خود نوشته ـ گاه گاہے بحسب تکلیف وقت زبان فیض بیان را بگفتن مصرعے و رباعی گل فشان می فرمود ـ دقت طبع و حدت فهم زیاده از حد داشت ـ

گویند شاعرے در مدح آن [ص ۹۸] بادشاه قصیده گفته آورد و سر دیوان قصیده خواندن آغاز کرد ـ همین که پیش مصرع برخواند :

اے تاج دولت بر سرت از ابتدا تا انتها

فرمود که از علم عروض (۱) هم خبرداری ـ عرض کرد نه ـ گفت که اگر عروضی می بودی بجان می‌کشتم ، چراکه هرگاه این را تقطیع نمایند چنان (۲) بوزن می آید ـ اے تاج دو مفعلتما ـ لت بر سرت مفعلتما ـ از ابتدا مفعلتما ـ تا انتها مفعلتما (۳) .

صاحب سخن را باید که از قبائح شعر بجمیع وجوه باخبر باشد(۴) این رباعی از فکر مبارک آن باد شاه است (۵) :

[ص ۹۹] رباعی

اے آنکه غم زمانه پاکت خورده | اندوه دل وسوسه ناکت خورده
مانندهٔ قطره هائے باران بزمین | جا گرم نکرده که خاکت خورده

در سال بیست و دوم (۶) از جلوس بیست وهشتم صفر روز یک شنبه مطابق هزار و سی و هفت هجری (۱۰۳۷ ھ) در راه کشمیر همائے روح مطهر آن بادشاه از آشیانهٔ خاکی بال و پر افشانده سایه بر فرق ساکنان خطهٔ افلاک افگند ـ

۱ـ کلمات الشعرا : علم عروض و تقطیع شعر ـ

۲ـ کلمات الشعرا : شاعر بخود در ماند که آیا چه خطا واقع شده ـ پیشتر خواند ـ فرمود که این مصرع را وقتی که تقطیع کنند چنین بوزن در می آید ـ

۳ـ کلمات الشعرا سے ماخوذ ـ

۴ـ کلمات الشعرا : شاعر را باید که از همه قبائح شعر باخبربا شد ـ

۵ـ کلمات الشعرا : این دو رباعی از داد هایٔ طبع مبارک است ـ (اخلاص نے دوسری رباعی درج نہیں کی اور جمله بدل دیا ہے)

۶ـ اصل : دویم

میر محمد جعفر جرأت

میر محمد جعفر جرأت رتبهٔ اشعارش را ایں شعر او مشعر قویست:

رطوبتیست هوا را چناں دریں موسم — که سنبل خط جاناں دمد زدانهٔ خال

محمد علی بیگ جم

محمد علی بیگ جم [ص ۱۰۰] صاحب دیوان ست و اکثر اشعار ادعای دارد:

بگلزارے (۱) کہ نخل قامتش گردد رواں آنجا
زند کف بهر رقص سرو ہال قمریاں آنجا
چو ریزد سوده لعل از لب سبزاں (۲) بہم سودن
چکد خوں از کف افسوس برگ پاں بهم سودن

مرزا جعفر بیگ جعفر

مرزا جعفر بیگ جعفر(۳) خلف بدیع‌الزماں قزوینی ۔ بعد فوت عم خود که غیاث‌الدین علی نام داشت و مخاطب بآصف خاں بود، از الطاف اکبر بادشاه بخطاب آصف خانی امتیاز یافت ۔ و در عهد جهاں‌گیر باد شاه نیز "بهٔ عالی داشت ۔ سخنور شرین گفتار بود ۔ مثنوی شیریں خسرو ازو یاد گار است ۔ و در برهانپور طائر روحش از قفس عنصری پرواز کرد ۔ شخصے "صد حیف از آصف خاں" تاریخ وفاتش یافته ۔ من اشعاره:

در باد صبا بوے کسے هست که یعقوب — چشمے که ندارد بره قافله دارد
هزار بلبل شوریده خاک شد جعفر — هنوز رسم خود آرایٔ چمن باقیست

۱- اصل: گلذار
۲- اعنی محبوباں ۔
۳- کلمات‌الشعراٴ: آصف خان جیو، لیکن حواشی میں مصحح نے لکھا ہے "تخلص ایں شاعر در بعض نسخه ها مختلف است چنانچه در 'ج' جانی است و در 'و' 'ه' جفعر است ۔ اما جعفر صحیح است مرجوع شود به مجمع النفائس خان آرزو" ۔

درستی همه کس در شکست پنداری
شکست زلف کجا و دل شکسته کجا

از صبا در رشکم اما دل بایں خوش‌می کنم
کیں گلستانست نتواں در بروے باد بست

[ص ۱۰۲] شهر گنجایش غمهاے دل ما چو نداشت
آفریدند براے دل ما صحرا را

من شیریں خسروَ:

ز شوق (۱) انچه آں جا دید فرهاد
مرا ایں جا قلم از دست افتاد

مرزا داراب جویا

مرزا داراب جویا از دیر باز در خطهٔ خوش بهار کشمیر توطن داشت - در عالم غزل و قصاید معنی هایٔ غریبه بزبان می آورد - بسیار خوش فکر و ادا بند بود [در سنه یک هزار صد و هیجده ازیں دار ملال انتقال نمود - تاریخ اش سر زمرهٔ سخنوران فحول میرزا عبدالغنی بیگ قبول مدظله چنیں فرمود :

میرزا داراب جویا آں که ار حب علی
در صف احرار او را رتبه قنبر بود

از نظر تا رفت شد عالم بچشم ما سیاه
مهر چوں گردد نهاں کے روشنی دیگر بود

سرمه نبود ایں که می بینی بچشم مردماں
دیده را خاک سیه از ماتمش بر سر بود

چوں صدف کز فرقت گوهر کند قالب تهی
آں چناں از مردنَ او حالت مادر بود

در تمام عمر مدح ساقیٔ کوثر نوشت
با سخنهایش ازاں رو نشهٔ دیگر بود

کلمات‌الشعراً : شوقش

چون سخن را در کنار خویشتن پرورده بود
سال (۱) تاریخ وفات او سخن پرور بود (۲)] (۱۱۰۸ھ)

در منقبت امیرالمومنین علی اسد الله الغالب قصیده گفته که این قطعه ازان قصیده ایست ـ قطعه:

کمند را چو تو کار سنان بفرمای
بفرض باشد اگر دشمن تو روئیں تن
بزور معجز سر پنجهٔ عدو بندت
گذر کند ز تن او چو رشته از سوزن

من اشعار جواهر عیار:

[ص ۱۰۳] کبود از بوسه امشب لعل آن رشک پری دیدم
گل شفتالوے این باغ را نیلوفری دیدم
محراب بندگیست شهیدان عشق را
این تیغ کج که در کمر قاتل من است
سر کشتگان چاه زنخدان یار را
در گردهٔ عضو عضو چو دولاب می شود

از پلک (۳) دو چشم تر برویم گویا که رباعی سحابی است

مباش غافل از آن دل که یافت از تو شکست
بشیشهٔ که ز دستت فتاد پا مگذار

۱- قیاسی تصحیح
۲- اضافه بر حاشیه -
۳- پلک ، بالکسر ، بام چشم که لحاف چشم هم گویند ـ در اشعار امیر خسرو به حرکت دوم نیز آمده و در هندوستان همیں شهرت دارد :

تیرت سواد چشم عدو حک کند چنان
نے آگہی بدیده و نے در پلک بود

دریں گفتن پلک مرهم غنودش درآمد خواب مرگ و خوش ربودش

داراب بیگ جویا :

از پلک دو چشم تر برویم گویا که رباعی سحابی ست

خواجه جمال الدین سلمان :

پلک کبود نرگس چشم بر آب من نیلوفرے ست کونکند میل آفتاب
(بهار عجم)

کمر بر خواریٔ ارباب همت بسته چرخ دون
بآب روے مردان روز و شب این آسیا گردد

[ص ۱۰۳] جمعے که چون عقیق یمن پاک گوهر اند
خون می خورند و آرزوے نام می کنند

امروز نگین آن لب لعل در کشور حسن نام دارد
عنچه مانند آن دهن باشد چون دهان (۱) تو بے سخن باشد

ماه نو امروز گر با ابروش در همسریست
هفتهٔ دیگر تماشا کن سپر می افگند

اگر طاوس رنگین جلوهٔ من در خرام آید
تو هم زاهد سراپا چشم از دنبال خواهی شد

بے سخن نیست ترا یک سر مو بیش دهن
و شگافست دهانت چو درآیٔ به سخن

[ص ۱۰۵] نه همین لالهٔ داغی ره صحرا بگرفت
تا تو از باغ شدی خاک نشین گشت چمن

خواجه محمد مقصود جامع

خواجه محمد مقصود جامع شاگرد رشید مرزا عبدالغنی بیگ قبول - متوطن خطه بهشت نظیر کشمیر - در ادا بندی و سخن پردازی داد سخنوری می دهد - سلاست عبارت و متانت الفاظ بدرجهٔ دارد که ناطقه از بیان آن بعجز و قصور معترف است و از فضائل علمی و حکمی نیز آشنا - من اشعاره :

سخن سازی نه آسان ست عمرے باید و جهدے
چو مویم شد سفید اشعار رنگینم بیاضی شد

[ص ۱۰۶] در کرم کوش ایکه جویٔ دولت دلخواه را
بهر سائل سیل می گردد بناے جاه را (؟)

از فیض عشق جامع پیرانه سر جوانم
وصل پری رخان کرد امروز من پریروز

۱- اصل : دهانے

سید علی جدای تبریزی

سید علی جدای تبریزی در عهد اکبر بادشاه در دارالکتب بادشاهی بتصویر کشی اشغال داشت [از نوادر روزگار بود و قصه امیر حمزه را در یازده جلد تمام کرد - هر جلد برابر صندوقے و هر ورقے بطول یک گز ، و در هر صفحه صورت امیر حمزه و دیوان نقش بسته و(۱)] باز رخصت گرفته بحرمین شریفین شتافت - من اشعاره :

صبح دم وے خاردم از همد می گل مزن ناخنے را بر دل صد پاره بلبل مزن

نیم بسمل صیدم و افتاده دور از کوے دوست
می روم افتان و خیزان تا به بینم روے دوست

بادشاه علی جذبی

بادشاه علی جذبی در عهد جهانگیر بادشاه برکار بادشاهی شربت شهادت چشید :

[ص ب ۱۰] این چاشنی که حسن ازل با بتان دهد
جائے رسیده عشق که بیدرد جاں دهد

مرزا محمد ایوب جودت

مرزا محمد ایوب جودت (۲) معنی بند صاحب تلاش می نماید - هر چه گفته همه متین و دلنشین ، معنی اش خوب و الفاظش رنگین - من اشعاره :

بزرگان را بود اسباب شهرت مایه نقصان
بچشمم (۳) ماه نو در شیشه افلاک مو باشد
نه تنها زلف او دارد گره در خاطر عاشق
که برگردیده است از من چو مژگان هر سر مویش

۱- اضافه بر حاشیه -
۲- کلمات الشعرا : مضامینش همه بلند و معنیهاش عالی - در قصاید و غزل و رباعی داد تلاش می دهد -
۳- تصحیح از کلمات الشعرا -

جشنی لاهوری

جشنی لاهوری(۱) غلام علی نام داشت، و در عهد جهانگیر بادشاه بزمزمهٔ شاعری دل درد مند خود را تسکین می داد - من اشعاره:

تو در سخن شدی و لذت از سخن کم شد
تو لب کشودی و سیرابی از گهر کم شد

بخون اهل محبت کرشمهٔ سر کن — گلوے تشنه لبان تر بآب خنجر کن
مرا بباده شکست خمار ممکن نیست — ز خون دل قدرے ساقیا بساغر کن

حکیم حاذق

چراغ دودمان حذاقت حکیم حاذق(۲) خلف الصدق حکیم همام بود - در فتح پور تولد یافت - در عصر شاه جهان بادشاه بمنصب سه هزاری و خدمت عرض مکرر سرفرازی داشت - آخر عمر در اکبر آباد عزلت نشین زاویهٔ خمول شد - بیست هزار روپیه سالیانه از سرکار بادشاهی می یافت - من اشعاره:

[ص ۱۰۹] از گریهٔ ما بحر نه تنها گله دارد
گوش صدف از نالهٔ ما آبله دارد
در سخن پنهان شدم مانند بو در برگ گل
میل دیدن هر که دارد در سخن بیند مرا

در پردهٔ خاک نغمهٔ ما هست ولے — وقتے شنوی که گوش بر خاک نهی
دلم بهیچ تسلی نمی شود حاذق — بهار دیدم و گل دیدم و خزان دیدم

حجت

حجت مرزا مهدی نام داشت - و برادر زاده مرزا داراب جویا بود، و در شهر دهلی بقرب ایزد غفار پیوست - من اشعاره:

۱- 'چشتی' بھی پڑھا جاسکتا تھا لیکن ہم نے صبح گلشن کی قرأت کو اختیار کیا ہے -
۲- کلمات الشعراء سے استفادہ نہیں کیا -

نیاید را ست بر بالائے یک کس خلعت دولت
ز هندو تا مسلماں اهل عالم را وجب کردم

[ص ۱۱۰] نبودم مرهمے زخمے نگشتم پنبهٔ داغے
عبث اوقات خود را صرف در لهو و لعب کردم

بے محرک نتواں بر سر حرفم آورد   پاے تا فرق زبانست اگر چوں قلمم

محمد بیگ حقیقی

محمد بیگ حقیقی (۱) در گجرات دعویٔ معنی یابی و خوش فکری می کرد ۔ همیں مطلع ازو بگوش رسیده :

در حقیقت دگرے نیست خدائیم همه
لیکن از گردش یک نقط جدائیم همه

سخن سنجاں در جواب ایں ، مطلعها گفتند لیکن محمد فاروق مطابق النعل بالنعل مطلع رسانده :

قطره بگریست که از بحر جدائیم همه
بحر بر قطره بخندید که مائیم همه

حیاتی گیلانی

حیاتی گیلانی [ص ۱۱۱] سر زمرهٔ رهروان طریقت و حقیقت بوده ـ بر اندک و بیش قانع بمسرت و سرور زندگانی کردے ، و مکارهٔ دنیا را در دل جا ندادے ۔ بحکم جهانگیر بادشاه تغلقنامهٔ امیر خسرو را که ناقص مانده بود با حسن عنواں بانجام رساند (۲) ـ بادشاه قدرداں از روئے عنایت فرمود که ایں را بزر بکشند ـ تاریخ بزر سنجیدنش محمد سعید گیلانی بدیں منوال گفته :

۱ـ کلمات الشعراء : در گجرات بسر می برد ـ طبع درست داشت ازوست :
در حقیقت دگرے نیست خدائیم همه
لیک از گردش یک نقطه جدائیم همه
یاراں در جواب ایں مطلع فکر ها کردند ـ محمد فاروق بارے مطلع رسانید :
قطره بگریست که از بحر جدائیم همه
بحر در قطره بخندید که مائیم همه

۲ـ رسانید

چون حیاتی را بزر سنجید شاهنشاه عصر
بادشاه عدل گستر ، شاه گردون اقتدار
شاه نور الدین جهانگیر ابن اکبر بادشاه
آفتاب هفت کشور ، سایهٔ پروردگار
بهر تاریخش بروئے کفهٔ میزان چرخ
شاعر سنجیدهٔ شاهی ، رقم زد روزگار (۱)

من اشعاره :

بهر سخن که کنی خویش را ، نگهبان باش
ز گفتنی که دلے (۲) نشگفد پشیمان باش
قدم براه اگر می نهی بدانش نه
وگرنه در پس زانو نشین و حیران باش

از هوس اهل هوس خصم هم اند　　دوستی را هیچ کس اغیار نیست
لب شکایت عاشق بشکوه باز مباد　　زبان کوته او بر کسے دراز مباد

چکند عاشق بیچاره که حیران نشود
هر کرا هست دلے دیده بفرمائش نیست

رباعی :

جان را که بود صدر نشین تن قفس است
دل را که مکان نیست نشیمن قفس است
با خاطر آزرده جهان زندان است [ص ۱۰۳]
بر مرغ شکسته بال گلشن قفس است

محمد علی حشمت

[محمد علی حشمت متوطن تبت - از شاگردان مرزا عبدالغنی بیگ قبول است - چندے تکلف تخلص می کرد ، باز مسیحا تخلص اختیار کرد - جوانیست رعنا - ترکیب و تقطیع دلچسپے دارد - باوجودیکه سنش از سی تجاوز کرده لیکن تا حال هم از نوجوانان شانزده ساله دلچسپ است - چنانچه نواسنج گلزار (۳) معانی می فرماید :

۱- تصحیح از روئے دیباچه (هاشمی) بر تغلق نامه ، ص ۱۰ -
۲- اصل : دل
۳- اصل : گلزار

گزشت عہد شباب و ہنوز رعنائی
در آں دیار کہ زادی ہنوز آں جائی

خط نستعلیق ہم می نویسد و در علوم غریبہ و عجیبہ کہ تفصیل آں نوشتن مناسب نیست۔ با فقیر منا سبتے دارد :

گر از دست نگارینش درو حرفے رقم سازم
حنای گردد اوراق بیاض از شعر رنگینم
من از زبان ملایم چو خامۂ نقاش
بہر کجا کہ روم نقش خویش بنشانم
خط تو دید مسیحا و گفت با دل ریش
کہ ایں سیاہ قلم کار[خوب (۱) استاد است (۲)]

شیو رام حیا

شیو رام (۳) حیا خلف رائے بہوکتیمل (۴) اسد خانی از شاگردان میرزا بیدل صاحب است، و مشق شعر درست دارد، و دیوانے نیز ترتیب داد :

چو زنبور غسل دربان خویشم مرا در خانۂ خود نیز جا نیست

حشمتی

حشمتی (۵) با اکثر سخنوران مثل ملا شیدا وغیرہ صحبت داشتہ، دیوانے ازو بر صفحۂ دہر یادگار است :

۱۔ تکمیل از روز روشن۔
۲۔ اضافہ بر حاشیہ۔
۳۔ گل رعنا : سیو رام۔ سفینۂ ہندی : شیو رام۔
۴۔ گل رعنا : بہوگتی مل۔ سفینۂ ہندی : بہوگنی مل (ترجمۂ حیا نیز ترجمۂ بہوگنی مل نشاء۔ فارسی ادب میں ہندوؤں کا حصہ (ڈاکٹر سید عبداللہ) : رائے پہکتی مل یا بہگنی مل (نشاط) تاریخ وفات ۱۱۷۴ھ (ص ۱۷۹)
۵۔ کلمات الشعراء : میر حشمتی در اکبر آباد یک شب با وے اتفاق صحبت افتادہ بود۔ با شیدا صحبت داشتہ دیوانے فخیم بطرز قدیم دارد۔ یک بیت او اندک مزہ دارد۔ الخ

موے سر کردم سفید و هیچ کارم سر نشد
دست و پاے می زنم اکنوں که آب از سر گذشت

یادگار بیگ حالتی

[ص ۱۱۴] یادگار بیگ حالتی تخلص ، متوطن توران زبان شعر درست داشت :

بجاۓ رشتهٔ پیراهنت اے کاش من باشم
بایں تقریب شاید با تو در یک پیرهن باشم
جاں بر لب و دیده در نظاره
اے عمر دمے بساز با من

محمد تقی‌الدین حزنیؒ صفهانی

محمد تقی‌الدین حزنی صفهانی در ۹۸۹ھ نه صد و هشتاد و نه هجری بر لب چناب رحلت کرد. :

تو رسم عاشقی و شیوهٔ یاری نمی دانی
همیں دل می توانی برد و دلداری نمی دانی
دل که پیش تست حال او ندانم چوں گذشت
بارے ایں جا حزنیٔ بیدل بسے بے تاب بود
[ص ۱۱۵] چه کرده ام ، سبب رنجش تو چیست ، بگو
بگو که گرد سر بدگمانیت گردم

میر حمزه تاشکندی

میر حمزه تاشکندی پدرش ملک‌التجار تاشکند بود۔ و قتے که پدرش فوت کرد دو ساله عمر بود ۔ چوں استعداد بلند داشت در چندے ملک معنی را در قلمرو خود آورد ، و بهند رسیده آخرالعمر اصم مطلق گردید ۔ اگر کسے پیش او بر هوا بانگشت می نوشت دریافتے ، بلکه از تحرک لب ها مدعا معلوم کردے و جواب گفتے۔ در فن معما و تاریخ سر آمد عصر بود ، چنانچه تاریخ فوت کسے ازیں مصرع بر آورد :

نو را برقم سه باره بنویس

[ص ۱۱٦] ظاهر است که چون هندسهٔ نه را سه بار نوشتند نه صد و نود و نه (۹۹۹ھ) شدند - و لطافت دیگر آن ست که اگر تمام مصرع را بحساب ابجد بشمارند همان بشود :

شیخ محمود حیران

شیخ محود حیران (۱) متوطن سرهند از هم مشقان میاں ناصر علی مرحوم بود (۲) من اشعاره :

برآں لب ها ز انداز تبسم حال می گردد
ز ہے نازک گلے کز رنگ خود پا مال می گردد
[ص ۱۱۷] آهو شنیده ایم و ندیدیم جز رمے
نقش جهاں بگردش (۳) چشمے که بسته اند
جہاں ز حیرت حسن تو سیمیاگر شد
که قطره انجم و ابر آسمان دیگر شد
جہاں ز جلوهٔ یکتائی تو شد حیراں
چو بدر صرف یک آئینه گشت قالبہا

میرزا اسمعیل حجاب

میرزا اسمعیل حجاب در عهد شاه عالم گیر بہند آمد - مرزاے بسیار شوخ طبع بود :

باز در سینهٔ من تیر تو تا پر جا کرد
خوب کردی که دلم بال و پرے پیدا کرد

۱- کلمات الشعراء : شیخ محمود حیران - می خواست که بتقلید ناصر علی رود - راه اصلی خود هم گم کرده ، حیران است -

۲- تین سطریں لکھ کر قلم زد کی گئی ہیں -

۳- کلمات : چشم

باز از نالهٔ دل بانگ جرس می آید
گزر امروز مگر لیلیٰ ازین صحرا کرد

حمدی کشمیری

حمدی کشمیری از علم رسمی نیز آگاه بود [ص ۱۱۸] '' شخصے شد به بهشت '' تاریخ وفاتش یافته - و در وطن خود مدفون است :

رسید موسم گل فکر مے گساران چیست؟
من از صلاح گذشتم صلاح یاران چیست؟
شنیده ام که زمن یاد کرده یار امروز
مگر به بوالهوسانش رفتاده کار امروز

محمد حیات حضرت

محمد حیات (حضرت) بیشتر قابل تخلص می کرد الحال حضرت تخلص قبول کرده - طالب علمی رسمی دارد - و زبانش بشعر نیز آشناست :

ربط اطلاق و تقید هست روشن تر در آب
آب در گوهر گره گردید چون گوهر در آب

سیف الله علوی حزنی

سیف الله علوی حزنی تخلص می کرد [ص ۱۱۹] و در عصر جهانگیر بادشاه بر سر تربت استاد خود بدرس دواوین قدما مشغول بود - من اشعاره :

دل از نسیم سر زلف یار بکشاید چنانچه غنچه ز باد بهار بکشاید

شهید عشقم و از قتل خود خوشحالیٔ دارم
بامیدے که در محشر رسد دستم بدامانے

شیخ حسن قریشی

شیخ حسن قریشی از افاضل اکابر کالپی بود - شیخ ابوالفیض فیضی که

رابطهٔ اتحاد باو درست داشت ، قصیده در مرثیهٔ او گفته و از لفظ ''فضائل پناهی'' تاریخ وفاتش بر آورده ، چنانچه این بیت قصیده مشعر این معنی است:

فضائل پناهی که تاریخ فوتش ۔ توان یافتن از فضائل پناهی

[ص ۱۲۰] قصیده در تتبع قصیدهٔ شعریهٔ کمال اسمعیل گفته ، و صنعتے بر آں افزوده ۔ چند بیت ازاں قصبده بر زبان قلم می آید ۔ ابیات قصیده :

اے که اندر سر موے تو پریشانی ماست
موے تو باعث مجموعه پریشانی هاست
یکسر موے بموے تو نمی ماند مشک
لا جرم نسبت آں موے تو با مشک خطاست
من ز سوداے تو موے نکنم کم هر گز
هر سر موے مرا با تو هزاراں سوداست
دل بهر موے خط سبز تو دارد مهرے
هر سر موے ترا خاصیت مهر گیاست
هوس موے تو در هیچ سرے هست که نیست
بس که سوداے تو افتاده چو مو در سرها ست
[ص ۱۲۱] نفسے نیست جدا از سر موے تو صبا
من ندانم که باں موے صبا را چه هوا ست
دهنت چوں سر موئیست نهاں از نظرم
لیک در وے سخن موے شگافی پیدا ست

سید حسین خالص

سید حسین خالص(۱) در عهد بادشاه عالم گیر از ولایت بهند آمده بخطاب امتیاز خاں سرافراز شد ۔ بطرف دکن اکثر بسر برده ، درعالم سخن طرازی جادو کلا ۔

۱۔ کلمات الشعرا : محمد حسین خالص ۔ در عهد عالمگیر شاه از ولایت به هند آمده ، بطرف دکن اکثر گزرانیده ۔

سحر آفرین بوده - اگرچه آں گوہر آفرین بحر دانش و بینش در ھاے اشعار آبدار که در خور آویزهٔ گوش اهل هوش تواند شد بسیار دارد لیکن ازاں جمله چند اشعار درین مختصر می نگارد :

[ص ۱۲۲] ز خونناب جگر در دیده کردم سرخ مژگاں را
دریں دریا بچشم خویش دیدم شاخ مرجاں را
به پیری بیشتر بینند روے نوجواناں را
نظر بازی دوبالا شد ز عینک چشم پیراں را
کے شویم آزاد از قید خودی چوں عنکبوت
بعد مردن هم بدام خود گرفتاریم ما
چو تار سبحه می خواهم بیک بار
بدست آرم دل صد آشنا را
همچو عینک بجهاں صاف دلاں یار هم اند
همه همسایهٔ دیوار به دیوار هم اند
بهر حالت کسے را همتم محروم نگزارد
کفم گر بود خالی بوسه دادم دست سائل را
شد مرا موے بنا گوش سفید اول عمر
[ص ۱۲۳] پنبهٔ غفلت من زود بر آمد از گوش

خلیل

خلیل(۱) اصلش ز خراسانست و در هند نشوو نما یافته - شاعر خوش فکر و نثار رنگیں نویس بود در ملازمت زیب النسا بیگم می ماند و زیب المنشآت که تالیف آں بیگم است ترتیب می داد -

کمر کوه شود خم ز گرانبارئ عشق بار درد و غم یاقوت لباں سنگیں است
قند نطق تو بشور آور طوطی است خلیل
چشم بد از شکرت دور که بس شریں است
حاجت بگفتگوے ندارد بیان ما سوزد چو شمع بر سر حرفے زبان ما

۱- عبارت کلمات الشعرا : ترجمهٔ میرزا خلیل

میر خسروی قائینی

میر خسرو قائینی در عہد جہانگیر بادشاہ داد سخن وری دادے و خط شکستہ نیز درست نوشتے ، [ص ۱۲۴] و در علم تیر اندازی و برقندازی نیز از ہمسران خود ممتاز بود ۔ روزے ہنگام تیر اندازی از اسپ افتاد و پایش شکست خورد ، چندے صاحب فراش ماند ، آخر تیر قضا بہ آماج گاہ سینہ اش کارگر آمد ۔

من اشعارہ :

اگر ز ہستیٔ ما در سرت ملالے ہست
بر آر تیغ کہ مارا ہم انفعالے ہست

بعہد جود تو در دہر نیست یک محتاج
مگر سخی کہ کشد انتظار اہل سوال
نمی شود ز گنہ قدر دوستان تو کم
بروئے دوست بود خوش نما سیاہیٔ خال

ہر گرہ کزکار بیدرداں کشاید روز گار
بخت واژوں بر دل عشاق مہجور افگند

میرزا افضل اللہ خوشتر

[ص ۱۲۵] مرزا محمد افضل اللہ خوشتر خلف مرزا محمد افضل سرخوش جوان خوش فکر است ، در عالم سخن تلاشہا دارد ، وخط نستعلیق نیز می نویسد ۔ و در عالم اخلاص و آشنائیٔ ہا بسیار اہل و متواضع است ۔ خدا دیرگاہ سلامت دارد :

بسکہ سرگرم فنا گر دیدہ ام مانند شمع قطع راہ زندگانی را بیک پا می کنم
می شود واہم چو گل از رشتۂ کارم گرہ غنچۂ بند قبایش را اگر وا می کنم

[چندے توجہ خاطر بر صورت قاسم نام قناد پسر داشت ، باز بسببے ازو رنجیدہ ، عقد موانست با یوسف نام نوجوانے بست ۔ چنانچہ ایں رباعی مشتمل بر ایں معنی گفتہ ۔

از بسکه ز عشق اعتبار است مرا   هر دم به شکرلبی مدار است مرا
[از قاسم قناد گذشتم خوشتر   با یوسف مصری سروکار است مرا (۱)]

محمد حیدر هروی خصالی

محمد حیدر هروی خصالی تخلص طبع سلیم و ذهن مستقیم داشت و در عهد جهانگیر بادشاه گوهر سخن را بسلک نظم می کشید - من اشعاره :

[ص ۱۲۶] چنانکه کاه ربا برگ کاه را بر چید
برهنه پای ما خار راه را بر چید
خصالی ز آتش یکدل بعهد دل آتش افگندی
بلے مانند شمع از شمع دل از دل برا فروزد
ماهم از حبیب نهان سینهٔ چاکے دا ریم
کشتگان چند بما چاک کفن بنمایند
در ره عشق چه سر ها که ربودند از تن
زان سبکتر که کس از فرق کلاهے بر داشت
ز بیم غمزه اش دزدیده در وے بینم و ترسم
چو شخصے کز چمن گل چیند و از باغبان ترسد
در شکست خویش کوش ار عزت افزون بایدت
بر سر خود می دهندش جا چو گل را پا شکست
[ص ۱۲۷] فگندی تا نظر بر جام مے از شعلهٔ حسنت
چو روغن در چراغ این باده در پیمانه می سوزد

۱- اضافه بر حاشیه - یہی عبارت سفینۂ هندی میں یوں نقل ہوئی ہے :
''در هنگامیکه از محبوب خود قاسم قناد شور مزاجی بهم رسانیده تعلق خاطر بیوسف نام جوانے پیدا کرد - این رباعی گفت - ... لطف لفظ مصری نزد اهل فارسي پیدا نیست که مصری هندی لغت است و فارسیان آن را نبات گویند - بهرحال کلامش شیرین است - (ترجمهٔ خوشتر)

شکرالله خان خاکسار

شکرالله خان خاکسار داماد عاقل خان رازی - مرد صاحب درد بود ، و در عین کثرت علائق دنیا از همه فرد - هر چه بهم می رسید بکشاده پیشانی براه خدا نثار می کرد - شرحے نیز از مثنوی حضرت مولوی معنوی جلال‌الدین رومی نوشته - من اشعاره :

در وادی محبت هر خار غم که آمد   درپاے طالع من ، آنرا بدیده سفتم (۱)
تیغ تغافلت همه خون سرشک ریخت   بر گردن تغافل تو خون بهاے اشک
اشکم نماند بسکه براه (۲) تو ریختم   آمد بجاے اشک دلم بر قفاے اشک

جمال الدین خاوری

جمال الدین خاوری تخلص مولد و منشاء ش گیلان بود [ص ۱۲۸] در ۱۰۱۵ھ هزار و پانزده هجری بهند آمده سخنهاے با رتبه را بسلک نظم کشید - من اشعاره :

در سینه ام ز شوق تو خون جوش می زند
دیوانه را ز باده جنون جوش می زند

چونے از بسکه کردم ناله ها ز آواز افتادم
ز ناسازی چنگ روزگار از ساز افتادم

ز آرزو بگزر تا بمامنے برسی *   که راه طے چو شود کاروان بیاساید

تو قدر خون دل خوردن نمی دانی که در عمرے
نیاشامیده چون لاله جامے بر لب جوے

بے داغ تو رونق نبود لاله دل را   کان نقد که بے سکه بود سست رواج است

۱- اصل : کفتم
۲- اصل : براھے -

ملا دانا

ملا دانا(۱) فی الجمله از [ص ۱۲۹] علم رسمی بهره‌مند است، و در قصائد و غزل داد معنی یابی و خوش فکری می دهد - و در فن انشا نیز دستگاهی دارد - در شاهنامه نویسی همراه ناظم خان عرف عبدالرحیم فارغ در عهد محمد فرخ سیر شریک بود - آن قدر نصیبه از اسباب دنیا ندارد - من اشعاره :

طبع موزوں از هوا دار سخن یابد رواج
سرو بے قمری چو گردد تیر بے پر می شود

تو و با غیر مے نوشی من و از دور دیدنها
تو و پر کردن ساغر، من و حسرت کشید نها
دو بالا می شود کیفیت صحبت ز موزوناں
من و مصرع رسانیدن تو و قامت کشید نها

قصیده در منقبت حضرت امیر المومنین علی برابر قصیدهٔ [ص ۱۳۰] علی رضائی تجلی گفته - ایں قطعه ازاں قصیده است - قطعه :

گر کوه را بقوت سر پنجهٔ غضب | آں مظهر جلال الهی دهد فشار
در چشمه سار آب جواهر رواں شود | گردد فشرده معدن یاقوت چوں انار

ایں قطعه از رضای تجلی است - قطعه :

ایں قبهٔ مقرنس آسوده از شکست | از زور پنجهٔ غضبش گر خورد فشار
در زیر هفت پردهٔ افلاک خوں شود | جرم ستارگاں همه چوں دانهٔ انار

رباعی :

آں شوخ مدام خشمگیں می باید
آں چهره همیشه آتشیں می باید
گر بوسه طلب کنم برد دست بکارد
شفتالوے کاردی چنیں می باید (۲) [ص ۱۳۱]

۱- سفینهٔ هندی : ''ملا دانائی کشمیری - در سلک ملازمان امیر خاں مرحوم ولد خلیل الله خاں انتظام داشت'' کا اضافه کیا ہے - ملازمت امیر خاں کا ذکر کلمات میں بھی ہے (حاشیهٔ کلمات ترجمهٔ ملا دانا)

۲- تصحیح از روے سفینهٔ هندی

نقل است که مرزا ابراهیم ادهم روزے در بازار پسرے صبیح الوجه را دید که شفتالو در دست دارد ـ میرزا از راه خوش طبعی بآں پسر گفت که مرا هم ازیں شفتالو کامیاب گردانی ؟ آں پسر بے رحم کاردے از کمر برآورده زخمے بر سینهٔ مرزا حواله کرد ـ بیچاره چندے صاحب فراش ماند ـ چوں صحت یافت باز رو به بازار نهاد ـ اتفاقاً پسرے دیگر که پاکیزگی ظاهر و قبولیت نظر داشت بر سر راه استاده شفتالو می خورد ـ از راه خوش طبعی به مرزا گفت که باز هم آرزوے شفتالو داری ؟ مرزا تبسم کرد و گفت [ص ۱۳۲] بابا بلے می خواهم بشرطیکه کاردے نباشد ـ

مرزا زین العابدین دانش

مرزا زین العابدین دانش خلف آصف خاں جعفر ـ طبع رسا داشت این شعر اوست :

ز چوب تاک گویا عود خود را ساخت این مطرب
که خوش مستانه بیروں نغمه ها از ساز می آید

دخلی صفهانی

دخلی صفهانی نقد سخن را بمیزان قیاس می سنجید و به نے نواے نوا هاے دردمندانه میکشید ـ رباعی :

من ناله ندیدم که اثر در پے داشت — من شام ندیدم که سحر در پے داشت
گویند که شادی آورد غم غلط است — هر غم دیدم غمے دگر در پے داشت

مرزا داؤد

مرزا داؤد متولی [ص ۱۳۳] روضهٔ مقدسهٔ حضرت امام موسیٰ رضا است در مشهد مقدس ـ شاعر زباں دان و خوش فکر معنی آفریں ـ دیگرے به از و نیست ـ فصاحت عبارتش به نکته فهماں معانی رس ازیں قطعه روشن است ـ قطعه:

دوش در واقعه با چرخ نزاعم افتاد
من تنک حوصله در بحث و فلک هرزه دراست

بیع می کرد جہان را بمن و در عوضش
کف خاکے ز در شاہ خراسان(۱) می خواست
گفتم اے چرخ کہ ہر چند(۲) تو پر زورتری
لیک در بیع(۳) و شرائط جبر نمی آید راست
ذرہ‌ٔ خاک درش را بدو عالم ندہم
دو جہان(۴) از تو و خاک ازمن وسودابرضا است

گویند در وقتے کہ صفحہ‌ٔ عذارش [ص ۱۳۴] باوراق گلہاے رنگیں دعوی‌ٔ ہمسری داشت ، منظور نظر مرزا طاہر وحید بود۔ ہر گاہ بہار حسنش بخزاں بدل شد مرزاے مذکور در آں وقت ایں شعر مناسب حال او گفتہ :

شگار وے کہ با خورشید میزد لاف ہم چشمی
کون(۵) [کرن؟] شد ، کزگدن شد ، ہم چو من شد ، بدتراز من شد

مرزا طاہر وحید بخدمت داروغگی اصطبل شاہ عباس ثانی کہ در اصطلاح آں ولایت میر آخور می نامند ماجور بود ۔ آخر بخدمت والا پائیگی دیوانی رسید ۔ چنانچہ میرزا جلال اسیر دریں معنی گفتہ :

[ص ۱۳۵] طاہر ما وزیر و دیوان شد رفتہ رفتہ قشو(۶) قلمدان شد

شاہ اسمعیل ذبیح

زبان دان فصیح شاہ اسمعیل ذبیح مغل ولایت زا ، مرد مسن ، سیاحت پیشہ بود ۔ چند مرتبہ بزیارت حرمین شریفین مشرف شد ۔ باز بہندوستان آمدہ بتجرید و تفرید اوقات بسر برد ۔

۱- تصحیح از روے تذکرہ‌ٔ بے نظیر ۔
۲- تذکرہ‌ٔ بے نظیر : تو ہر چند کہ
۳- اصل : شرا
۴- تذکرہ‌ٔ بے نظیر : از ندارد
۵- کرن : بفتحتین نام پرندہ است دم دراز کہ سیاہ و سفید باشد و بیشتر برکنار ہاے آب نشیند آں را عقعق نیز گویند (غیاث اللغات)
۶- قشو بفتح اول و ضم دوم - در ترکی خرخرہ‌ٔ آہن کہ اسپ را بداں خارند ۔ (بہار عجم)

روزے در خانهٔ ارادت خاں عالی اکثر از امرایان سخنور و سخندانان نکته پرور بهم گرم صحبت بودند - اتفاقاً دریں اثنا ذبیح هم وارد شد - همه بگوشهٔ چشم اشارت بعالی کردند که ایں عزیز کیست ؟ و [از (۱)] کجا ست؟ عالی گفت که شاعریست خوش فکر - همه تکلیف خواندن اشعار به ذبیح کردند - او جواب نداد هر گاه اعزه پر بجد شدند [ص ۱۳۶] دو بیت خود که مناسب وقت بود بخواند .. رباعی :

در حقیقت مرد دنیا دار کوری بیش نیست
مال و جاهش مایهٔ عجب و غروری بیش نیست
پا بنه ایں جا مگر بهر قضائے حاجتے
خانهٔ اهل دول جائے ضروری بیش نیست

همه سر بگریبان انفعال فرو بردند ، و باز تکلیف خواندن اشعار نکردند:

سید جلال رضایٔ

منبع فضل و کمال سید جلال رضای باطنش بخصائل حمیده آراسته بود و ظاهرش باخلاق محموده پیراسته - اقسام علوم ظاهر و باطن که موجب کمالات نفس اشرف انسانی تواند شد جامع گردیده و از صحبت بسیارے از فقراے مکمل و [ص ۱۳۷] صلحائے اکمل بمقام رضا و تسلیم رسیده گاه گاهے بحسب اتفاق اشعار درد مندانه عارفانه بزبان می آورد - و چوں سر رشته ایشاں بسادات رضوی می پیوندد لهذا رضایٔ تخلص می کرد - از جمله اشعار آن جمع الکمالات چند بیت بر زبان قلم می آید - رباعی :

هر چند که چوں روح مجرد پاکم آلوده و پا بندِ جهانِ خاکم
مانندهٔ مهتاب بپاے همه کس می آفتم و نور دیدهٔ افلاکم

رباعی :

هنوز دست و لبت را بخون من رنگست
بلب چه می نهی انگشت ایں چه نیرنگست

۱- قیاسی اضافه مرتب

من از غم تو در آتش ، تو شمع بزم رقیب
کلیم مست تمنا و جلوه بر سنگست

[ص ۱۳۸] صاحب شاه جهان نامه می نویسد که بتاریخ هشتم شعبان موافق ۱۰۵۰ھ شاه جهان پادشاه از روے قدر دانی آن برگزیدهٔ الهیٰ را به (۱) خدمت صدارت کل ممالک محروسه و بمنصب شش هزاری دو هزار سوار امتیاز بخشید ۔ ولادت باسعادت ایشان در یاز دهم جمادی الاخریٰ است وعدد حروف لفظ '' وارث رسول '' خبر از سال تولد می دهد ، وغیره جمادی الاولیٰ سال بیست و یکم از جلوس شاه جهان بادشاه موافق سال هزار و پنجاه و هفت هجری (۱۰۵۷ھ) ازیں دار ملال انتقال نمود ۔

میر محمد علی رائج

[ص ۱۳۹] میر محمد علی رائج(۲) از قلندران سیالکوٹ ۔ استاد فن است بسیار نازک و سنجیده می گوید (۳) ۔ من اشعاره :

در سیه کاری صفا دارد دل خود کام من
سرمه صبح است پنهان در غبار شام من

از گریه سفیدم مژه چوں شیر شد آخر هر طفل سر شکم بهمت پیر شد آخر
دیوانگی روز فزوں بیں که بپایم صحرا همه یک حلقهٔ زنجیر شد آخر
عمریست که رحمت بکنارے بکشیده است رائج بگناه از تو چه تقصیر شد آخر

جز هوائے نبود ایں همه ما و من ما
خالی از خود (۴) چو حباب آمده پیراهن ما

۱۔ 'تکلیف' کا لفظ قلمزد کیا ہے۔

۲۔ کلمات الشعرا : از سادات سیالکوٹ ، مرد بست قلندر وضع ، آزاد مشرب مشق سخن را پخته کرده ، صاحب فکر و معنیٔ بلند است ۔

۳۔ سفینهٔ هندی : در وطن خود (سیالکوٹ) چند دیهه مدد معاش داشت ....در پیرانه سالی رحلت نمود ، رفت رائج ز عالم فانی ، تاریخ وفاتش یافته اند ۔

۴۔ کلمات الشعرا : تن

میر رضی دانش

[ص ۱۴۰] میر (۱) رضی دانش از سادات مشهد بود - در عصر شاه جهان باد شاه از ولایت بهند آمد - شاعر پخته کار و معنی نگار خوش افکار بود - شعر را هموار و تازه می گفت - دیوانے نیز ترتیب داده - من اشعاره:

چسان بینم که مے را محتسب بر خاک می ریزد
که می لرزد دلم بر گے اگر از تاک می ریزد
سینه صافان را غم محنت کشان بیش از خوداست
آب می نالد ازاں بارے که بر دوش تل است
بر سرم آمد ولے بسیار زود از من گزشت
دولت تیزے که می گویند شمشیرت (۲) بود
رخ تو مصحف خوبی بحسن عالم گیر
بحسن خط لب لعلت جواهرالتفسیر
ز من بسوے تو مرغے که برد نامه شوق
بریده پا سر (؟) مقراض کرده همچوں تیر
قلم سنبل شود گر حرف گیسوے تو بنویسم
خطم صورت کند پیدا گر از روے تو بنویسم
بر ندارد عشق هرگز دست از دامان حسن
گر بسوزی سرو را قمری سمندر می شود
تاک را سر سبزد ار (۳) اے ابر نیساں دربهار
قطره تاے می تواند شد چرا گو هر شود

ارشد علی رسای

ارشد علی (۴) رسای از ارادت مندان شاه میاں بهیک(۵) است - بر کتب

۱- کلمات الشعراء : میرزا
۲- کلمات الشعراء : شمشیر تو
۳- نتائج الافکار : کس
۴- سفینه هندی : محمد ارشد رسائی
۵- سفینهٔ هندی : بهیکه

متداولہٴ فارسی مہارتے دارد و شعر نیز با رتبہ می گوید - زبانش بہ سنجید گی آشنا ست - من اشعارہ:

با مخالف مشرباں یک جا نشستن خوب نیست
ایں غلط مجموعہ را شیرازہ بستن خوب نیست

[ص ۱۴۲] بسکہ شد از خاطرت گلشن فرامش گشتہٴ
سرو در بزم چمن شمع است خامش گشتہٴ

حسن بیگ رفیع

حسن بیگ رفیع(۱) متوطن مشہد مقدس - معنی بند خوش فکر بود ، و از علوم رسمی نیز بہرہ داشت - در سنہ ۱۰۶۴ھ ہزار و شصت و چہار از ولایت بہند آمدہ در سلک بندگان شاہ جہاں بادشاہ منسلک گردید - و بریں بیت خود مباہات بسیار می کرد:

عمر گر خوش گذرد زندگیٴ خضر کم است
ار بنا خوش گذرد نیم نفس بسیار است

میرزا معز دخل کرد کہ 'بنا خوش' غلط است یا 'ناخوش' باید گفت - یا 'بناخوشی' - رفیع شعر را بتلخی درست کرد اما شعر از مزہ افتاد - (۲)

۱- کلمات الشعرا : مرزا حسن بیگ رفیع

۲- کلمات الشعرا : بریں بیت خود اکثر فخر می کرد - شہرت تمام دارد:

عمر گر خوش گذرد زندگیٴ خضر کم است
ور بنا خوش گذرد نیم نفس بسیار است

میر معز موسوی‌خاں دخل کرد کہ "بنا خوش" درست نیست یا "نا خوش" می باید گفت "یا بنا خوشی" مرزا شنیدہ "بتلخی گذرد" درست کردہ - اما شعر از مزہ افتاد [سرخوش کا مطلب یہ ہے کہ شعر یوں بنادیا

عمر گرخوش گذرد زندگیٴ خضرکم است
ار بتلخی گذرد نیم نفس بسیار است

اخلاص مطلب نہیں سمجھے اور یوں بنا گئے ہیں کہ رفیع نے بڑی تلخی سے شعر درست کر لیا]

من اشعاره :

[ص ۱۴۳] نظر گرم تو با اهل هوس بسیار است
شعله را میل بآمیزش خس بسیار است

هر حلقهٔ که گشت نمایان زدود شمع
چشمے شد و بماتم پروانه ها گریست

تاج سر باشی اگر قطع تعلق می کنی
یافت گل بعد از بریدن گوشهٔ دستار را

بسکه میخوردیم بے اندازه دل را زد شراب(۱)
محتسب بنشیں که ما را باده خود کرد احتساب

خوبان سر خود از قدمت باز ندارند
در راه تو ابروے بتان ناخن ما شد

عیب جو آئینه را گفتم ز خجلت آب شد
[ص ۱۴۴] ترک عادت بود مشکل باز کار خویش کرد

صد هنر چوں خامهٔ مو دارم و نقاش دهر
انتقام از هر سر مویم برنگے می کشد

بشب زنجیر زلف آں پری رو یاد می کردم
پریشاں می شدم دیوانگی بنیاد می کردم

چو رشته از گهرم ، گر لباس پوشانی
برآورم سر خود را هماں بعریانی

اے جرس ایں همه فریاد ز دل تنگی چیست
شکر ها کن که دلت جاے طپیدن دارد

ملا عبدالرشید

ملا عبدالرشید مولف فرهنگ رشیدی ـ عربی و فارسی که خطبه آں

۱- کلمات الشعرا : بے لب لعل تو می خوردیم دل را زد شراب

فرهنگ ها بنام شاهجهان بادشاه نوشته - سپهر فضل و دانش بوده و کوکب ضیا و بینش - تاریخ جلوس آن بادشاه [ص ۱۰۵] عادل چنین بسلک نظم آورد :

بر شده بر تخت باقبال و بخت	شاه جهان ثانیٔ صاحبقران
آن شه دین پرور کز فیض او	گشت جهان غیرت باغ جنان
باغ جهان خرم(۱) و سرسبز شد	از کرم بادشه کامران
آمده تاریخ جلوسش ز غیب	شاهجهان باشد شاه جهان

وقتے که بادشاه شاهجهان آباد را آباد کرد میر یحیٰ کاشی تاریخ اتمام این بنائے گردون رفعت این مصرع یافته - ع

شد شاه جهان آباد از شاه جهان آباد

و مصنف شاهجهان نامه می نویسد که خرج این عمارات یعنی محل بادشاهی و قلعه [ص ۱۰۶] وغیره شصت لک روپیه بدین تفصیل است - بر نشیمن هائے خاصه بیست و هشت لک روپیه بدین تفصیل :

شاه محل باسقف سیمین و توابع :	چهار ده لک روپیه
امتیاز محل با آرام گاه مضافاتش :	پنج لک و پنجاه هزار روپیه
دولت خانهٔ خاص و عام :	دو لک و پنجاه هزار روپیه
حیات بخش با حمام :	شش لک روپیه
منازل بیگمان و اهل محل :	هفت لک روپیه
و دیگر عمارات از بازارها و چوکها که درون قلعه بجهت کارخانجات بادشاهی ساخته شد:	چهار لک روپیه
قلعه با خندق :	بیست و یک لک روپیه است

و زمین حصارش لک [ص ۱۰۷] ذراع مضاعف زمین قلعه مستقرالخلافه اکبر آباد است - و تاریخ بنائے مسجد جامع دارلخلافه یکے از سخنوران چنین یافته - ع

"قبله حاجات آمد مسجد شاهجهان"

۱- اصل : خورم

و بصرف مبلغ ده لک روپیه این عبادت خانهٔ عالی تعمیر یافته ۔

میر حیدر کاشی رفیعی

میر حیدر کاشی رفیعی در شعر فهمی و موشگاف معانی بود۔ در فن معما و تاریخ گویٔ بے نظیر۔ چنانچه تاریخ اتمام تفسیر سواطع الالہام شیخ فیضی را از تمام سورهٔ اخلاص برآورده عالمے را در شگفت انداخت ۔ آخرالعمر بزیارت حرمین شریفین رفت ، و از آن جا به اصفہان آمد [ص ۱۰۸] و بتقرب بادشاه ایران جایافت و باز بہند آمد :

نازک دلم اے دوست علاجم چه توان کرد
من عاشق معشوق مزاجم چه توان کرد

رباعی :

زاهد نکند گنه که قهاری تو — ماغرق گنا هیم که غفاری تو
او قہارت خواهد ما غفارت — یا رب بکدام نام خوش داری تو

مرزا رضی ارتمانی

مرزا رضی ارتمانی (۱) پدر مرزا ابراهیم ادهم ۔ شاعر زبان دان و خوش فکر معنی بند بود ۔ این چند شعر از آئینه خیال اوست ۔ من اشعاره:

آموخت مارا ، آن زلف و گردن — زنار بستن ، بت سجده کردن
آن مار گیسو بر گردن او — هر کس که بیند ، خونش بگردن

[ص ۱۰۹]
هر چند خواریم بر در گه دوست
یک مشت خاکیم در چشم دشمن

شیخ سعد الدین خافی رهایٔ

شیخ سعدالدین خافی رهایٔ تخلص از مذاق اهل توحید چاشنی داشت و دیوان غزل نیز دارد ۔ و خمسه شیخ نظامی گنجوی را نیز تقلید کرده ۔ من اشعاره :

۱۔ نتائج الافکار : ارتیمانی ۔ سرو آزاد (ترجمه ادهم) : از اجلهٔ سادات ارتیمان من توابع همدان است ۔

جفا همیں نہ ازاں شوخ بے وفا دیدم   زھر کہ چشم وفا داشتم جفا دیدم

چو اشک از چشم من اے نازنین من رواں مگزر
زمانے مردمی کن این چنیں از مرد ماں مگذر

مرزا رستم قند هاری

مرزا رستم قندهاری زبان شعر درست داشت ، و به لطیفه گوئی و ظرافت مزاجی معروف و مشهور بود ، چنانچه [ص ۱۰۰] معشوقهٔ خود را در عین مفارقت ایں رباعی نوشته ـ رباعی:

اے بیگم من مباش از من کہٹی   با بیوه زنان چند تو باشی لپٹی
هرگه که کنم یاد ترا درهمه جا   من بے تو زنم جلق و تو بے من چپٹی

عبدالرزاق یزدی رسمی

عبدالرزاق یزدی رسمی تخلص بیست سال بکسوت قلندری در عهد جهانگیر بادشاه بطریق سیاحان در هند بسر برد ـ من اشعاره :

در دشت اگر گریم دمے ، مجنوں دمد از خار و خس
در کوه اگر نالم دمے ، فرهاد یابم هم نفس
ید بیضا شود چوں موسی ام از آستیں ظاهر
اگر از روے ساقی پرتوے در ساغرم افتد
بطرح بیستوں آن تیز دست چهره پردازم (۱) [ص ۱۰۱]
که نقش تیشه ام داغ دل فرهاد می گردد
قصه فرهاد و مجنوں حرف و صوتے بیش نیست
نکته سنجاں بهر شهرت داستانے ساختند

مرزا ایزد بخش رسا

مرزا ایزد بخش رسا ، در نظم و نثر قدرت بسیار داشت ، و در عهد بادشاه

۱ـ چهره پرداز : مصور (غیاث اللغات)

عالم گیر به بیوتاتی مستقر الخلافهٔ اکبر آباد ممتاز بود ـ وقتے که بادشاه خلد آرام گاه ازیں عالم فانی علم اقامت بعالم جاودانی برداشت و بادشاه زاده محمد عظیم خلف بهادر شاه پیش از رسیدن محمد اعظم خود را بمستقرالخلافه رساند (۱) آن یگانه در دریاے معانی را بزعم این که با محمد اعظم موافقت دارد روادار بے حرمیتش زیاد از حد گردید ، چنانچه نواسنج [ص ۱۰۲] بوستان سخندانی مرزا صائب اصفهانی گفته :

صائب از بخت سیه شکوه ز کوته نظریست
نیل بر چهرهٔ ارباب هنر می باید

آن عالی فطرت از روے غیرت که لازمهٔ اهل کمال است ، ز هر قاتل خورده ـ شربت ممات چشید ـ حاتم ساجد تاریخ وفاتش ازیں مصرع بر آورد ـ ع
رسا رفته از جهان بجنان

من اشعاره :

گرفتم دامن او را گرفتم   رسا از بخت ناگیرا چه چاره
ژاله ام از بار منت می گدازد پیکرم   آب می گردم اگر از خاک برداری مرا
سر منصور می گوید بآواز رسا هردم   که نخل دار هم در موسم خود باره‌ی آرد

مولانا وحید روانی

[ص ۱۰۳] مولانا وحید روانی تخلص متوطن اکبر آباد ـ در حرف زدن زبانش اندکے لکنت می کرد ، لیکن اشعار فصیح بسیار دارد ـ من اشعاره :

نواے زاهد و مرغ چمن خدا طلبی است
ثناے اوست اگر پارسی اگر عربی است
شکسته رنگیٔ سالک نشان راه روی است
سراغ چشمهٔ حیوان دلیل تشنه لبی است

بدور ساقیٔ من گرم شد چنان مجلس   که نشه در سر و مے در ایاغ می جو شد

۱ـ رسانید ؟

گوی‌ٔ اندر نظرم آئینه رخسارے هست
که چنیں طوطی طبعم بے گفتارے هست
عشقست که کنجشک شکار [افگن ناز است
ایں واقعه در قصه محمود و ایاز است (۱)]

رضیه

[ص ۱۰۴] رضیه شکسته نویس مجلس (۲) شاه عباس بود - شعر خوب می گفت - کسے از مخالفانش بعرض بادشاه رسایند که بخرچے بخانه مردم می رود و شراب می خورد - بادشاه در غضب شده با حضار او امر فرمود - و هرگاه رضیه حاضر شد بادشاه گفت که من شنیدٔه ام تو بخانهٔ او باش می روی وشراب میخوری وکس می دهی ازیں فعل توبه کن - رضیه صیغهٔ توبه بر زبان آورد -

بعد از چند روز باز بعرض رسید که بخانهٔ مردم می رود شراب می خورد - و بادشاه فرمود که او را بهماں حالت مستی بیارید - جاسوساں کمین کرده از خانهٔ اوباشے دستگیر کرده [ص ۱۰۵] آوردند - بادشاه گفت اے قحبه! تو توبه کرده بودی که شراب نخورم وکس ندهم - ایں چه حالت است - رضیه جواب داد که قبلهٔ من ! از روزے که از شراب خوردن و کس دادن توبه کرده ام کون می دهم و بنگ می خورم - من اشعاره :

نیست فواره نخل سیراب است   بید مجنون عالم آب است

۱- 'شکار' کے لفظ پر صفحه ختم هوتا هے اس کے بعد صفحے کے نیچے ''افگن'' کا لفظ تها جسے کاٹ کر ''رضیه'' کا لفظ لکھ کر اگلے صفحے کی نشان دهی کی هے- ظاهر هے که ص ۱۰۴ کے بعد ایک ورق بڑهایا هے اور پچهلے صفحے کا باقی مانده شعر حاشیه هی پر دے دیا هے- یهی حاشیے پر درج شده عبارت صفحه ۱۰۶ پر بهی درج هے اور اس کے اوپر ''لا'' لکھ دیا هے-

۲- اصل : مجلسے

گاہ ازیں سوگاہ ازاں سو چوں کماں　　لا علی التعیں بقربانت روم (۱)

محمد رضا کشمیری

[ص ۱۰۶] محمد رضا کشمیری (۲) فکر رسا داشت و اکثر معانیہاے تازہ می یافت :

محبت را پس از قطع محبت لذتے باشد
که شاخ نخل پیوندی به از اول ثمر گیرد

میر محمد عسکری رازی

میر محمد عسکری رازی(۳) مخاطب بعاقل خاں ، از سادات صحیح النسب خاف [خواف] است ، صاحب چندیں تصنیف و تالیف است ۔ مرقع و نغمات العشق

۱۔ حاشیے میں اگلے صفحے کی نشان دھی میں 'محمد رضا' کا لفظ ھے ۔ اگلے صفحے کے آغاز میں ص ۱۰۴ کے اشعار کا آخری حصہ ھے جس پر 'لا' لکھا ھے ۔ پھر دوسری سطر سے ''محمد رضا'' کا حال شروع ھوتا ھے ۔

۲۔ 'کلمات الشعرا : متن میں محمد رضی کشمیری حاشیے میں محمد رضا کشمیری ۔ یک بیت او نیز خوش گاہ اھل سخن گشتہ ۔ خوش اندیشہ بودہ است الخ ۔

۳۔ کلمات الشعراء : (متن) در عنفوان جوانی مشق شعر کردہ کتاب مرقع در زمین مثنوی مولوی بتقلید عارفاں گفتہ ۔ بیشتر مطالب نسخۂ امواج خوبی بنظم آوردہ ۔ چند تصنیف بے مزۂ دیگر ھم دارد ۔ (ص ۴۰) (حاشیے میں نسخہ ب) نواب عاقل خان رازی صاحب صوبۂ شاھجہان آباد ۔ امیر با تدبیر ، عادل انصاف گستر ، رعیت پرور ، نیک نیت ، حق شناس صوفی مشرب است ، خلق خدا در سایۂ احسان و الطاف او آسودہ و مرفہ الحال ، در عالم جوانی مشق شعر بسیار کردہ ۔ کتاب مرقع در زمین مثنوی مولوی روم عارفانہ فرمودہ ۔ گل و بلبل ، شمع و پروانہ ، قصۂ پدماوت و مدھمالت را بنظم آوردہ ، نام نہادہ ۔ در آں جا داد سخنوری دادہ ۔ خدا دیرگاہ دارد (ص ۴۰)

و ثمرات الحیات و شمع و پروانه و دیگر رسائل بر صفحهٔ روزگار ازو یادگار است - این شعر از نتائج طبع اوست :

تنها نشسته ایم و طلبگار چون خودیم	مکتوب اشتیاق بعنقا نوشته ایم

مدتے در خدمت شیخ الشیوخ [ص ۱۰۷] برهان الحق والدین استفاضهٔ روحانی نمود ، وکتاب ثمرات الحیات ملفوظات شیخ را ترتیب داد ، و درآخر شمع و پروانه که داستان عشق رتن و پدماوت است می سراید :

را زیا در جهان بروے زمین	نه رتن ماند و نے علاؤالدین
نه پدم ماند و نے(۱) جمال پدم	برد باهم رتن خیال پدم
لیک از عشق داستانے ماند	زان جفا پیشگان نشانے ماند
اے بسا چون رتن بهندوستان	آمد و رفت و نیست نام و نشان

هرگاه اضافهٔ هزاری از حضور بادشاه عالم گیر برائے ایشان بے سعی و [ص ۱۰۸] تردد آمد ، مرزا سرخوش قصیده برسم تهنیت و مبارک باد گزرانید(۲)

۱- اصل : نه

۲- کلمات الشعرا : (ترجمهٔ جهانگیر میں داد و دهش کے بعض قدیم و جدید واقعات بیان کرتے هوئے) عاقل خان ناظم صوبهٔ شاهجهان آباد بطالع ما از اسغیائے روزگار بود - روزے که هزاری اضافه بے تلاش و تردد برائے این آمد - قصیده برسم تهنیت و مبارک باد گذرانیدم - مطالعه نموده نفس نیاورد گویا جان بحق تسلیم کرد - فقیر تاریخ گفت :

خان عاقل خطاب جاهل دل	که چون اونیست غافل و نادان
بگذراندم قصیده در مدحش	بستد و خواند چند بیت ازان
نقش دیوار شد بفکر صله	ماند حیران چو صورت بے جان
شد یقینم که سرد گشت و بمرد	ورنه می شد زبان گرم بیان
سال تاریخ فوت او جستم	گفت هاتف بمرد عاقل خان

تاریخ برائے اضافه آن بے خیر و برکت نیز گفتم - قطعهٔ تاریخ :

چون هزاری اضافه عاقل خان	یافت نا کرده کوشش مطلق
دل بصد حیف گفت تاریخش	آه آمد اضافهٔ ناحق

(۲۴ ، ۲۵)

چون ترشح از سحاب کرمش ندید تاریخ اضافه بدین منوال بزبان قلم آورده :

جون هزاری اضافه عاقل خان یافت ناکرده کوشش مطلق
دل بصد حیف گفت تاریخش آه آمد اضافهٔ ناحق

-الہا صوبه دارٌ دارالخلافهٔ شاهجهان آباد بود ، و در ۱۱۰۸ھ هزار و یکصد و هشت مطابق سال چهلم از جلوس عالم گیر برحمت حق پیوست - " مهدی جم جاه عاقل خان نماند " تاریخ وفات اوست -

احسن الله خان راضی

احسن الله خانٌ راضی(۱) از شاگردان مرزا عبدالغنی بیگ قبول است - احوالش از [ص ۱۰۹] سخنان آبدارش پیدا است - من اشعاره :

مریض اگر متردد بود تعجب نیست سر دو راههٔ موت وحیات بیماریست
عید را دیدم مکرر در جهان قرعهٔ نوروز خوب افتاده است
گرنه باهم مردن و زادن بعالم توام است
از چه ره مولود خوانی اسم روز ماتم است
میرزا یان هند را دیدم یکمانند اصیل زاده همه
جهد بباد خطش آتشم ز چشم پر آب
چو نذر خضر چراغے برد کسے لب جو

امام الدین ریاضی

مولانا امام الدین ریاضی تخلص که در عاماٌ معروف بامام الریاضی اند(۲) -

---

۱- سفینهٔ هندی : فصاحت خان راضی کشمیری - از قاضی زادگان آنجاست و شاگرد میرزا عبدالغنی قبول بوده - شعر بر روش استاد می گفت - قبل از ورود نادرد شاه (۱۱۰۱ھ) فوت شد (ص ۸۸)

۲- مصنف تصریح الافلاک - (دیکھئے تذکرہ علمائے ہند - رحمان علی - اردو ترجمه ص ۵۶۳ - سنه تکمیل کتاب ۱۱۰۳ھ) تاریخ وفات : ۱۱۴۰ھ (سید سلمان ندوی ، مقاله ، لاهور کا ایک مهندس خاندان الخ ، روئداد معارف اسلامیه جلسه ۱۹۳۳ء ص ۳۷)

هر چنه اسم شریفش در زمرهٔ شعرا نوشتن ستم است باز از [ص ۱۶۰] شعراء این زمانه - لیکن گه گاهے میل بشعر هم می نمایند لهذا نوشته شده - اصل وطن ایشان دارالسلطنت لاهور است ، و جد شریف آن دانائے اسرار کونی و الهی آمده در دارالخلافه شاه جهان آباد اقامت گرفته - والد شریف ایشان مولوی لطف‌الله مهندس که ایشان هم گاه گاهے میل بشعر می کردند و مهندس تخلص می فرمودند ، در علم ریاضی خیلے ید علیا داشتند -

اگر بادشاه زمانه قصد رصد بستن می کرد بایشان تکلیف رصد بندی می کرد ، اغلب که [به ا ز] (۱) ارصاد سابق رصد می بستند ، وایشان که مولوی [ص ۱۶۱] امام الدین باشند در جمیع علوم قدرت تمام دارند ، علی الخصوص درفن ریاضی که تصانیف معتبره دارند بلک شاگردان ایشان در ریاضی تصانیف رایقه [و] لایقه دارندکه بالفعل در مدارس باشتیاق تمام و تلاش بسیار نقل می گیرند و عزیزے در حق بعضے از شاگردان ایشان گفته است :

توئی در هر فنے چون مردیک (۲) فن

تابایشان چه رسد - وقناعت ایشان درین مرتبه است که از اسباب دنیا زیاده و لا بدی درکار ندارند ، و خوش نمی کنند و باختیار خود در تمام عمر بر در دنیا دارے نرفته اند [ص ۱۶۲] درمجلس امراء ذکر ایشان می شود ، وآنها برغبت تمام ایشان را می طلبند و ملاقات می خواهند -

باوجودیکه در وجه معاش بعضے اوقات تصدیع می کشند تاهم دیدن وزراء و امراء قبول ندارند ، و جواب صاف می دهند - و می فرمایند که الحال من بر در رزاق حقیقی و متکفل نظام کل افتاده ام ، برائے جیفهٔ دنیا بر درکس و ناکس رفتن معنی ندارد که عزت علم نمی ماند - اکثر این حدیث بر زبان می رانند که الدنیا جیفته و طالبها کلاب و می فرمایند که :

بر سگان بگذار این مردار را

خوار (۳) بشکن شیشهٔ پندار را

۱- کرم خورده قیاسی تصحیح

۲- مردمک فن؟ مردیک فن؟

۳- حقیر و ذلیل (فرهنگ انند راج)

شب و روز [ص ۱۶۳] بمطالعهٔ کتب و تدریس و تصنیف مشغول اند ، هر چند والد شریف در فن ریاضی شهرهٔ آفاق بود لیکن پایهٔ ایشان بمراتب بالا بر رسیده که رصد بستن دون مرتبهٔ ایشان شده - مجسطی کتابیست در علم هیئت از بطلموس که از علمائے عصر مقدور کم کسے است که اورا بفهمد ، ایشان مثل ابجد او را درس می فرمایند - و یکے از شاگردان ایشان بر مجسطی (۱) شرح فارسی نوشته خیلے ، بتفصیل هر چه تمام تر ، که شوکت و اشکال مجسطی بر علما ، آن قدر نمانده پُر آسان نمودارکرده (۲) - بهر حال در علمائے عصر کسے که علم را عزت داده باشد بصحبت [ص ۱۶۴] ملوک و امرا ذلیل نگردد همیں ایشان خواهند بود - و اکثر به مردم بسیارے را دیده شده که برائے جیفهٔ دنیا علم را که اشرف مطالب است ذلیل می کنند و رسوا می سازند ، خود را مگر ذات شریف ایشان که باوجود حوائج ضروریه ملاقات دنیا داران را و صحبت امراء و وزراء خیلے دون مرتبهٔ خود میدانند و اصلاً روادار ایں امر نمی شوند - و اگر کسے از دنیا داران قصد ملازمت ایشان میٔ کند و گفته می فرستد که

۱- مختلف تلفظ رائج هیں مثلاً مجسطی (Mijasti) مجسطی (Mijisti) مجسطی (Majasti) سٹوری نے مجسطی (Majisti) کو ترجیح دی ہے - (جلد دوم ص ۳۷)

۲- سید سلیمان ندوی مرحوم کی رائے میں اخلاص نے یہاں جس شاگرد کا حوالہ دیا ہے وہ در اصل امام الدین ریاضی کا چھوٹا بھائی خیراللہ مہندس هی ہے (روئداد ادارهٔ معارف اسلامیه اجلاس ۱۹۳۳ء ، مقاله سید سلیمان ندوی بعنوان '' لاهور کا ایک مهندس خاندان جس نے تاج محل اور لال قلعه بنایا'' ص ۱۴) لیکن یه قیاس درست نهیں معلوم هوتا کیونکه اخلاص کا تذکره ۱۱۳۶ھ میں مکمل هوا - شرح مجسطی (تقریب التحریر) عهد محمد شاه کے آخری ثلث میں لکھی گئی (سٹوری ، جلد دوم ص ۳۷ بحواله Ivanow سنه تحریر ۲۴ محرم ۱۱۶۰ھ) اس کے بعد خیراللہ مہندس کے بیٹے محمد علی ریاضی نے ۱۱۶۱ھ میں مہندس کی وفات سے کچھ پہلے اس کا مبیضه تیار کیا (ایضاً) یہاں اخلاص جس شرح کا حواله دے رہے هیں وه ریاضی کے کسی اور شاگرد کی هوگی - تقریب التحریر دراصل نصیرالدین طوسی کی تحریر المجسطی (تالیف ۵ شوال ۶۴۴ھ) فارسی خلاصه مع تشریحات ہے (ایضاً)

اگر حکم شود ملازمت نموده آید ، می فرمایند که اگر بپای در باز است و اگر نه خدا مددگار است - (۱)

تا بکجا از احوال ایشان بنویسد که زمانه ترقیم [ص ۱۶۵] متناهی است و اوصاف ایشان غیر متناهی :

یک دهن خواهم به پهناء فلک   تا بگویم وصف آن رشک ملک
گر دهن یابم چنین و یا چنان   کے توانم گفت وصفش این زمان

باوجودیکه بر شعر توجه ندارند گاهے به کم توجهی می فرمایند - تاهم قدرت ایشان را باید دید که آن غزل طالب آملی که مطلعش این است :

بتن بویا کند گلهاے تصویر نهالی را
بپا بیدار سازد خفتگان نقش قالی را

تا امروز هیچ کس بجواب این کمر نه بسته ، حتّٰی که شمع انجمن روشن دلی میان ناصر علی [ص ۱۶۶] وقتے که این غزل را دیدند و یاران تکلیف نمودند که صاحب هم دریں زمین چیزے بفرمائیند ، جواب صاف دادند و گفتند که صاف این زمین را طالبا برد - چیزے که مانده است درداست هرگز اقدام نکرد - و مثل مرزا صائب شاعر زبردستے که شعرش شهرهٔ هفت اقلیم است و فی‌الواقع دریاء شعر است وقتے که بر این زمین آمد مطلع قافیهٔ قالی و نهالی نتوانست بست مطلع غزل این چنین گفت :

تکلف نیست در گفتار رند لاابالی را
چنانت دوست می دارم که عاشق شعر حالی را

[ص ۱۶۷] حقیقت این مطلع معلوم - و هرگاه ذات شریف مولانا خواست که بجواب آن پردازد فی البدیهه فرمودند :

۱- گل رعنا قلمی (بخط مصنف) مخزونه پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ریاضی کے حال میں یہ جملہ اخلاص کے حوالے سے درج ہے : اخلاص گوید وفات ریاضی در خمس و اربعین و ماْته و الف واقع شد (ورق ۱۳۴ الف)

رگ گل کرد آں گلچہرہ ہر تار نہالی را
ازیں اندیشہ گلہا داغ شد بر سینہ قالی را

ہر کہ ایں را شنید گفت ظاہرا ایں زمیں دو صاف داشتہ باشد یکے را طالب بر دوہی (۱) تاحال در کارخانۂ قضا و قدر نہاں بود کہ بدست مولانا آمد (۲) - من درر نظائمہ:

عنقا کباب حسرت گمنامیٔ منست
در قید نام ماند چہ شد گر نشاں نداشت
[ص ۱۶۸] رفتی و رفت لشکر دل در رکاب تو
شہرم برنگ مجلس تصویر جاں نداشت

روشن دلیم و خاک نشیٔ عیار ماست
سیماب وارکشتہ شدن اعتبار ماست

آزادہ ایم و مطلب ما ترک مطلب است
باز آمدن ز حاصل ہر کار کار ماست

ما خار غم بسینہ چو ماہی نہفتہ ایم
گلزار (۳) عشق داغ دل خار خار ماست

ز عشق یار چہ گویم کہ حال من چون ست
غمم بدور خطش از احاطہ بیرون ست
ندانم از چہ شدی سنگدل کہ بیمارت
بجاں رسید و بہ پرسی کہ حال او چون ست

۱- اصل : دویمی
۲- اس واقعے کے تمام جملے حرف بہ‌حرف مخزن الغرائب قلمی مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں بھی درج ہیں -
۳- اصل : گلذاز

[ص ۱۶۹] دریا د لست یار و نم ازمن دریغ داشت
خاک رهش شدم قدم از من دریغ داشت
آئینه کتاب شدم رو بمن نداد
نال قلم شدم رقم از من دریغ داشت
دینار گل گرفتم و گل ششدرم بکرد
نرگس اگرچه ششدرم از من دریغ داشت
این در جواب گفتهٔ خاقانی آمده است
عیسی لبست یار و دم از من دریغ داشت

دعویٔ حسن روے تو بے خط مدلل ست
اثبات مهر را چه ضرور قباله هاست
دیوانه شد ریاضی ازان چشم سرمه سا
زنجیر او ز حلقهٔ چشم غزاله هاست

[ص ۱۷۰] هر رگ اندر تن من شعلهٔ آتش باریست
نالهٔ نے نفس سوختهٔ رخساریست (کذا)
شب کواکب نمک زخم دل ریش منست
شعلهٔ شمع بچشم من محزون خاریست
پایهٔ عشق بلندی ز سر دار گرفت
هر که در باخت چو منصور سرے ، سرداریست
قیمت نقد خود از رحلت آبا دریاب
سنگ تربت اگرت دیده بود معیاریست
یوسفستان معانی ست ریاضی سخنت
چاک پیراهن نظم تو عجب بازاریست

میر محمد زمان راسخ

میر محمد زمان راسخ از سادات صحیح النسب سرهند است ـ چندے در ملازمت بادشاه زادهٔ خجسته شیم محمد اعظم به امتیاز نوکر بود ـ طبع عالی و [ص۱۰۱] ذهن رسائے داشت ـ هر گاه ایں مطلع مرزا سرخوش را شنید :

باندک، تلخیٔ اندوه عشرتها نمی ارزد
به تشویش خلال ایں نعمت دنیا نمی ارزد

گفت که لفظ "تلخی" بیجاست ـ همان ساعت لفظ 'کاوش' بجاے او رساند ـ الحق اصلاح خوشے کرد ـ تاریخ وفاتش مرزا سرخوش چنیں گفته :

محمد زمان راسخ خوش خیال
دریغا بجاں آفریں جاں سپرد
چو تاریخ فوتش دل از عقل خواست
خرد گفت بادل که 'راسخ بمرد' (۱)
۱۱۰۷ھ

من اشعاره :

[ص۱۰۲] دل وحدت شناس از ناخن بیداد نغر و شد
ز خود لبریز کردی ساغر و راه صدا بستی

۱- کلمات الشعراء : فقیر سرخوش مطلعے گفته ، بود میر معز و غیره صاحب سخنان همه خوش کرده و پسندیده بودند ـ هیچ کس جاے انگشت نداشت ـ

باندک تلخیٔ اندوه عشرت ها نمی آرزد
به تشویش خلال این نعمت دنیا نمی ارزد

میر شنیده گفت لفظ تلخی بیجاست ـ همان ساعت فکر کرده لفظ 'کاوش' بجاے آں رسانیده ـ فقیر بایں قدر اصلاح او را استاد خود می داند ـ و در شهرسرهند ودیعت حیات سپرد ـ تاریخ رحلت آن عزیز الوجود فقیر چنین یافته الخ ..... (ترجمه راسخ) و دیگر مادهٔ تاریخ ایں مصرع است : راسخ دم بود محمد زمان
(ایضاً)

بروز حشر ز یک جیب سر بروں آرد
چراغ هستیٔ محمود و آستین ایاز

اثر بنالهٔ عاشق ز اضطراب خود است
چو برق جوهر تیغم ز پیچ و تاب خود است

جلوه گاه آه گرمم گر شود مے خانه ها
خشک گردد مے چو خون نافه در پیمانه ها

خانخانان عبد الرحیم

سپه سالار خانخانان عبد الرحیم رحیم تخلص خلف بیرم خان اکبر شاهی (۱) بتاریخ ششم دی ماه الهی موافق پنج شنبه چهار دهم صفر سنه نهصد و شست و چهار هجری ۹۶۴ھ از عالم غیب بعرصهٔ شهود جلوه گر گردید ۔ و در سال بیست و یکم جهانگیری در دهلی[ص۱۰۳] در خلوت کدهٔ عالم قدس جا گزید ۔ ملا کلامی در مدح او نویسد :

گر بگویم تا قیامت مدح او
مطلع آید بر زبان مقطع مجو

و شیخ فیضی در مدحش چنیں گوهر فشانی نموده :

خان خانان عهد کانعامش طبع را رخصت شگفتن داد
داشت چوں اعتبار (۲) بر شعراء صله پیش از مدیح گفتن داد

اکثر سخنوران عصر مثل خواجه حسین ثنائی و عرفی شیرازی و نظیری نیشا پوری وغیره از یمن ستایش و طفیل مدائح آن ستوده کونین نامور شده بودند ۔ چوں احوال آن والا دودمان در تواریخ[ص۱۰۴] بکثرت ها مفصل مرقوم و مسطور است لهذا به همیں قدر اکتفا نمود ۔ ایں چند رباعی از نتائج طبع آن بر گزیدهٔ دنیا و دیں بر زبان قلم می آیند :

۱۔ کلمات الشعراء : (ترجمه عبد الرحیم خان خانان) خلف بیرم خان از امرائے عمده و خوانین عظام اکبر شاهی و جهانگیر شاهی بوده . . .۔
۲۔ کلمات الشعرا : اعتماد

رباعی :

بے منت منشور شه و مهر وزیر   بے استصواب صدر و تصدیق امیر
بے محنت جنگ و کلفت جنجر و تیر   گشته است همه روے زمیں ملک فقیر

رباعی :

آنم که صفاے دل بجاں می خواهم
بے دوست نه جاں و نے جهاں می خواهم
چوں تاجر و مزدور و دوکاں دار نیم
اخلاص خود از دوست نهاں می خواهم

روزے جهانگیر بادشاه باده فروشے را بسبب تقصیرے فرمود [ص ۱۷۵] زیر پاے فیل اندازند - باده فروش فریاد آورد که بادشاه سلامت من ضعیف و حقیرم لائق پاے فیل نه ام مرا در پاے کنجشکے و بلبلے باید انداخت و زیر پاے فیل خانخاناں را [باید انداخت] بادشاه تبسم نموده از سر خون او در گذشت و نواب چند هزار روپیه بباده فروش انعام فرمود - (۱)

مولانا زلالی

واسطهٔ العقد سلک لآلی مولانا زلالی کلام سحر بیانش خشک لبان وادیٔ تمنا را آب حیات است ، و تشنه کامان آب بحر سخن را هر لفظش شیرین و گوارا تر از شربت نبات - مرزا ابراهیم ادهم از تتمهٔ مثنوی [ص ۱۷۶] زلالی چند بیت انتخاب کرده - چنانچه می گوید :

کلامم گفتهٔ نازک خیالیست   غبار خاطر ملا زلالیست
نیارم یک شب از آشفته حالی   به فکر مثنویات زلالی
همه فال بلند اقبالیم بود   بلند ابیات ملا حالیم بود
یکے آں بیت کاندر وصف راح است   که گر شب خوانیش گوی صباح است
زراه گوش چوں مستی نیارد   بشرط آنکه بد مستی نیارد
ازیں مے خوشدلی با برگ گردد   غم از یک جرعهٔ وے مرگ گردد

۱- یه عبارت به ادنی تغیر 'کلمات الشعراء' سے ماخوذ هے - قوسین میں "باید انداخت" کے جملے کلمات سے مرتب نے اضافه کئے هیں -

د گر آں بیت کاندر اتحاد است | زلالی بے تکلف اوفتاد است
بیا ادهم بخواں آں حرف مدغم | که شادی مرگ در وحلت شود غم
ز بس لبریز مهرت شد درونم | نمی گنجد بخونم رنگ خونم
د گر آں بیت کز روے نزاکت | دهد در رنگ گل بوے نزاکت
" نزاکت آں چنانش نخل بستے | که بار رنگ شاخ گل شکستے "
د گر بیتے که در ظلمت بیاں کرد | که نور دل در آں ظلمت عیاں کرد
" کواکب می نمودے در زمانه | چو چشم گربه در تاریک خانه "
د گر آں بیت در تعریف آهو | که مغز خشک معنی گشت خوشبو

" ز جستن جستن او سایه در دشت
چو زاغ آشیاں [گم کرده، می گشت] (۱) "
[د گر بیتے است] در تعریف حمام
که وصف سنگ و گل گفت است [حجا] م (؟)
گلے در خون سرشته جعد سانش
دل (۲) ترکاں گزیده سنگ هانش
به محمود و ایاز اندر کتابش
هماں شعرش که (۳) باشد انتخابش
کنوں هر بیت را [گویم] جوابے
که باشد هر جوابِ (۴) من کتابے

۱- تکمیل از 'کلمات الشعرا' - کلمات میں ادهم کے حال میں زلالی کے مذکورہ بالا تین شعر درج هیں اور لکها هے که ادهم نے یہی تین شعر زلالی کی مثنوی کے انتخاب کئے هیں اور واقعی منتخب شعر هیں - ادهم کے اشعار کلمات میں نہیں هیں -

۲- اصل: دلے

۳- هماں ابیات

۴- اصل : جوابے

بشرط آنکه یا ہم از کلامش
[بگویم هر] یکے را در مقامش (۱)

مرزا سرخوش زبانی میر محمد علی ماهر می نویسد که زلالی این حکایات (۲) را که شب زمستان بود و یاران در صحرا فرود آمده بودند ، ناگه آتش سرد گشت ، یکے ازاں جمع برخاست که چوب پیدا کند (۳) گذرش بجانب گورستان [ص ۱۷۷] افتاد (۴) تابوتے در آں جا دید بسر برداشته می آورد (۵) یکے در آں (۶) پرسید که از عزیزاں که مرده است ؟ می گوید آتش - این (۷) همه (۸) در دو بیت بسته همیشه درمیان شعرا فخر می کرد که من چنین کار دست بسته کرده ام آں بیت این است :

شبے رندے در ایام زمستاں بسر تابوت می بردے شتاباں
یکے پرسید ازو کای یار دلکش که مرده از عزیزاں گفت آتش

میرزا می نویسد که من (۹) تمام خلاصهٔ کتاب منطق‌الطیر را در رباعی بسته ام (۱۰) و چندے (۱۱) مطالب صوفیه از آنجمله دو رباعی (۱۲) بجهت [ص ۱۷۸] استشهاد (۱۳) چوں دو گواه صادق ، نوشته می شود (۱۵) :

۱- ان اشعار کی تصحیح قیاسی ہے- نیز یہ تمام اشعار مخطوطہ ص ۱۷۶ کی چھ سطور کاٹ کر اضافہ کئے گئے ہیں -
۲- کلمات‌الشعرا کے مطبوعہ نسخے میں یہ حکایت بیدل کے حال میں ص ۱۶ پر درج ہے-
۳- کلمات : سازد
۴- کلمات : می افتد
۵- کلمات : آرد
۶- کلمات : در راه
۷- کلمات : پس این
۸- کلمات : همه را
۹- کلمات الشعرا : حقیر
۱۰- کلمات : 'ام' ندارد
۱۱- کلمات الشعراء : و سوائے آں چنداں -
۱۲- کلمات الشعراء : عالیه و حکایات غریبه در رباعی ها بسته در رسالهٔ روائح که در تتبع لوائح مولوی جامی نوشته بتفصیل مرقوم است - و ذکر رباعی خود نیز . . . الخ -
۱۳- کلمات : قول خود
۱۵- کلمات : دریں جا می آرد

رباعی :

سی مرغ ز شوق بال و پر بکشودند   در جستن سیمرغ هوا پیمودند
کردند شمار خویش چون آخر کار   دیدند که سی مرغ خود اینها بودند

رباعی:

دزدے شب تار کو بکو می گردید
از هیچ درے بمقصد (۱) دل. نرسید
در خانهٔ خویش رفت و کالا دزدید
چون روز نظر کرد متاع خود دزدید

مرزا همدانی. زکی

مرزا همدانی زکی تخلص دیگر حقیقتش معلوم نیست لیکن صاحب زبان معتمد هست (۲) :

نه نکهتے ز گلے نه خراش (۳) از خارے
دریں چمن بچه دل خوش کند گرفتارے

زمانا

زمانا در نکته سنجی و [ص ۱۷۹] سخنوری یگانهٔ زمانهٔ خود بود (۴)

آنچه ے روے تو منظور نظر داشته ایم
آستیں است که بر دیدهٔ تر داشته ایم

۱- اصل : بمقصدے

۲- کلمات الشعراء : زکی همدانی - از احوال او کماهی اطلاع نه - ایں سه بیت ازوست (ترجمهٔ زکی) اخلاص نے پہلا شعر لیا ہے اور باقی دو چھوڑ دیے ہیں -

۳- کلمات الشعراء : پیامے

۴- ایضاً : (ترجمه زمانا) در معنی یابی یگانهٔ زمانه بود (۵ شعر)

مرزا زاهد علی شاه بندر سخا

مرزا(۱) زاهد علیؑ شاه بندر(۲) سخا تخلص می کرد ، در ولایت او را در فن شاعری مو شگاف معانی می دانند - هر مصراعش رشک افزاے طرهٔ زلف حوران خلد برین است ، و هر شش (۳) خانه برانداز ابروان خوبان چین - الحق شاعریست صاحب قدرت ، سخن را بسامان بسیار می گوید ، و داد زبان دانی و معنی بندی می دهد - من اشعاره :

ز بالاے تو امشب بر سر پروانه پیچیدم
عجائب ریسمانے از براے شمع تابیدم
مزن دیگر ترازو بر زمیں اے سنگدل با من [ص ۱۸۰]
چه محنت ها کشیدم تا ترا با خویش سنجیدم
رگ گردن سراپا بود در دعوئ عیاری
ز بالایت معارض کشتم و بر شمع چربیدم
چو گل هرگاه خنداں دیدمش در عین دل تنگی
برنگ غنچه چندیں پیرهن بر خویش بالیدم
سخا چوں گوشهٔ ابروے لطفے دیدم از تیغش
ازاں رو من هلال عید قرباں را پسندیدم

سید صلابت خان بهادر مجاهد جنگ سید

سید صلابت خاں بهادر مجاهد جنگ سید تخلص در عهد محمد فرخ سیر بخدمت داروغگی توپخانه امتیاز داشت - همیں اتفاق مشاعرهٔ شعرا در دولت خانهٔ ایشاں می شد و هنگامهٔ سخن بلند می گردید [ص ۱۸۱] بسیار خوش خلق و آرمیده وضع و دوستدار اهل سخن بود - و در معنی بندی قدرت داشت - من اشعاره :

۱- سفینهٔ هندی : میر زاهد علی سخا -

۲- هندوستان میں آنے سے قبل کچھ عرصے حاکم بندر عباس رها شاید اسی لئے شاه بندر کہا ہے - (سفینه هندی ص ۱۷۹)

۳- شعرش ؟

درانتظار تو سوزد دلم ز شب تا صبح
چون آن چراغ که روشن کنند بر سر راه
چو کوزه هاے پر آبے که خلق بگذارند
در انتظارِ تو چشم من است بر سر راه

زان سان که زور باده برد خشت خم ز جا
برداشت جوش سینۂ ما سقف خانه را

زلف ترا که دعوئ خوبئ مسلم است
بهر ثبوت حسن تو برهان سلم است
هر چند کار تیر نمی آید از کمان
بر کشتنم ازان مژه ابرو مقدم است
تهمت حجاب رتبۂ پاکان نمی شود [ص ۱۸۲]
شاهد برین حدیث مسیح ابن مریم است
مے نوش وقت صبح که این بیش گفته اند
هر کس که رفته است هلاک همین دم است
وا شد چو غنچه زد بگریبان خویش چاک
یعنی که شور و ماتم این باغ توام است
انگشت اعتراض چو کوته نمی کنی
حاسد ترا معالجه فصد آسیلم است
در موسم بهار مے لاله گون بباغ
از بهر داغ سید دلخسته مرهم است

زدست هجر او بر سینه داغے
برنگ لاله دارم آل تمغا

از بس رواج یافت گرفتارئ غمت [ص ۱۸۳]
اطفال را بجمعه کسے شادمان ندید

ترک من گوشهٔ چشمے کد فلک از مه عید
نذر ابروے تو بے چله کمانے دارد

مدتے هست که دل بستهٔ پیکان تو ام
چون کمان حلقه بگوش تو و قربان تو ام

قصیده در منقبت حضرت امیرالمومنین علی گفته بیتے ازاں نگاشته می شود:

ثمر ز نخل نشاندن مراد دهقان است
غرض تو بودی ز ایجاد آدم و حوا

مرا ز حلقه بگوشان آن کمان ابرو
کسے که کرد جدا خانه اش خراب شود

از نزاع کفر و دیں الحمدللّٰه فارغیم
سورهٔ اخلاص سر لوح است در دیوان ما

ساجد قزوینی

[ص ۱۸۴] ساجد قزوینی سر آمد عصر خود بود:

خلق و عالم را ندیدم خیر خواه یک دگر
جملگی هستند از جاں خار راه یک دگر
اهل عالم سر بسر چوں دانهاے سبحه اند
می روند از ریسمانے هم بچاه یک دگر

محمد هاشم سنجر

محمد هاشم سنجر تخلص بن میر حیدر کاشی معمای شاعر بلند فکر بود - سخنانش همه رنگین و اشعارش همه متین است - از نیرنگی تقدیر چندے بحکم اکبر بادشاه در مستقرالخلافهٔ اکبر آباد زندانی ماند - باز حکم شد که بسوے کعبة الله برود - سیر کناں به گجرات رسید و با مولانا نظیری صحبت گرم کرد - و ازاں جا بدکن شتافت و [ص ۱۸۵] ازاں جا بوسیلهٔ مولانا ملک و ملا ظهوری بصحبت ابراهیم خاں که ملقب بعادل خاں بود رسید - و همانجا پیمانهٔ عمرش لبریز گردید - من اشعاره:

هر گه آرم بنظر آن رخ نور افشاں را
پنجه در پنجهٔ خورشید کنم مژگاں را

گفته اند آفت همسایه بهمسایه رسد
از گریباں چه زیانها که رسد داماں را

شب بدستے (۱) شمع (۲) در دست دگر گل داشتیم
گرمیٔ پروانه و غوغاے بلبل داشتیم

سپهر می دهدم پرورش ولے صد حیف
که زاغ بیضهٔ طاؤس زیر پر دارد

[ص ۱۸۶] در روزگار عشق تو من هم فنا شدم
افسوس کز قبیلهٔ مجنوں کسے نماند

آقا فریدوں حسین سابق

آقا فریدوں حسین سابق برادر رضاعی مرزا جلال اسیر - در عهد شاه عالمگیر بهند آمده بود - سخنش خالی از چاشنی سوز و گداز نیست - من اشعاره:

[شوخے که دائماً دل او مائل جفاست
عمر عزیز ماست چه حاصل که بیوفاست (۳)]

قاصد بخدا آں بت عیار چه می گفت
قربان زبان تو بگو یار چه می گفت

قاصد سخنے گفتے و درد دلم افزود
بیدرد بیا باز بگو یار چه می گفت

محمد عالم سروری

محمد عالم سروری از معنی یابان عهد جهاں گیر بادشاه بود و فکر رساے داشت:

[ص ۱۸۷] می برد دل از من و با دل ندارد الفتے
هم چو آں جنسے که کس از بهر تاواں می برد

۱- اصل : دست
۲- اصل : شمع و
۳- حاشیے پر اضافه

در عدالت ممدوح گفته :

بدور عدل تو طیار بال و پر نزنند　　ازاں که تا [نر]سد بر رخ هوا آزار

محمد جمیل بخارای سوزی

محمد جمیل بخارای سوزی تخلص از منصبداران عالم گیر بادشاه بود :

از زبان صورت نه بندد دیگر احوال دروں
حل عقد موے معنی شانه کے داند که چیست
می کشد فولاد را از جذب دل آهن ربا
دلربای ها کسے از قوت بازو نکرد

محمد قلی سلیم

محمد قلی سلیم در عهد شاه جهان بادشاه از ولایت بهند آمده همراه وزیر صاحب تدبیر اسلام خاں [ص ۱۸۸] می ماند - در معنی بندی و اداپردازی با شیرین کلامان عصر پهلو می زد (۱) بسیار رنگین سخن و فصیح بیان بود - آخر عمر در خطه دلپذیر برحمت خدا پیوست - و با کلیم و قدسی در یک جا آسود - تاریخ فوتش ''رضوان'' یافته اند - من اشعاره :

نو بهار است و چمن در پئے سامان گل است
ابر بر روے هوا وقف (۲) چراغان (۳) گل است
رشکم ز گفتگوے تو خاموش می کند
نامت نمی برم که دلم گوش می کند
نیک و بد زمانه بروں کرده ام ز دل
آئینه هر چه دید فراموش می کند

۱- کلمات الشعرا : در زمان شاهجهان بادشاه از ولایت به هند آمده داد خوش خیالی و معنی یا بی داده - در ملازمت نواب اسلام خان وزیر اعظم می گذرانند و شعر هائے بر جسته دارد -

۲- کلمات الشعرا : دود

۳- نسخه دیگر : حریفان

جوهـر ذاتی ندارد احتیـاج تربیت
صورت (۱) آئینه را نقاش کے پرداز کرد
[ص ۱۸۹] از وجودم اثرے بسکه ضعیفی نگذاشت
چوں حبابم نفس از پیرهن آید بیروں
لاف از نسب مزن که چو آئینه در جهاں
آدم نمی تواں شدن از روے دیگراں
بخط رساند بسے عشق ما نکویاں را
بیاض دیدهٔ ما پر ز خط خوبانست
جز چشم او که دارد مسکن بزیر ابرو
مردم نشیں که دیده کس خانهٔ کماں را
شدیم خاک و فلک را چو شیشهٔ ساعت
بروں نمی رود از دل غبار کنیهٔ ما
چو خاک گرچه ندارد وجود من قدرے
براے کوریٔ دشمن نگاه دار مرا
[ص ۱۹۰] شراب حوصلهٔ هر کسے کند ظاهر
که هم چو دختر رز مرد آزماے نیست
اعتبارے از غلاماں سیه اے خواجه نیست
سایه از همرنگیٔ اینها ز پیغمبر گریخت

چند بیت که در حکایت ساده مرد و در تعریف خر گفته نیز بقید قلم می آیند ـ مثنوی :

ساده دلے را ز پئے راه دور	گشت خرے همچو مسیحا ضرور
جانب بازار چو شد جلوه گر	دید فضاے چو جهاں پر ز خر
آمده دلال بوصف خراں	معرکه آرا چو سخن پروراں

۱ـ اصل : صورتے

بانگ بر آورد که صاحب خرد / کو که ز من این خر مصری خرد
[ص ۱۹۱] خرنه یکے آهو [ے] صحرانورد / با تگ او تندی صرصر بگرد
از فرس عمر سبکتاز تر / از خر طنبور خوش آواز تر
توشه کش قافله رهروان / با خر عیسی ز شرف هم عنان
بانگ ز راکب نشنید است سخت / چوب ندید است مگر بر درخت
چار ستونش همه کرسی ثبات / ساق و سمش همچو قلم بر دوات
همچو سبو پشت و شکم بے خلل / کرد پر او را چو صراحی کفل
خاک ز نقش سم او سینگ داغ / عنصر بادیش همه در دماغ
مسمع هر حرف نشیب و فراز / کرد ازان گوش بهر سو دراز
گاو فلک جسته ازین خر ز جا / شاخ نداد است از آنش خدا
کوه شکسته کمر از مشت او / پهن ترازوے زمین پشت او
شد دل سنگ از سم او لخت لخت / بسکه گرفتست بر او کار سخت
از شکم و دم و خروش و صدا / صاحب طبل و علم و کرنا (۱)
عرعر او زینت باغ جنان / مغنز سرش ماحضر خواجگان
گر لکد افگن شود او را ز پا / نعل فتد چون مه نو بر هوا
همچو عروسان ز سخن بسته لب / حلقه به بینی چو بتان عرب
کار نه با نیک و بد مردمش / به بود از ریش منافق دمش
خر طلبد هر که براے سفر / خربه ازین نیست، سخن مختصر

سامری تبریزی

سامری تبریزی در عهد جهان گیر بادشاه مشقِ سخن را درست کرده [ص ۱۹۳] بود و برتبه رسانده:

با درد بسازیم و ز درمان بگریزیم / گر داد دل ما ندهد دادرس ما

۱- کرنای: بالفتح و تشدید دوم و تخفیف آن (ف) نامے بزرگ که آن را می نوازند (فرهنگ انندراج)

سامری را با تمیز کفر و ایمان کار نیست
دانهٔ تسبیح را در تار زنار آورد

ملا ساطع

ملا ساطع کشمیری(۱) است - از اشعارش احوال او بر صاحبان فن معلوم است [از شاگردان مرزا داراب جویا است (۲)] من اشعاره :

مانند زخم دوخته بر وضع روزگار
کردیم ضبط خندهٔ بے اختیار خویش
دنیا و آخرت بریاضت کشاں دهند
دارد کماں ز چله نشینی دوخانه را
اعتمادے نیست انس طائر اقبال را
ایں کبوتر هر نفس مشتاق بام دیگر است
مرا از شمع شد ایں نکته روشن [ص ۱۹۴]
که گرمیهاے ایں مردم زبانیست
تا بحسن توبهٔ مقبول دل بستم گذشت
ز اختلاط دختر رز همت مردانه ام
دواں بر جادهٔ تیغ ست گویٔ قطرهٔ خونی
بآهنگ شهادت دل چو در کوے تو می آید

۱- سفینه هندی : عبد الغنی بیگ قبول کے ساتھ هم طرح هونے کا ذکر، علم لغت میں نسخهٔ حجت ساطع منتخب برهان قاطع کی تضیف ' اسلام خاں میر آتش شاہ عالم بهادر کی رفاقت اور اس کے نام پر نثری کتاب گلشن کی تالیف " آخر بمعداحتی عالی جاه امیر الامرا خان دوران خان بهادر (صمصام الدوله خواجه عاصم) پرداخته ' و بیمن تفضلات آں عالی جاه خدمتے در کشمیر یافته آنجا رفت " اور وهیں انتقال کیا (ص ۱۰۶) محزن الغرائب (قلمی): در ملازمت نواب صمصام الدوله خان دوران بهادر بوده ' اشعارش مدون است - (ورق ۱۶۸ الف) -
روز روشن : وفات (سنهٔ سته و خمسین و ماتهٔ ثانی عشر)
۲- اضافه بر حاشیه

[مرا عشق مجازی از حقیقت کے کند غافل
دهان غنچه می بوسم کزو بوے تو می آید(۱)]

سلیمان سخن از طبع خود تخت روان دارد
فرستد از پئے تسخیر در آفاق دیوان را

مرزا محمد افضل سرخوش

مرزا محمد افضل سرخوش از خانه زادان حضرت عالمگیر بود (۲) اکثر بثقات ایں فن صحبت ها داشته - بندوبست کلامش خالی از پختگی و متانت نیست - و اکثر معانیهاے تازه را در قالب الفاظ رنگیں و عبارت متین می آورد [ص ۱۹۰] اوستاد پخته کار، معنی نگار، سحر کار، بود - من اشعاره :

حیف اے غافل به پیری نادم از عصیاں شدی (۳)
می گزی ز افسوس لب اکنوں که بے دنداں شدی

هر کس بسوے خلوت توحید راه جوست
الله گر رود بزبانش زیاده گوست

تحذیر هم بقدر بزرگی مقرر است
از اسپ تازیانهٔ مردم کلاں تر است

نیستم آزاد از قید خطش هر جا روم
چوں قلم پایم بخود پیدا کند زنجیر ها

۱- اضافه بر حاشیه

۲- کلمات الشعرا : خادم درویشان بلکه خاک پائے ایشان محمد افضل سرخوش از خانه زادان شاه عالمگیر است -

تذکره نویسی در هند و پاکستان : وفات سرخوش پانچ محرم ۱۱۲۶ھ (بحواله خوشگو)

۳- "..... که آب از سر گذشت " لکھ کر کاٹ دیا ہے-

حایل خورشید وحدت شد غبار هستم
چون بساط خاک برچینند روز و شب یکی است
[ص ۱۹۲] کار چون با نقص افتد دست بردار از کمال
همزبان لال را ناچار باید گشت لال
شد خرج بلهو پند صح
مصرف زر قلب را قمار است
ز آلایش جهان بتجرد توان گذشت
ره پر گاست گوشهٔ دامن کشیدنی ست
ز دست و پا زدن بسمل تو دانستم
که بعد کشته شدن هم تلاش ها باقیست
دلی پر شکوه ام آئینه داری صورت‌حال است
که چون شهنامه در هر داستان تصویرهم دارد
فروغ ناصیهٔ دولت از صفاے دل است
جلاے نقش زر از مهره بیشتر گردد
[ص ۱۹۷] تن مده اختلاط چسپل را
جامهٔ تنگ زود چاک شود
کنم زیاد گوا را بدل غم او را
توان باب فروبرد تلخ دارو را
منعمان را حرص زر با قیست در روز حساب
تشنه آخر تشنه خیزد گر کشد دریا بخواب
گوشهٔ عزلت گرفتن به ز سیر گلشن است
پاے در دامن مرا خوشتر ز گل در دامن است

محمد غضنفر سیری

محمد غضنفر سیری تخلص مولدش خاف (خواف) است و در هرات

نشونما یافته - مرد شجاع و تہور پیشه بود - از بوقلمونی روزگار بحکم بادشاهی زندانی ماند (۱) در آں حالت قصیده در ردیف زنجیر کرده که بیتے چند ازاں نگاشته می شود - من اشعاره :

[ص ۱۹۸] ازاں شد از کرم دوستم عطا زنجیر
که بود جوش جنون مرا دوا زنجیر
مرا که هیچ کس آزرده نیست از دستم
چرا بنالد اگر نیست در جفا زنجیر
طلسم گنج معانی اگر نیم چوں مار
نگاهبانیٔ من می کند چرا زنجیر
نه از نژاد کیانم نه تخمهٔ رستم
که بهر ملک ضروری بود مرا زنجیر
بفیل مست و بشهر هژبر می زیبد
کسے بپاے نیفگند پشه را زنجیر
زباں بشکوه میالا که یوسف کنعاں
نشد عزیز جہانے نیافت تا زنجیر
تو کیستی که ز زندان و بند ناله کنی
چو بود قسمت پیغمبر خدا زنجیر
[ص ۱۹۹] خیال کن که رسد تا بپاے بوس کسے
ز پتک و آهن و سنداں کشا چها زنجیر

بسکه دل گشت گراں سنگ ز انبوه غم
خویشتن را نتوانم که ز جا بر دارم

مرزا فخرالدین عرف پجو سکون

[مرزا فخرالدین عرف پجو سکون تخلص جواں در (۲) (قصبهٔ ؟)

۱- قلمزد : بود
۲- عبارت جلد بندی میں کٹ چکی ہے

بوندیست - در اشعار هندی همتا ندارد و شعر فارسی هم بایں (طور گفته ؟)

بالجرم یافتم که دریں است فتح باب
دادند دوستاں چو تخلص سکوں مرا (۱)]

سالک یزدی

سالک یزدی (۲) چندے در گلکنده بسر برد - و در سنه ۱۰۶۶ یک هزار و شست و شش در عهد شاه جهان بادشاه داخل سلک بندگان بادشاهی گردید - و در مدح طرازی خلیفه زماں - معانی هاے تازه ایجاد نمود - و شعر را بصد آب و رنگ انشا کرد - اوستاد فن و صاحب تلاش می‌نماید - من اشعاره:

بهار خط تو رونق فزاے بستان (۳) ست
حدیث روے تو دیباچهٔ گلستان ست

[ص ۲۰۰] چوں صدف گر سر برندت پاے تا سر گوش باش
گر دلت سوراخ گردد چوں گهر خاموش باش
مرد می باید که هر جا نسبتے سازد درست
در جگر داغ و بمژگاں اشک و در سر هوش باش

— — — —

وقت موسیٰ از پئے آتش خضر دنبال آب
جلوهٔ معشوق یک جا آب و یک جا آتش است
صحبت ما عاقبت با دوست در خواهد گرفت
ما سراپا خار خشکیم او سراپا آتش است
دود بر خیزد بجاے گرد از میدان ما
لشکر پروانه ایم و جنگ ما با آتش است

۱- اضافه بر حاشیه
۲- کلمات الشعراء میں مختصر ذکر -
۳- اصل : بوستان

محمد احسن سامع

محمد احسن سامع (۱) از امرا زاد هاے صحیح النسب هندوستانست (۲) [ص ۲۰۱] و پیشتر ''عشرت'' تخلص می کرد - فقیر از قدیم رابطهٔ اتحاد و اخلاص ضمیر بایشان دارد - در عالم شعر فکرش رساست ، و معانیهاے غریبه بر روے کارمی آرد - و همیشه در سعی مضامین تازه جهد بلیغ می نماید - من غرر نظامه:

چکنم خاطر صیاد عزیز است مرا (۳)
ورنه از کشمکش دام بتنگ آمده ام
در طنیت غافل نبود جوهر هستی (۴)
هر گز نتوان خون ز رگ خوب (۵) کشیدن
[ص ۲۰۲] لباس شیخ دلیل است بر فسردگیٔ دل
که نیست خرقهٔ پشمینه غیر تاب (۶) زمستان
کثافت است که جوشد ازو لطافتها
چو جسم صورت ترکیب بست جان گل کرد
تزئین تو شیخ آن همه تدبیر ندارد
از ریش بکن موے و در دست عصا گیر
از تماشا گه آن مست حیا می آیم
تنگ در بر بکش اے آئینه تمثال مرا
در حیرتم که جرعه کش چشم مست کیست
پر روشن است لغزش مستانه از چراغ

۱- سفینهٔ هندی : محمد حسن خان سامع
۲- قلمزده عبارت : همت والایش باسباب صورت چندان برغبت فرو نمی آرد -
۳- مردم دیده : عزیز
۴- مردم دیده : مستی
۵- اصل : خواب (تصحیح از روے مردم دیده)
۶- مردم دیده : باب

جور کمتر کن ، ز دست انداز خط غافل مباش
هست امروزے که می بینی بفردا آشنا

رباعی :

شیخے کہ بکفر می کشد اسلامش | جز بت کده نیست کعبهٔ احرامش
تا چند بدست خویش محکم گیرد | این آلت شیخی که عصا شد نامش

رباعی :

ملا هر چند علم دین می خواند | از مبحث ابلهی سخن می راند
زین خرنکنی سوال از حیض و نفاس | این مسئله(۱) دخترش نکو می داند

عبدالخالق سمندر

عبد الخالق سمندر(۲) تخلص خلف مولانا ملک . از علوم رسمی آگاه و شاعر زبان دان و معنی آفرین بود - در سنه ۱۰۱۶ هزار و شانزده در لاهور رحلت کرد - من اشعاره :

شبے کہ عارض او از ایاغ افروزد
چناں بود که چراغ از چراغ افروزد
نمی دهند به بلبل مزاج پروانه
هزار شمع اگر گل بباغ افروزد
مگر از ناله ام در اضطراب است
که می لرزد بر آوازیم در گوش
ز بس خواهش کہ با وصلت دلے را
کشم هر لحظه خود را خود در آغوش
طعنه بر بیتابیٔ صبر زلیخا بهر چیست
رسم عشق است این که نگذارد گریبانے درست

۱- اصل : مثله (تصحیح از روے سفینهٔ هندی)
۲- سفینهٔ هندی : عبد الحق سمندر

میر سید علی سید

میر سید علی سید بهند نیامده - با میرزا معز در ولایت هم مشق (۱) بوده - در عالم شعر فکر خوشے داشت - [ص ۲۰۵] من اشعاره :

چساں آرم در آغوش آں بت گیسو مسلسل را
که نتواند بخود هم خواب (۲) دید از ناز مخمل را
خوش آں ساعت که یابم(۳) در کنار خویش جایش را
چو گل وا کرده یابم (۴) غنچهٔ بند قبایش را

سعید خاں ملتانی

سعید خاں ملتانی رنگین سخن تازه گفتار - از بنده هاے شاه جهان بادشاه بوده - (۵) رباعی :

چه دولت است که با ایں قد خمیدهٔ خویش
بر کشیده ام آں سرو سرکشیدهٔ خویش
ز فرقت تو چه گویم که قصهٔ طوفاں
شنیده بود (ی و ؟) من دیده ام بدیدهٔ خویش [ص ۲۰۶]

سید سعید الدین

سید سعید الدین مردیست سپاهی پیشه - تا حال تخلص اختیار نکرده - من اشعاره :

حضیض چاه گردد نردبان رفعت شانت
چو یوسف کز برادر لوح محفوظ است شه گشتن

۱- کلمات الشعراء : در ولایت با میر معز هم طرح بوده -
۲- کلمات الشعراء : هم خوابه
۳- کلمات الشعراء : بینم
۴- کلمات الشعراء : باشم
۵- قلمزده عبارت : ایں رباعی از وست

شیرازهٔ جمیعت دلهاے پریشاں موے کمر نازک یار یست به بینید

عبد الله سنجری

عبد الله سنجری تخلص موالد و منشایش اکبر آباد است - خط نستعلیق خوب می نوشت و در فن خط شاگرد مادر خود بود : آخر کار سودا بر مزاجش غلبه کرد و بے قیدانه زیست و باز همانجا[ص ۲۰۷] بخاک پیوست - من اشعاره :

مشرف باد صبا تا نرود در گلشن دفتر گل نکشایند بدیوان چمن
صبا تا خاک کویش بر ندارد ز آب دیده تر کردیم و رفتیم

دل ز کویت گر بسوے من نیاید باک نیست
مرغ چوں یابد گلستاں کے کند یاد قفس

سایرا مشهدی

سایرا مشهدی (۱) در ولایت دم از معنی‌آفرینی می زد و بهند نیامده :

میخانها ز گردش چشمت خراب شد
خم گردباد بادیهٔ اضطراب شد

(ص ۲۰۸) پرتو (۲) عمر چراغیست که در بزم وجود
به نسیم مژه برهمزدنے (۳) خاموش است

سیف خاں

سیف خاں بن تربیت خان عالم گیری که معروف بمرزا فقیر است - در عین هنگامهٔ دولت طبعش مائل بشعر بود :

یار احوال دل از من پرسید
غنچهٔ لاله بدستش دادم

۱- کلمات الشعراء : سائر مشهدی شاعرخوش خیال بود، در هند نیامده -
۲- اصل : پرتوه
۳- اصل : برهم زدن- تصحیح از روے کلمات الشعراء -

ابو محمد سیرابی

ابو محمد سیرابی تخلص (۱) مولدش سیالکوٹ است - و همانجا نشوونما یافته - در عهد جهانگیر بادشاه سرخوش بادهٔ سخن بود - من اشعاره:

این هفت گره حامل یک نقد وفا نیست
بکشا که تهی تر ز گره هاے حیات است

[ص ۲۰۹] از رشک خرامیدن تو سرو چو طاؤس
در هر قدمے تازه کند ماتم پا را

رباعی:

در چشم ترم رنگ جهان برق (۲) سرابست
تا دیده بهم بر زنم این خانه خرابست
مژگان من از گریهٔ بسیار فروریخت
آخر فتد آن نخل که نزدیک به آبست

روزے در مجلس نواب قلیچ خان حاضر شد - نواب فرمود که سیرابی ما هم فکرے میکنیم شعر هاے ما هم شنیدهٔ - عرض کرد عنایت فرمائید مستفید شوم - فرمود سفینهٔ من بیارید - بدست گرفت - چند بیت و [ص ۲۱۰] غزل بے سروپا و بے ربط بر خواند - سیرابی بعضے جا دخل کرد و اظهار استادیٔ خود نمود - نواب برآشفت و زبان بفحش و دشنام کشاد - شاعر

۱- کلمات‌الشعراٗ: در عهد جهانگیر شاه بهند آمد - مرد خوش طبع و خوش فکر بود - گویند روزے در مجلس نواب قلیچ خان حاضر شد - نواب فرمود که "ملا سیرابی ما هم فکر می کنیم - شعرهاے مارا شنیدهٔ" - عرض کرد "نشنیده ام عنایت فرمایند مستفید خواهم شد" فرمود که "سفینهٔ من بیارید" - بیاض آوردند بدست گرفته چند غزل بے سر و پا و چند بیت بے معنی و نامربوط بر خواند - سیرابی چند جا دخل کرد و اظهار استادیٔ خود نمود - نواب برآشفت و زبان بفحش و دشنام کشود - شاعر سر فرو کرده می شنید - بعد ازان برخاست و عرض کرد که " نواب سلامت! این نثر نواب به از نظم نواب است". از اشعار او بالفعل دو شعر بنظر در آمده - ازوست: در چشم ترم الخ

۲- کلمات‌الشعرا: برق و سراب است

سر فرو افگنده می شنید - بعد ازاں برخاست و عرض کرد کہ نواب سلامت این نثر نواب به از نظم نواب است -

زمانه بیگ مخاطب بمهابت خاں سوسنی

زمانه بیگ بن غیور بیگ کابلی ، مخاطب بمهابت خاں سوسنی تخلص می کرد - و [از] امراے عصر جهانگیر بادشاه بود ، و بجوهر جلادت و تهور متجلی ، طبع موزون و ذهن رسا داشت [ص ۲۱۱] احوالش از بسکه در تواریخ مشروحاً مندرج است - ازیں ممر دریں مختصر مفصل بر زبان قلم نیاورد - ایں مصرع بجهت نقش نگین خود یافته بود - ع

بادشاه زمانه شاه سلیم

''زمانه آرام گرفت'' تاریخ وفات اوست (۱) من اشعاره :

کمر در خدمت بت آں چناں در دیر بر بندم
که رشک آید مقیم کعبه را بر اعتقاد من
زبس کردم فغاں و کس نگفت از کیست بیدادت
بمحشر هم نمی دانم که خواهد داد داد من

ارسلان بیگ سپاهی

ارسلان بیگ (۲) سپاهی [ص ۲۱۲] مشق سخن را برتبهٔ کمال رسانده سر خوش بادهٔ نشاط بود :

۱- کلمات الشعراء میں مہابت خاں کا ذکر بطور شاعر نہیں ہے، صرف دو جگہ تذکرہ آیا ہے۔ خان خانان عبدالرحیم کے حال میں ایک واقعہ (ص ۳۷) درج ہے، دوسرے تذکرے کے آخر میں جہاں مختلف واقعات واشخاص کی تاریخیں بحساب جمل درج ہیں ، ان میں یہ عبارت مذکور ہے (ص ۱۳۵) : تاریخ فوت زمانه بیگ مهابت خان ''زمانه آرام گرفت'' یافته اند ، عجب تاریخ است مشتمل بر مدح و ذم - زیرا که مهابت خاں بشرارت و غرور مشهور بود -

۲- کلمات الشعراء (ص ۴٦) : قافلان بیگ سپاهی (اخلاص کی درج کردہ عبارت کلمات سے ماخوذ نہیں ہے)

نگارم از ره دور آمده است و می خواهم
کمر کشاید و خنجر بمن حواله کند
دلم ز ضعف کشد آه و هم بآه رود
چو عنکبوت که بر تار خویش راه رود

سعیدائے گیلانی

سعیدائے گیلانی در فنون هنر ها و انواع بدائع و صنائع ، خصوص صنعت حکاکی و خوشنویسی ، یگانهٔ عصر خود بود ـ و از عهد جهان گیر بادشاه تا عهد شاهجهاں بخطاب بے بدل خاں و داروغگی زرگر خانه مامور بود ـ [ص ۲۱۳.] من اشعارهٔ :

دارم اندر غنچهٔ دل از خیالت گلشنے
هم چو گل پوشیده ام از خونِ دل پیراهنے

مژگاں چو سایه بر گل روے تو افگند
ترسم شود فگار ، چو از نوک خار گل

سواره آں مه زریں رکاب می آید
بچهره رشک هزار آفتاب می آید
بآب تیغ تو دل می کشد ز آب حیات
چو تشنه کو سوے آب از سراب می آید
کند عرق رخت اے نازنیں ز تاب نگاه
بدور حسن تو از آتش آب می آید
تو مست حسنی و من مست عشق چیست حجاب [ص ۲۱۴]
چنیں دو مستیٔ کے از شراب می آید.

زتاب عشق هر دم پیش او بیتاب می گردم
گہے از شرم آتش می شوم ، گه آب می گردم

رباعی در مدح شاه جهان بادشاه گفته :

رباعی :

آنی که سریرت آسماں پایه بود
بر ملک جہاں عدل تو پیرایه بود
تا هست خدا تو نیز خواهی بودن
زیرا که همیشه ذات با سایه بود

شیخ محمد سعید قریشی

شیخ محمد سعید قریشی در عنفوان شباب ملازم سلطان مراد بخش بود۔ در جمیع اقسام سخنوری مہارتے داشت [ص ۲۱۰] سلطان بروز عید الاضحی (۱) گوسفندے را بدست خود بسمل فرمود ، و در آں حالت چشمش باز ماند۔ شاهزاده لمحهٔ بسوے آں گوسفند نگاهے کرده باز بسوے شیخ دید ۔ شیخ فیّ البدیهه ایں مطلع بر زبان آورد:

عید قربانست می خواهم که قربانت شوم
همچو چشم(۲) گوسفندے کشته حیرانت شوم

خواجه عبدالله سامی

بحسب و نسب گرامی خواجه عبدالله سامی (۳) از قبیلهٔ ملا عوض وجیهه است ۔ دیوان ضخیم (۴) ترتیب داده ۔ بحسب اتفاق از لاهور به شاهجہاں آباد آمده بود ۔

[ص ۲۱۶] روزے محمد احسن سامع و جامع ایں اوراق براے دیدنش رفتند، فخر هاے بامزه آغاز کرد که بیان آں خالی از ضیافت طبع نیست، لیکن ایں

۱- اصل : عیدالضحی-

۲- اصل : چشمے -

۳- مدتے ملازم شاهزاده اعظم شاه بوده آخر ترک نوکری کرده، در وطن (لاهور) ساکن شد ، با شاه آفرین لاهوری و میر محمد علی رائج معاصر و هم طرح بوده و در دهلی رسیده، اواسط سلطنت محمد شاه فوت شد (سفینه هندی ص ۱۰۶) اورینٹل کالج میگزین میں بحواله معارف جولائی ۱۹۳۲ء (بحوالهٔ خوش گو) خواجه عبدالله ساقی تخلص (ص ۲۰) نے اعظم شاہ کی سرکار میں بیدل سے دوستی پیدا کی۔

۴- اصل : ذخیم ۔

مختصر حاصل این حکایات نمی تواند شد که به طویل می انجامد - سخنش خالی از پختگی نیست ، تلا شها دارد - من اشاره :

دل وا شود ز دست تو بے منت کلید
این قفل ابجد است بنام تو بسته اند

درین بیت معنئ تازه یافته :

[ص ۲۱۷] یک قطره نصیبم نشد از مادر گیتی
دادند بدستم قدح شیر مشبک

— —

اشکم ز سر هر مژه دارد گله بسیار
خار است درین راه کم و آبله بسیار

— —

شب که آن مه‌نیم رخ در پرده مست خواب بود
یک طرف در خانه ابرو یک طرف مهتاب بود

میر جلال الدین سیادت

میر جلال الدین سیادت (۱) متوطن لاهور - در عالم شعر فکر رسائے داشت - و سخنور عالی فطرت ، و شاعر صاحب قدرت ، و استاد پخته کار و معنی نگار سحر کار بود - من درد کلامه :

[ص ۲۱۸] بمشک ناب چو سنجند خال آن رو را
ز برگ لاله سزد کفهٔ ترازو را
رونتابد از سیه کار عمل خلق کریم
می خرد عطار فردے را که باطل می شود
ما لذت حیات ز غفلت نیافتیم
چون نشهٔ شراب که در خواب بگذرد

۱- کلمات الشعراء (متن): در لاهور توطن داشته - صاحب فکر معانی و تلاش بلند بود - اما چون من طالع شهرت و قبولیت نداشت- (حاشیه): سیادت خلف میر جمال الدین محدث بوده - وقتے که براے مطلع شاهجهان آباد آمده بود بیک دو صحبت فقیر را اتفاق ملاقات افتاد - مرد عزیزے بود قریب یک دو جزو در بیاض من اشعار بخط خود نوشته - در معنی هاے تازه یافتن و خوب بستن کو تاهی نکرده-

خبر ز زنده دلی نیست اهل مدرسه را
که دل بسان مگس در کتاب می میرد

رباعی :

آنانکه ز صرف خویش افزوں آیند
کے روز وداع چشم محزوں آیند
چوں پسته ، جماعتے که مغز اند همه
خنداں خنداں ز پوست بیروں آیند [ص ۲۱۹]

رباعی :

تا کے کشی آزار پئے طبل و علم
سر گشته شوی در طلب خیل و حشم
تا چند چو فانوس خیال از پے هم
گردد بدل- تو اسپ و فیل و آدم

سالک قزوینی

سالک قزوینی (۱) در عهد شاهجهان بادشاه، سرگرم نشاء سخن بود ، و معانیهاے بدیع انشا می نمود- من اشعاره :

بیروں نرود مرد ز قید هنر خویش
طاؤس اسیر است بگلدام پر خویش
استخوان من و مجنوں به تفاوت بردار
اے هما چاشنیٔ درد فراموش مکن

شیخ حسین عرب شهرت

نواب حکیم الملک فرخشاهی اسم قدیمش شیخ حسین عرب است و تخلص شهرت (۲) بکمالات ظاهری و باطنی پیراستگی دارد- و در عین تعلقات ظاهر و هم صحبتی امیران عظام و تقرب بادشاه اخلاق سنجیده اش زیاده از

۱- کلمات الشعرا - ص ۴۵

۲- نتائج الافکار : در وقت محمد شاه پادشاه بارادهٔ حرمین و محترمین نقد دستوی بکف آورده و پس از اداے مناسک باز ببارگاه شاهی برسید و بمنصب چهار هزاری سر مفاخرت باوج اعتبار کشد آخر در سنه ۱۱۴۹ تسع و اربعین وماته و الف در شاه جهان آباد وفات یافت (ص ۳۹۳)

درویشان ایں زمان است ـ در هنگام فرخ سیر عالمے بدولتش فیضیاب گردید ، هر که از بندگان خدا باو رجوع آورد محروم نگذاشت ـ مردیست دانشمند ، در فضائل علمی و حکمی نظر خود بدارد (۱) ایں چند اشعار آب دار از آئینهٔ طبع خیال [ص ۲۲۱] آفرین آں روشن ضمیر است ـ من اشعاره :

یک نفس وا شدنی داشت دلم گل زد و برد
مصرع ناله زمن بود که بلبل زد و برد
نه من از آسمان قصرے زمرد فام می خواهم
نگیں وارے ازیں فیروزه بهر نام می خواهم

قریب بهمیں معنی شخصے ایں شعر مرزا صائب بگوش ایشاں رساند :

کے از لعلش باں رنگے که باید کام می خواهم
نگیں وارے ازیں یاقوت بهر نام می خواهم

بمجرد شنیدن این شعر ایشاں مطلعے دیگر بهم رساندند :

زهر شیریں نگاهے کافرم گر کام می خواهم [ص ۲۲۲]
بسے دلچسپ بر از توام بادام می خواهم
ز غیر سرمه طلب می کنی بچشم بچشم
بما نگاه غضب می کنی بچشم بچشم
نام وصل تو ببردیم و بحسرت مردیم
گنهے را که نکردیم جزا ایں همه داشت
ستم کش می شود هر کس دهد پهلو ستمگر را
که با آتش برد همراهیٔ شمشیر جوهر را
فصل تصحیحهٔ بهار گل ست
لاله گل گون خود بداغ رساند
بسکه از وضع هزار ست مکدر بلبل
نکند نالهٔ خود عرض مکرر بلبل

۱- اصل : ندارد

[ص ۲۲۳] خاک آدم شد و مسجود ملائک گردید
کس ندید است چنیں پستیٔ بالا دستی
دل رفته رفته بانگہش خوگرفته است
دیوانه دست و پا زده آهو گرفته است
مست از خانه بروں آید و شب سیر کند
طور بد پیش گرفته است خدا خیر کند
سفله ز آلودگی دولت دنیاست عزیز
ایں ملمع چو ازو دور شود مس باشد
گل رخاں زر طلب و حسن بتاں زیور دوست
واے بر عاشق بے چاره که مفلس باشد

ملا شیدا

معنی بند خوش ادا [ص ۲۲۴] ملا شیدا (۱) طبع معنی بندو ذهن دقت پسند داشت - منشا و مولدش فتح پور سیکری است - هر لحظه آں عالی طبع معانیهاے غریب بجودت فکر و جدت فهم برروے کار می آورد - و اکثر خیالهاے رنگیں بر صفحهٔ بیاض می نگاشت- اندیشهٔ رسا و طبع معنی زا داشت -

در بزم شعراء اشعار آبدار بر زباں می آورد، متضمن بر صنائع لفظی و بدائع معنوی در برابر مخزن الاسرار حضرت نظامی گنجوی مثنوی منظوم ساخته- قریب دوازده هزار بیت خواهد بود مشتمل بر [ص ۲۲۵] سخناں حکمت آمیز و معانیهاے دلاویز - و سر آغاز آں مثنوی ایں بیت است :

بسم الله الرحمن الرحیم   آمده سر چشمهٔ فیض عمیم

دراں کتاب داد سخنوری بنوعے داده که هر مصراعش یک کتاب سخن است، بلک هر نقطهٔ ازاں خال رخسارهٔ شاهداں ایں فن است - ایں قطعه که بر تیز زبانی او برهان قاطع است در هجو میر الهی گفته - قطعه :

اے میر من که گرچه الهی تخلصی
از مرد (۲) لاهی ار چه الهی شدن خطاست
[ص ۲۲۶] زیں رطب ویابسے که بود در کلام تو
گر منکر کلام الهی شوم (۳) بجاست

۱- کلمات الشعراء
۲- بزم تیموریه : مزد
۳- بزم تیمویه : روا

میر مذکور از استماع این قطعه بسیار برآشفت و چندین رباعی در هجو او انشا نمود، اما هرگز تلافی آن نشد (۱) شیدا هرگاه (۲) این مطلع قصیده گفته (۳) :

چیست دانی بادهٔ گلگوں مصفا جوہرے

عشق را پروردگارے حسن را پیغمبرے

همه سخنوران خوش کردند و در ترانه ها بستند - چوں بسمع مبارک جهانگیر بادشاه رسیده (۴) بے دماغ شد (۵) و زبان (۶) بتکفیر او کشود که تعریف (۷) ام الخبائث که حرمت آن به نص قرانی (۸) ثابت است [ص ۲۲۷] چنیں گفته ، از (۹) ملک ما بدر کنید (۱۰) - چوں حکم باخراج او صادر شد قطعه گفته بوسیلهٔ یکے از مقربان از نظر بادشاه گذرانید (۱۱) و بر حال خود مهربان ساخت - قطعه :

جهاں پناها شاها بقدر جاه و جلال

نیا فریده (۱۲) خدا چوں ترا عدیل و نظیر

۱- یہاں سے لے کر مخطوطے کے ص ۲۲۸ کے اشعار کے آخر تک کی عبارت به ادنی تصرف کلمات الشعراء (سرخوش) سے ماخوذ ہے۔

۲- کلمات الشعرا : وقتے که

۳- ایضاً : راگفتهٔ درمیان آورد

۴- ایضاً : بادشاه دین پناه (حاشیه بحوالهٔ نسخهٔ ب : شاهجهان) رسید - اور یہی صحیح ہے -

۵- ایضاً : شده

۶- ایضاً : زبان را

۷- ایضاً : تعریف این

۸- ایضاً : قرآن

۹- ایضاً : باید که از

۱۰- ایضاً : آید

۱۱- ایضاً : بوسیلهٔ یکے از مقربان این قطعه گذرانید و بادشاه رحیم دل را

۱۲- کلمات : نیآفرید

بوصف مے زده سر از من این دو مصرع خوش
که گشته ورد زبان همه صغیر و کبیر
اگرچه لفظش عام است معنیش خاص است
بخاص و عام شده (۱) شهره همچو بدر منیر
[ص ۲۲۸] چنانکه (۲) میکش اسرار مولوی جامی
که هست گفتهٔ او دور از در تقصیر
بوصف مے ز صراحی دوباره قلقل مے
به از چهار قلش گفته فارغ از تکفیر
مرا بکفر چه نسبت بود که به زمئے
سخن چنین کند و هیچ نایدش بضمیر
مرا چو شاه براند کجا توانم رفت
بگاه راندن از کف کجا رود شمشیر

در اوائل حال ملازم خان خانان عبدالرحیم بود ، بعد آن داخل ملازمان سلطان شهر یار گردید ـ و در عهد شاه جهان بادشاه داخل سلک بندگان بادشاهی شد ـ و در آخر حال گوشه گزین مکان [ص ۲۲۹] دلپذیر خطهٔ کشمیر گشت، و بمواجبے از سرکار خورسند بوده همان جا پیمانه عمرش لبریز گردید ـ گویند در سنه ۱۰۲۴ اربع و عشرین و الف هجری که آردوے گیهان پوے جهانگیری در بلدهٔ طیبهٔ اجمیر علم اقامت انداخته بود ، و اکثر فضلاے امصار و شعراے هر دیار در آن ایام خجسته آغاز فرخنده انجام که نو بهار روزگار و نو عروس اعصار توان گفت ، بموکب همایون جمع شده ، هر روز در هر خانه صحبتے ازیں جماعه و در هر کاشانه جشنے ازیں طائفه رومیداد ، روزے بحسب اتفاق [ص ۲۳۰] اعزه مثل ملا انور لاهوری صاحب ایں شعر:

دریں حدیقه بهار و خزان هم آغوش است
زمانه جام بدست و جنازه بر دوش است

۱- کلمات : بود
۲- کلمات : چنین که

و ملا عطائی جونپوری قایل این ابیات :

مرگ آمد و بے هیچ بدر رفت ز کاخم
چون غارتی از خانهٔ ارباب توکل
هر لحظه خطش در نظرم خوبتر آید
همچون خط اوستاد که بینی به تامل

و ملا مخترع صاحب این شیر :

[ص ۲۳۱] در شکستم چند کوشی اے مه نا مهربان
من پریشان خاطرم زلف پریشان نیستم

و ملا طفیلی فتحپوری مصنف شاهنامه و فضلاے دیگر در خانهٔ آشناے گرم صحبت بودند که ناگاه ملا شیدا از دور پیدا شد ۔ اعزه از لاف و گزاف او دل بری داشتند و می دانستند که اکثر مضامین متقدمین را مانند فرزند متبنیٰ بلباس زیبا آراسته در نظر مردم جلوه میدهد ۔ هرکدام قرار دادند که استدعاے اشعار ازو نمایند ۔ و ملا فیروز که اکثر اشعار شعراے حال و قدماے صاحب قال بخاطر داشت ، [ص ۲۳۲] مقرر داشتند که با شیدا همزبانی کند ۔ وقتے که قریب بزم گاه که رزم گاه قرار یافته بود رسید ، اعزه به بشاشت تمام چند قدم از جاے خود انتقال نموده استقبال کردند ۔ و او را باعزاز و اکرام تمام آورده بالا دست نشاندند ۔ و هر کدام ازیں یاران سحر بیان شروع در تعریف ذهن وقاد ایشان نموده التماس کردند که چند شعر تازه و برجسته از واردات طبع خود بخوانید که (۱) بخواند :

[ص ۲۳۳] چیست دانی بادهٔ گلگون مصفا جوهرے
عشق را پروردگارے حسن را پیغمبرے

همان زمان ملا فیروز با شیدا گفت که این شعر بمراتب به از شعر رودکی ست :

عشق را من پیمبر[م] لیکن حسن را آفریدگار تویٔ

۱- او ؟

روے درهم پیچیده مطلقاً بر این حرف التفات نکرده خواند :

زبسکه کرده غمت بند در جگر ناخن
چو پشت ماهیم از پاے تا بسر ناخن

ملا گفت این مطلع از شعر عباساے حلوائی چرب و شرین تر است :

از بسکه سینه کندم و ناخن درو شکست
چوں پشت ماهی ست سراپاے سینه ام

برهم خورده بر اشعار اعزه طعنه زده [ص ۲۳۴] برخواند :

گر بصحرا مو فشانی دشت پر سنبل شود
ور بدریا رو بشوی خار ماهی گل شود

گفت ملا کاتبی پیش از دو صد سال توارد زده :

گر بدریا افتد از عکس جمال تو فروغ
خار ماهی آورد از قعر دریا بار گل

تا این بیت از زبان ملا برآمد شروع در هرزه گوئی کرد که اگر ظریفی (۱) می کنید مضمونے برابر این بیت من بخوانید که در نعت حضرت گفته ام :

ذات تو بود صحیفهٔ کون که کرد
از روے ادب مهر خدا بر پشتت

ملا گفت که یاران انصاف دهید که [ص ۲۳۵] هاتفی پیش ازاں که این گوهر آبدار بخزانهٔ مولوی در آید دزدی کرده برده باشد ، دیگر گناه مولوی چیست ؟

نبوت را توئی آن نامه در مشت　　که از تعظیمش آمد مهر بر پشت

یاران در قهقه افتادند ـ و آنجا که بد خوئی و درشت گوئی جبلی او بود برسر فحش و دشنام آمد ـ اعزه باین ملتفت نشده باز التماس شعر تازه نمودند ـ

۱ـ حریفی ؟ (کلمات الشعرا میں ایسے مقامات پر ''حریفی بکار بردن'' کی ترکیب استعمال ہوئی ہے ـ مثلاً چندر بهان برهمن کے حال میں)

هر چند او نا سزا می گفت اینها عذر خواسته استدعاے شعر می کردند ـ تا ایں بیت خواند :

[ص ۲۳۶] زلف او را رشتهٔ جاں گفتم و گشتم خجل
زانکه ایں مضموں چو زلفش پیش پا افتاده است

ملا گفت که از جانب ادب مهمانداری ملاحظه می کنیم و الا شعر غزالی می خواندم که گفته است :

کس نیابد مصرع پیچپدهٔ زلف ترا
گرچه ایں مضموں ترا در پیش پا افتاده است

القصه چند بیت دیگر خواند هر کدام بیتے بر زبان آورد ـ آخر مهر خاموشی بر لب آورده بنشست ـ هر چند التماس شعر می کردند غیر از سکوت جواب نمی داد ـ تا مجلس باخر رسید و صحبت منقطع گردید ـ بامدت عمر در محفلے که ملا [ص ۲۳۷] حاضر بود شعر خود نمی خواند ، مگر روزے در کشمیر به خانهٔ ملا آمد سر حرف وا کرد که از اشعار من هیچ بیتے پسند طبع افتاده ـ گفت بلے ایں مطلع :

اے بروے تو کزو آئنه را چشم نیاز
شانه را دست دعا (۱) درشب زلف تو دراز

دست دراز کرد و گفت :

عمرت دراز باد که ایں هم غنیمت است

گویند روزے شاه عباس بادشاه صفاهاں از مرزا قاسم خلوت نشیں پرسید که شما در جامعیت شاعری مرزا صائب چه می گوئید ؟ گفت صائب [ص ۲۳۸] صاحب همیں دو بیت است :

تیغ از گلوے سوختگاں تند نگذرد
آب از زمین تفته بلنگر کند گذار
بوے گل و باد سحری چشم براه اند (۲)
گر می روی از خود به ازیں قافلهٔ نیست

۱- کلمات الشعرا (ترجمهٔ شیدا ، حاشیه) ص ۵٦ : شام ـ
۲- حاشیهٔ نسخهٔ دیگر : چشم به سر اند ـ

هر گاه این ماجرا بسمع مرزا صائب رسید ، با آو دو چار شده گفت که باوجود این قدر جامعیت شاعری که من دارم و باز آشنائے شما باشم و شما پیش بادشاه بگوئید که صائب صاحب همیں دو بیت است بسیار بعید نمود ـ در جواب گفت که از برائے همیں صاحبِ [ص ۲۳۹] دو بیت گفتم که با من آشنا بودید ، و الا شما صاحب همان بیت اول هستید ـ

غرض از نوشتن این حرف ها این نیست که از راه خبث و بدباطنی و بے ادبی در حق استادان کامل و نقادان سخن نوشته باشم ـ صائب و شیدا استاد این فن اند ، هیچ کسے از شعرائے حال را توان آن نیست که منکر از اوستادی ایشان باشد ، لیکن دریں زمان یاران سخن سنج معانی اوستادان قدما را که هزار بار آن عرائس مضامین بلباس الفاظ فاخره در آمده اند موزون کرده [ص ۲۴۰] در هر انجمن می خوانند و دعوی معانی یابی و مضامین آفرینی می کنند ـ و سر فخر باسمان می سایند ـ و این نمی دانند که هر گاه شخصے همچنیں کم پیدا می شود که کسے قبول نکرده باشد ـ پس مضامین تازه و معانی جدید آن قدر بدست آمدن معلوم ـ چون کاتب این حروف این شعار اختیار نکرده که در برابر شعر شاعرے در پے تلاش ابتذال شده باشد که مقابل آن بنویسد ـ چرا که به نسبت این هیچمدان باناخوان دبستان سخن همه بزرگ و اوستاد اند، ازیں سمر عنان اشهب [ص ۲۴۱] تندگام قلم را ازیں وادی باز داشته بتعریف و توصیف هر یکے پرداخته ـ سبحان‌الله سخن از کجا تا کجا رسید ـ لا حول ولا قوت الا بالله ـ

باز آمدیم بر سر مطلب که شیدا استاد پخته کار و معانی نگار جادو فن است ـ شاعری شعار اوست ـ هر بیتش روشنی بخش دلهاے باریک فهمان روزگارست ـ من اشعاره :

نے (۱) همیں خورشید دارد رعشه از رخسار او
خشک برجا مانده است آئینه از دیدار او

انگشت نهادم بزنخدانش گفت
بر سیب منه الف که باشد آسیب

۱- اصل: نه

[ص ۲۴۲] فسون گر داند آن خاکے کہ ازوے بوے مار آید
شنا سم بوے زلفت را اگر در مشک تر پیچی
نہ من دودم نہ تو بادی نہ من زلفم نہ توشانہ
کہ چون من بیشتر پیچم تو بامن بیشتر پیچی
از وحدت و کثرت چو سخن بگوید عارف
از خط و دہان تو کند حجت و برہان
پنجۂ اہل سخا در جانب دست گدا
وقت رفتن غنچہ و ہنگام برگشتن گل ست
زلیخا چاک پیراہن بدوزد ماہ کنعان را
ازان تر سد کہ سوزن چشم دوزد در تماشائش

ابو اسحاق شوکت بخارای

سر زمرۂ معنی بندی و خیال آرائی؟ ابو اسحاق شوکت بخارای (۱) [ص ۲۴۳] از خاک توران ہمچو او سخنور صاحب فطرت و معنی آفرین عالی قدرت تا حال بعرصۂ شہود نیامدہ۔ شوخی الفاظ و بلندی خیال بدرجۂ دارد کہ طائر بلند پرواز فکر در بیان ثنائے آن بال نتواند کشاد۔

[گویند شوکت بخارای ہنگامے کہ در صفاہان بود، میر سعدالدین راقم (را) اکثر مدحے می گفت، چنان چہ اکثر در اشعارش از آصف مراد راقم است کہ دیوان آنجا بود۔ روزے میر سعدالدین شوکت را مخلع فرمود و پارۂ تومان زر ہم رعایت نمود۔ شوکت با خراباتیان در عرصۂ چند صباح زر و جامہ را صرف شراب کرد۔ میر بشوکت گفت کہ ما می خواستیم شما بطور آدم باشید شوکت ازین سخن رنجیدہ غزلے گفت کہ این شعر کنایہ بمیراست :

منت اکسیر (۲) مارا زندہ زیر خاک کرد
از طلا گشتن پشیمانیم ما وا مس کنید] (۳)

من غرر نظامہ :

پیالہ کرد فزون حسن شوخ و شنگ ترا
شراب روغن گل شد چراغ رنگ ترا
مانی چو نقش آن بت بد مست می کشد
چون می رسد بساعد او دست می کشد

۱- کلمات الشعراء : شوکت بخاری
۲- اصل : اکثیر
۳- یہ عبارت حاشیے پر اضافہ ہے۔

[ص ۲۴۴] چه حظ ز زندگیٔ پر شباب خواهی کرد
بسایهٔ رم آهو چه خواب خواهی کرد
نیست انجم که بر افلاک نمایان شده است
روز ما در شب هجر تو پریشان شده است
مردم دیوانه در پیری بدولت می رسند
بید مجنون چون خزان گردید زنجیر طلاست
دی محتسب بدیر گناهے عظیم کرد
خم را شکست و دختر رز را یتیم کرد
شب که در دل رقم نامهٔ دلبر می شد
دیده هر قطره که می ریخت کبوتر می شد
هر که سازد سرکشی آخر سر خود می خورد
شمع مجلس راست طبعان را دلیل روشنست
[ص ۲۴۵] فزون گشت از سواد خط فروغ حسن جانان را
صف این مور میل سرمه شد چشم سلیمان را
همچو گندم ز عدم ساز سفر می بندم
نان ته کردهٔ خود را بکمر می بندم
از بهر قطع کردن نخل حیات تو
چون ارهٔ دو سر نفس اندر کشا کش است

یوسف بیگ شائق

دل از دنیا برداشته می زیست ، و هر چه از غیب می رسید بر آن قانع و مسرور بود :

شب عید از خیال ابروت اگر بر فلک بینم
بداغم ناخن گردون خلد چون نیش عقرب ها
[ص ۲۴۶] کنون تا چند حرف آرزو از لوح دل شویم
بسان تختهٔ مشق خط طفلان مکتبها

شاپور رازی

فکر رسا و طبع مستقیم داشت- در عصر جهانگیر بادشاه با خلاق ستوده و با او صاف حمیده زیست می کرد - من اشعاری :

زتاب آتش تپ پر عرق شد بستر خوابت
سرت گردم چسان بینم میان آتش و آبت
زخائیدن لب شیریں چرا آزرده می سازی
طبیب از بهر دفع تپ مگر فرمود عنابت
سرم غبار ره نازنیں سوارے باد
که گرد توسنش از ناز بر زمیں نه نشست

[ص ۲۴۷] ایں رباعی بجهت شالے که آصف خاں باو فرستاده بود گفته - رباعی:

ایں کهنه نسیج عنکبوت طوس است
یا غزلے (۱) از جهان پر افسوس است
پشمش همه پشم سگ اصحاب الکهف
تارش همه تار ریش دقیانوس است

گل محمد شاعر

گل محمد شاعر (۲) تخلص بمقتضاے الاسماء تنزل من السماء اسم بامسمیٰ است'، و از شاگردان انسان کامل مرزا عبدالقادر بیدل است - من اشعاره :

کجا آں زهرهٔ رقاص سازد باتهی دستاں
تواں شد مشتری او را چو گل گرمشت زر باشد
[ص ۲۴۸] براے کشتن دشمن بکار آمد بیان ما
برنگ شمع شد پیکان تیر ما زبان ما
اگر زن جیفه وار افتد بدامم
توانم زندگانی را بسر برد

۱- غزل : رشته [تاگا] (فرهنگ انند راج)

۲- سفینهٔ هندی: معنی یاب خان، شاعر - نام او گل محمد بود - نتائج الافکار: در عهد محمد شاه از عماید نامدار بود و گذران مثل شاهزاده ها می نمود - در سنه (۱۱۵۷ھ) سبع و خمسین وماته و الف بساط حیات درنورد (ص ۳۹۴) -

دل اگر دادم بدنیا نیست در دنیا دلم
در محیطم همچو موج گوهر و بر ساحلم
بعد ضبط دلم آں عربده جوئے ظالم
دست برداشته ، چیزے که بمن داد دعاست
کجاست (۱) غیر قلندر اگر سراغ کنی
کسے که کشتیٔ او در جهاں تباهے نیست
بے مهر روز بر بجهاں (؟) تیر می شود [ص ۲۴۹]
هر گاه خوں سفید شود شیر می شود

ربا عی:

دیدم دل شب ماه وشے سیاره
جاسوس طپشهاے دل صد پاره
گفتم چه کسی بوقت شب اے خوش رو
پیش آمد و گفتا پسر هرکاره

رباعی:

شادیم که در دل هوس ناله نماند
آں سرمه جنوں نامهٔ ما پیش تو خواند
یعنی احوال تیره روزان فراق
دنبالهٔ چشم تو بگوش تو رساند

وقتے که شیخ سعد الله مبروص شد و بچوب چینی خوردن مشغول شاعر ایں رباعی گفت - رباعی:

شیخے که ازاں رنج بمردن راضی ست
در دست اجل بجاں سپردن راضی ست
از خوردن چوب چینیش فهم کند
کایں خرچه قدر بچوب خوردن راضی ست
از زلف او جدا طپش شوق خال سوخت [ص ۲۵۰]
بے التفات دام مرا دانه می کشد

۱- تصحیح از روے سفینهٔ هندی-

زصدناوک چساں یک صید وحشی جاں نگہدارد
دل مارا خدا از دست آں مژگاں نگہدارد

رباعی:

اے زاهد بے حیا جبینت تنگ است
در وعظ فروشی سخنت بے رنگ است
زیں رو که تو پر سفله و کم حوصله (ای)
میزان ترا ز سنگ پا پاسنگ است

شادمان

شاعر فصیح بیان، شادمان (۱) از سلاطین قوم کهکر است، و ملک ایشان مابین پنجاب و حسن ابدال است - اگرچه در حرف [ص ۱۰۱] زدن زبانش لکنت می کرد لیکن در عالم شعر از فصحاے عصر خود بود - هر گاه شاه جهاں بادشاه تخت مرصع بقیمت سه کرور روپیه ترتیب داد ، شعراے پاے تخت غزل و قصائد و مثنوی در تعریف و توصیف آں تخت نوشته از نظر بادشاه گزرانیدند [شادماں نیز قصیده گفته از نظر شاه گذرانید] (۲) که ایں شعر ازاں قصیده (۳) است :

۱- کلمات الشعراء : شادمان، از سلاطین زادهاے قوم گکهر است - ملک ایشان مابین پنجاب و حسن ابدال واقع است - منصب ترک نموده در وطن گوشه انزوا اختیار کرده - طبعے درست داشت- دیوانے بطرز قدما ترتیب داده اما آنچه در صاحب سخنان وے شهرتے دارد این بیت است: شاخ شکسته بر ندهد ... الخ ... روزے شیخ عبدالعزیز داروغه عرض مکرر که عزت تخلص داشت پیش فقیر نقل کرد بادشاه عالمگیر امروز از من پرسید که شادمان سواے این بیت شعر دیگر هم خوب دارد - بنده عرض کرد که یک بیت دیگر ازو نیز هم برجسته و هم تلاشے است - از وست : جز من کسے دگر ز سلاطین ...الخ... فقیر گفت بادشاه عالمگیر شعر فهم نیست بطالع شما جهانگیر شاه نبود و الا می دیدید که کار بکجا می کشید - در حضور بادشاه این چه طور شعر بود که خواندند - بیت فخریه اوست. از شعور شما بعید است- تامل کرد و گفت فلانے راست می گوئی حق تعالیٰ بخیر عفو کرد -

۲- اضافه بر حاشیه-

۳- قلمزد : غزل

صفحهٔ اشعار من از وصف تخت بادشاه
چوں ید بیضا بود در آستین آفتاب

گویند بادشاه بران تخت جلوس فرموده فرمودند که از روے تواریخ [ص ۲۰۲] معلوم میشود که تخت فرعون از عاج و آبنوس بود و او بران تخت دعویٔ خدائی می‌کرد و من بر ایں تخت دعویٔ بندگی دارم - من اشعاره :

شاخ شکسته بر (۱) ندهد لیک زلف یار
هر جا شکست خورد گل آفتاب داد
جز من کسے دگر ز سلاطین روزگار
سدے بروے بحر ز گوهر نه بسته است

[وقتے که نوبت سلطنت به بادشاه عالم گیر رسید] (۲) قصیده در مدح بادشاه عالم گیر گفته از نظر گذراند ، بادشاه شریعت پناه فرمود که بعد ازیں بگرد ایں اندیشه نخواهی گردید - شادماں [ص ۲۰۳] ازاں روز از فکر شعر توبه کرد ، و باقی عمر در خیال شعر نیفتاد - ایں دو بیت ازاں قصیده اند :

چشمش بابروان و مژه کشت عالمے
کس ترک مست را ز چه تیر و کماں دهد
مرد آں بود که گر همه عالم باو دهند
دل کم دهد بشادی و غم تا که جاں دهد

آخر عمر ترک منصب نموده در وطن منزوی شد -

شکیب

شکیب مغل ولایت زا بود ، در هند نیامده - سخن بسیار سنجیده می گفت ، و در عالم غزل در هاے معانی در سلک نظم می سفت - من اشعاره :

[ص ۲۰۴] بابنائے زماں کے میرسد آواز مسکینے
که مانند صدف دارند از در (۳) گوش سنگینے

۱- قلمزد : گل -
۲- اضافه بر حاشیه -
۳- قلمزده : گل -

چو بادامے که گیرندش بشکر چشم اندازم
که در آغوش او تنگم نگیرد خواب شیرینے
رساند تا باو قاصد دعا را پیر می گردد
مگر مکتوب را بندم ببال مرغ آمینے (۱)
شکیب از یاد رخسارت غزل پیوسته می گوید
که هر بیتش زا بر وے تو دارد چشم تحسینے

محمد رضا صفهانی شکیبی

محمد رضا صفهانی شکیبی تخلص می کرد، و بحلیهٔ فضائل و کمالات آراسته بود، و بحسن خلق و [ص ۲۰۵] ادب پیراسته - از هندوستان عازم زیارت حرمین شریفین شد، وباز بهند آمد و در عصر جهانگیر بادشاه بخدمت صدارت دهلی مامور شد- سخنش خالی از معانیهاے تازه نیست بلکه مشحون از متانت و استعارات بے اندازه است - من اشعاره :

شبهاے هجر را گذرانديم و زنده ایم
مارا بسخت جانیٔ خود این گمان نبود
ز رشک مدعی دادم قرار (۲) دوری از بزمت
فریب بخت بد را نام هجرت کردم و رفتم
[ص ۲۰۶] بیرون نیاید از دل تنگم خدنگ او
چون مرغ پر شکسته که در آشیان بماند

رباعی :

نردیست جهان که بر دلش باختن است
نرادی آن به نقش کم ساختن است
دنیا بمثل چو کعبتین نرد است
برداشتنش برای انداختن است

۱- آمین - فرشته ایست که در هوا پرواز کند و همیشه آمین گوید - هر دعائیکه به آمینش رسد مستجاب شود (بهار عجم)
۲- قراری لکھ کر ی ، کاٹ دی ہے -

رباعی :

چـون باد بسریم نه چـون خـاک مقیم
نے (۱) رام امیدیم و نـه رم خوردهٔ بیم
چـون خـار زایم زحـمت مرغ چـمن
چون بوے گلیم خانه بردوش نسـیم

شریف کاشی

شریف کاشی در خطهٔ هندوستان بلباس قلندری و بکسوت خاکستری جهان گردی کردے [ص ۲۰۷] آخر العمر شیوهٔ سوداگری اختیار نمود، و نقد هستی خود را بتجارت درباخت - شاعر خوش فکر زبان داں بود دیوانے ازو بر صفحهٔ دهر یادگار است :

دیده را بر رخ نیکوے تو حیران کردم
عشق داند که بایں دیده چه احسان کردم
امشب که یار پرده ز رخسار بر گرفت
چیزے که در شمار نبود آفتاب بود
مائل بکشتنم شدو طالع مدد نکرد
حرف ترحمش نمکے (۲) بر کباب بود

شاه شهیدا

شاه شهیدا از اشعارش همیں شعر از زبان محمد مقیم خان مسیح [ص ۲۰۸] بگوش رسیده :

گیرم آزاد شوم منزل آسایش کو
بے نشیمن همه جا مرغ هوا در قفس است

میر شوقی

میر شوقی از اهل شوق و ذوق بود ، و خالی از سوز و گداز و عجز و نیاز نبود :

ما غنچه ایم سر بگریباں کشیده ایم
از درد چاک سینه بداماں کشیده ایم

۱- اصل : نه
۲- اصل : نمک

از بیم آنکه سوے تو گستاخ بنگرد
پاے نگه بدامن مژگاں کشیده ایم

محمد احسن جونپوری شادانی

محمد احسن جونپوری شادانی همچو تخلص خود شاداب طبع بود :

[ص ۲۰۹] تا حرف دوا نشنود از سفله نهاداں
داغ دل ...... ما پنبه بگوش است

شتابی

شتابی برادر سیرابی در فن شعر شاگرد برادر خود بوده :

گہے ز گلشن کویت نیایدم بوے
بطوق زلف مگر گردن صبا داری
گرچه نزدیکست ناید در کفم
همچو عکس شخص اندر آئنه

نواب نظام الملک شاکر

قمرالدین مخاطب به نواب نظام الملک شاکر تخلص خلف ارشد شهاب الدین مخاطب از جناب سلطان غازی‌الدین خان فیروز جنگ عالم‌گیر شاهی است ـ ذات با برکاتش [ص ۲٦۰] بجوهر زهد و تقوی آراسته، و از علوم عقلی و نقلی نیز بهره برداشته ـ الحال وسعت آباد هندوستان در قلمرو آں وزیر صایب تدبیر است ـ گله گاهے بخیال شعر نیز می پردازد و دیوانے ترتیب داده ـ من اشعاره :

هر که بد کرد بما خوب نکرد
از مکافات عمل غافل بود
یاس در پیری و عشرت بجوانی باشد
رنج و راحت همه در لیل و نهار است اینجا

مولانا شگونی

مولانا شگونی از لطافت طبع فال سعد بر رخ روزگار کشود ، و از جدت طبع [ص ۲٦۱] زنگ ملال از دل طالبان ایں فن زدوده ـ من اشعاره :

شب گریه نیست کز دل بے تاب می کنم
الماس ریزه در جگر خواب می کنم

کس نیارد داد شرح لذت تیغ ترا
میروم تا از لب زخم شهیدان بشنوم
نم در جگر ز آتش سوادے غم نماند
شد عمر ها که گریهٔ بے آب می کنم
چندآنکه پائمال شدم بر سر آمدم
این ماجرا معاملهٔ آب و روغن است
ذره تا کے در اضطراب افتد
ترسم از چشم آفتاب افتد
[ص ۲۶۲] گر سمندر باشک من نگرد
خیزد از آتش و در آب افتد

شیخ نورالدین شائق

شیخ نورالدین شائق خط نستعلیق و شکسته درست می نویسد - و در علم خط از شاگردان میان ابوالمعالی ست- بحسب اتفاق بفکر شعر نیز سر فرو می آرد - من اشعاره :

به تیغ غمزه خواهد ریخت خونم
لباس شوخ من از کسر بلا نیست
امید مغفرت دارم ز ایزد
چه شد طومار اعمالم خطا نیست

ابروے تو اےشوخ چه خوش مطلع ناز است
خط رخ تو حاشیهٔ گلشن راز است

میر یحییٰ شناسا

میر یحییٰ شناسا [ص ۲۶۳] مشق سخن درست دارد- این بیت ازو مشهوراست:

گوشهٔ کو ما ز مستی گریهٔ حالی کنیم
ساعتے با شیشه بنشینیم و دل خالی کنیم
گر دهد برباد یار از (۱) دامن افشانی مرا
مست خاکم همسفر با بوےگل خواهد شدن
[انسان فریب گلشن جنت نمی خورد
هرکس که از بهشت برون آید آدم است (۲)]

۱- اصل : از از
۲- اضافه بر حاشیه -

مرزا محمد علی صائب

استاد معانی بندان خفی وجلی مرزا محمد علی تبریزی الاصل صائب تخلص (۱) هر بیتش بیت الشرف کواکب معانیست ، و نگاشتهٔ کلکش زیور صحیفهٔ نکته دانی ، لالی سخنان آبدارش جیب و کنار سامعان را گوهر آمود می سازد ، و [ص ۲۶۲] کلام معجز بیانش را سحر کلامان جادوے حلال می دانند۔ درهفت اقلیم کسے را توان آن نیست که با او همسری نماید - رستم نبردگاه سخن بود ، و از خلقت آدم صفی تا این زمان همچو مثال بند خوش فکر بعرصهٔ ظهور نیا مده - کلیات اشعارش زیاده از سه لک بیت خواهد بود -

در عهد شاهجهان بادشاه بهند آمد و از پیشگاه خلافت منصب و خطاب مستعذ خانی یافت - بنا بر مناسبت سخن با ظفر خان احسن چندے در کابل و کشمیر بوده ، و هر گاه [ص ۲۶۵] والد بزرگوار آن برگزیدهٔ روزگار به اشتیاق تمام بهند آمد میرزا قصیدهٔ متضمن بر مدح ظفر خان و اظهار آمدن

۱- کلمات الشعراء: در ملک اصفهان کوس رستمی می نواخت- در تمام عالم آوازهٔ اشعار جواهر عیار خویش انداخت - از زمانے که زبان سخن آشنا شد چنین معنی یاب، خوش خیال بلند فکر بر روے عرصه نیامده ... در عهد صاحب قران ثانی شاهجهان بادشاه به هند آمده چندے با ظفر خان در کابل بوده...با نواب جعفر نیز دوستی داشت - از ولایت ابن بیت بنواب نوشت :

دور دستان را باحسان یاد کردن همت است
ورنه هر نخلے بپائے خود ثمر می افگند

نواب پنج هزار روپیه صلهٔ این بیت بوے فرستاد - روزے راقم که یکے از شاگردان او بود مصرعے مهمل طرز گفته آورد :

از شیشهٔ بے مے مئے بے شیشه طلب کن

صائب بدیهه پیش مصرع رساند :

حق را ز دل خالی ز اندیشه طلب کن

وقتے با یاران در راهے می گذشت- سگے نشسته دید حالت سگ که در وقت ایستادن سرنگون و هنگام نشستن سر بلند می باشد مصرع بر زبان آورد -

سگ نشسته ز استاده سرافراز است

بعد ازان بے تامل پیش مصرع رساند :

شود ز گوشه نشینی فزون رعونت نفس

پدر و رخصت خواستن خود گفته بنظر احسن گذرانید که این چند بیت ازان قصیده اند - ابیات :

هفتاد ساله والد پیر است بنده را
کز تربیت بود بمنش حق بے شمار
آورده است جذبهٔ گستاخ شوق من
از اصفهان با گره و لاهور اشکبار (۱)
زان پیشتر کز آگره بمعمورهٔ دکن
آید عنان گسسته تر از سیل بیقرار
[ص ۲۶۶] این راه دور را ز سر شوق طے کند
با قامت خمیده و با پیکر نزار
دارم امید رخصتے از آستان تو
اے آستانت کعبهٔ امید روزگار
مقصود چون ز آمدنش بردن منست
لب را بحرف رخصت من کن گهر نثار
با جبههٔ کشاده تر از آفتاب صبح
دست عطا ببدرقهٔ راه من برآر

و از ظفر خان میرزا ذخیرهٔ نعمتها اندوخت، و صله هاے گران بها یافت و رخصت گرفته همراه والد خود بوطن شتافت - با نواب جعفر خان نیز دوستی داشت - از ولایت این بیت نوشت :

[ص ۲۶۷] دور دستان را به بخشش یاد کردن همت است
ورنه هر نخلے بپاے خود ثمر می افگند

نواب پنج هزار روپیه صلهٔ این بیت فرستاد - روزے مرزا شریف الهام مصرعے سهمل طور گفته پیش مرزا آورد - مصرع الهام :

دو یدن (۲) ، رفتن، استادن، نشستن، خفتن و مردن

مرزا صائب فی الفور پیش مصرع رساند :

بود راحت بمقدار سکون بنگر مراتب را

۱- تصحیح از روے سرو آزاد -
۲- اصل : دو یدن و

ایضاً بدستور سابق :

حق را ز دل خالی ز اندیشه طلب کن
از شیشهٔ بے مے مئے بے شیشه طلب کن

وقتے با یاران در راهے می گذشت ، [ص ۲۶۸] سگے نشسته دید ، در وقت ایستادن سگ سرنگوں می باشد ، و گاه نشستن سر بلند ، مصرعے بدیهه بر زبان آورد :

سگے نشسته ز ایستاده سرفراز تر است

بعد ازاں بے تامل پیش مصرع رساند :

شود ز گوشه نشینی فزوں رعونت نفس

(۱) روزے در خانهٔ ظفر خان احسن پسر خواجه ابوالحسن هنگامے که [ناظم؟] صوبهٔ کشمیر بود صحبتے منعقد شد که اکثر شاعران صاحب قدرت از قسم صائب و کلیم وغیره جمع بودند ، نواب سخنور بر سبیل امتحان طبیعت اعزه پسر رعنائے که با او [نشسته بود لبش را] گزیده رو بعزیزاں آورد که بدیهه [بگویند] کلیم بدیهه خواند :

بر لعل لب تو زخم دنداں نقشے که بمدعا نشیند

صائب نیز بدیهه رساند :

زخم دنداں خوب تر کرد آن لب فرخنده را
قیمت آرے بیشتر باشد عقیق کنده را

جمیع حاضراں بے اختیار لب تحسین کشودند ۔ کلیم آزرده شده ایں شعر بر زباں آورد :

پیش ایں جوهریا[نے] که دریں [بازار اند]
قیمت (۲) رشته فزوں تر بود از گوهر ما (۳)

صائب در برابرش ایں گوهر قیمتی را در سلک تقریر کشید :

شوخ چشمے بیں که می خواهد کلیم بے زباں
پیش شمع طور اظهار سخندانی کند

نزدیک بود که کار به بے مزگی کشد ، ظفر خاں واسطهٔ صلح شده ، عنان سخن را بجانب دیگر کشید ۔

۱۔ یہاں سے اس صفحے کے آخر تک کی عبارت مخطوطے کے حاشیے پر بعد میں اضافہ کی گئی ہے۔
۲۔ اصل : قیمتے
۳۔ عبارت خوانا نہیں تھی قوسین میں قیاسی تصحیح کی گئی ہے۔

"صائب وفات یافت"، تاریخ فوت اوست (۱)

(۱۰۸۰ ھ)

[افسوس ز صاحب سخنداں - تاریخ وفات نیز - چوں وفات آقا رشید خوشنویس و میرزا صائب در یک سال شده بود ملا سعید اشرف تاریخ فوت هر دو ازیں مصرع بر آورده :-

بود باهم مردن آقارشید و صائبا (۲)]

گویند مزارش در باغے هست که آں باغ پر است از گلهاے رنگین و بر کنار رود واقع - سخن سنجے در آں جا رسیده ایں شعر بر مزارش نوشت :

[ص ۲۶۹] اے صبا آهسته پا بر برگ هاۓ غنچه نه
پاسبانانند گلها صائبا خوابیده است

من اشعار جواهر عیار صائب :

بخدمت بنده از آزاد مرداں زود می گردد
ایاز از حسن خدمت عاقبت محمود می گردد
ایں ناکساں که فخر باجداد می کنند
چوں سگ باستخواں دل خود شاد می کنند
جواں را صحبت پیراں حصار عافیت باشد
بخاک و خوں نشیند تیر چوں دور از کماں گردد
ز خط گفتم زمانۂ حسن او آخر شود صائب
ندانستم که آنهم فتنۂ آخر زماں گردد

۱- کلمات الشعراء : فقیر گفت "صائب وفات یافت"- تاریخ رحلتش بے کم و کاست می شود، میر (معز) حساب کرد درست بر آمد (میر معز) فرمود مگر پیشتر فکر کرده بودی - گفتم دو سال پیش ازیں تاریخ حکیم صاحب را "صاحب وفات یافت"، یافته بودم در "یا"، و "حا"، تفاوت دو سال دیده فی الفور گفتم - (دوستاں) بر هر دو تاریخ تحسینها کردند... گویند مرقدش در باغیچه پر از ریاحین بر کنار رود واقع است - صاحب سخنے در آں جا رسیده این بیت نوشت -

اے صبا آهسته پا بر برگ هاے غنچه نه
پاسبانانند گل ها صائبا خوابیده است

۲- حاشیے پر اضافه -

[ص ۲۷۰] چرا ابروت چون هلالے نباشد
که عمرش به بیمار داری گذشته
بحسن ساخته زنهار اعتبار مکن
که در دو هفته مه چار ده هلال شود
میرسی از گرد راه و می توان برداشتن
گردهٔ خورشید از روے غبار آلود تو
مرا ز روز قیامت غمے که هست اینست
که روے مردم عالم دوباره باید دید
شریف را بخسیساں رجوع می افتد
که برگ کاه بود مانع پریدن چشم (۱)
[ص ۲۷۱] بلاے جاں بود داسے که زیر خاک می باشد
ز تار سبحه بیش از رشتهٔ زنّار می ترسم
بدست شانه مده زلف عنبریں مو را
بخود دراز مگرداں زبان بدگو را
سخن است ایں که شود تشنه لبی کم ز عقیق
لب او می مکم [و] آتشے (۲) اندر دهن است
بچشمم بے تو گلشن خار زار است
لب پیمانه تیغ آبدار است ! !
آمد سحر بکلبهٔ من یار بے حجاب
امروز از کدام طرف سر زد آفتاب
[ص ۲۷۲] سبب مپرس تهی دستیٔ مرا صائب
گناه سرو همیں بس بود که موزون است
از رخت آئینه را خوش دولتے رو داده است
در درون خانه اش ما هست و بیروں آفتاب
بهوش باش که از هرزه خندی آخر کار
میان مجلس مے آبروئے مینا رفت

۱- یه شعر لکھ کر کاٹ دیا ھے :
مفلس ترشحے ز تونگر ندیده است
کس رشته را ز آب گهر تر ندیده است
۲- اصل : آتش

جز خراش جگر و چهرهٔ خونیں صائب
دیگر از نام چه در دست عقیق یمنی است
بے خال چهرهٔ تو دل از دست می برد
خورشید را بیاریٔ اختر چه حاجتست

شیخ صدرالدین پشاوری

شیخ صدرالدین پشاوری از ارادت مندان سلسلهٔ قادریه است - مردیست طالب علم [ص ۲۷۳] وضع اصلاً زبان او از عالم شعر آشنا نبود - بحسب اتفاق یک چندے مداومت صحبت مرزا بیدل صاحب میسر آمد - بیمن خدمت ایشان استعداد گفتن رباعی بهم رساند - خوب و متین می گوید -

رباعی:

گر مرد بخویش جامعیت انشا ست (؟)
بے زن این معنیش چو لفظ بےجا ست
در نسخهٔ کائنات حادث مضمون
آدم نصفے و نصف دیگر حور است

رباعی:

صنف پاکاں که خلق خاص باریست
از نسبت جنس پوچ محو زاریست
زیں شرم که با شراب تهمت زده است [ص ۲۷۴]
دایم عرق جبین دریا جاریست

صبحی کشمیری

صبحی کشمیری (۱) از مداحان سلطان شجاع بود - ایں دو شعر از افکار اوست:

بگاه فتنهٔ دوراں مدد از آسماں جستن
بداں ماند که گیری دامن گرداب در در [یا]
سرافرازی اگر داری هوس کسب تواضع [کن]
بابرو بیں که جا بر چشم دارد از [خمیدن ها] (۲)

۱- نتائج‌الافکار: آخرالامر ماته حادی عشر (۱۱۰۰ھ) صبح اجلش بسر رسید (ص ۴۲۰) [افلاص نے صبحی کے حالات مخطوطے کے حاشیے پر بعد میں اضافه کئے هیں] -

۲- تکمیل از روے نتائج‌الافکار (جلد بندی میں الفاظ کٹ گئے تھے)

صبوحی چغتا

مولانا صبوحی چغتا سر زمرهٔ سیاحان صحرا نورد بوده - بلباس قلندرانه بتجرد و تفرد بتقیدانه زیست می کرد - مرد دانشمند ، موحد مشرب بود - اهل ظاهر نظر بر کمال بے تقیدش کرده- سنیان او را شیعه می خواندند و شیعان سنی- و بعضے دهری مذهب نیز می گفتند -

صاحب روائح (۱) می نویسد که عارفے را گفتند که بعضے موحداں را ملحداں می گویند - گفت آرے ملحداں می گویند -

نقل است که روزے بیراگی موحد پیش مرزا [ص ۲۷۵] محمد افضل سرخوش تقریر کرد که چوں مقصود یکے پیش است کفر و اسلام هر دو یکیست - مرزائے مذکور گفت اگر چنیں است چرا مسلمان نشوی - بیراگی گفت چرا هندو نباشم - و تو از گفتهٔ خود پشیماں نشوی - از مسلمانی مرا چه نفع و از کفر چه نقصان- من از هر دو گذشته ام نه کار بایں دارم نه بآں - بوالهوسی است که ایں را بگیرم و آں را بگذارم - قدم همت باید که پیشتر بردارم :

کفر کافر را و دیں دیں دار را
ذرهٔ دردے بجاں عطار را

از روے بحث نتوانی که کسے را از دین بگردانی [ص ۲۷۶] کافر عاشق کفر است ز مسلماں مجو مسلمانی :

آنکس که برد ز راز ایں گلشن بو
دارد معذور جمله را مذهب او

در دفتر سیوم اکبر نامه مرقوم است که شبے در خواب گاه امیر خسرو در خواب بود که پیرے عصا در دست آمده بیدار ساخت ، و شعر خواندن آغاز

۱- روائح محمد افضل سرخوش کی کتاب کا نام هے- اس کے حوالے سے یه واقعه نقل هوا هے- صبوحی کے حال میں سرخوش نے صرف اس قدر لکھا هے :

"خوش فکر بوده یک بیت ازو بگوش خواه ابن است -
غمم افزوں شود چوں دیگراں گریند بر عالم
بلے دریا فزوں می گردد از باران ساحلها

اور بھوپت راے بیغم بیراگی کے حال میں بھی اس حکایت کا ذکر نهیں هے - اخلاص نے یه اضافه روائح هی سے کیا هوگا -

کرد ، او خیال خواب تصور کرد ، برخاست و بجائے دیگر آسود - باز همان پیر باهنگ نخستیں بیدار کرد ، و آں بیت ایں بود :

سر شکم رفته رفته بے تو دریا شد تماشا کن
بیا در کشتیٔ چشمم نشین و سیر دریا کن [ص ۲۷۷]

و میر علاؤالدوله این بیت بنام آتشی قندهاری نوشته واللہ‌اعلم- و مولانا کلامی زبانی میرزا حسن طالب می نویسد که شبے در خواب امیرالمومنین علی کرم اللہ وجهه پیالهٔ چینی بدو عطا فرمود صبحگاه شخصے هم بدان صورت پیاله برائے او آورده - ازاں روز بمے گساری مشغول شد ، لیکن از روئے ادب در حالت مستیٔ شراب دست بداں پیاله نکردے ، روزے در بیهوشی ازاں پیاله شراب درکشید و بیمار شد - و هم دراں بیماری بسال [ص ۲۷۸] نهصد و هفتاد وسه [۹۷۳ھ] درگذشت - و هنگام رحلت ایں غزل مترنم شد :

الوداع اے مے فروشاں الوداع
الوداع اے باده نوشاں الوداع
می کنم سوئے کفن پوشاں سفر
الوداع اے خرقه پوشاں الوداع
هائے هوئے مستیٔ ما شد بلند
میروم سوئے خموشاں الوداع

ملک‌الشعرا شیخ فیضی تاریخ وفاتش چنیں گفته - تاریخ :

دریغا صبوحی بوقت صبوح
شراب فنا خورده از دست موت
حریفاں نوشتند بر دور جام
صبوحیٔ میخوار تاریخ فوت [ص ۲۷۹]

من اشعاره :

یار طومار وفا بافت دل محزوں را
سوخت تا پے نبرد هیچ کس این مضموں را
دو قصر از دیده و دل در گلستان وفا دارم
خرامد سرو من از ناز گه ایں جا و گاه آں جا
نهاں کنم ز رقیباں سرشک گلگوں را
چگونه فاش کند کس بدشمناں خوں را

غمم افزوں شود گر دیگراں گریند بر حالم
بلے دریا فزوں می گردد از باران ساحلها
[ص ۲۸۰] علمهاے شهیداں روز محشر چوں شود ظاهر
صبوحی زاں میاں گردد بآه آتشیں پیدا
سبق عشق ز حسن رخ او می‌خوانم
لمعاتست رخ یار و دلم گلشن راز
قیامت همه روے زمیں شد آں خورشید
قیامت است چو خورشید بر زمیں باشد

حاجی محمد صادق صامت

حاجی محمد صادق صامت (۱) سوداگر پیشه، صاحب دیوان بود - در عهد شاه عالم گیر بهند آمد - من اشعاره :

دلم از یاد رخش لاله بدامن دارد
شیشه در برگ گل سرخ نشیمن دارد
بسکه ترسبد ز آمیزش مردم چشمم
آب ز آئینه تمناے چکیدن دارد
[ص ۲۸۱] مارا نگه چشم تو از چشم تو خوشتر
بادام صفاے گل بادام ندارد
شگفتن غنچه، بے رنگ و بو را می کند رسوا
هماں بهتر که دست بے کرم در آستیں باشد

صلاح الدین ساؤجی صیرفی

مولانا صلاح الدین ساؤجی صیرفی تخلص در کسوت فقر و درویشی مستغنی از شاه و گدا زیست می کرد - براه دکن از عراق بهند آمد - حسب الاتفاق چندے در دکن اتفاق سکونت افتاد ، و در مدح امیران آں جا قصائد غرّا نوشت - و باز بلاهور آمد هر گاه ملک الشعرا شیخ فیضی بطریق و کالت بسوے

۱- کلمات الشعرا: سوداگر در زمان عالمگیر به هندآمده - نتائج الافکار: اواخر ماته حادی عشر (۱۱۰۰ه) در گذشت (ص ۴۲۱)

دکن رفت، [ص ۲*۲] در رفاقتش مولانا باز در آن ملک رسید و ازان جا ارادهٔ طواف حرمین شریفین دردل مصمم کرده بدان سمت شتافت - دیوانش مشحون از اقسام شعر است - من اشعاره :

گل گل شگفت بے گل روے تو داغ ما
سر زد بجاے گل همه آتش ز باغ ما
من یکے از محرمانم در مبنداے باغبان !
صاحب این خانه نا محرم نمی داند مرا
عشق آمده راه دل دیوانه مبندید
بر صاحب این خانه در خانه مبندید
اشکے بکف آرید که در چشم نگنجد [ص ۲۸۳]
دل در صدف گوهر یک دانه مبندید

حکیم کاظم صاحب

حکیم کاظم (۱) مسیح البیان خطاب (۲) صاحب تخلص معنی بند خوش فکر، سخن طراز سحر پرداز بود [و ،، صاحب وفات یافت،، تاریخ وفات اوست (۳)]

پیرم ز ضعف بر تو نگاهم نمی رسد
اے نور دیده یک دو قدم پیشتر بیا (۴)

محمد میرک صالحی

محمد میرک صالحی تخلص در عهد جهانگیر بادشاه بزمزمهٔ شاعری سرخوش بادهٔ نشاط و سرور بود - من اشعاره :

۱- کلمات الشعرا : حکیم محمد کاظم (ترجمهٔ اخلاص مختلف ہے)

۲- نتائج الافکار: مسیح اللسان۔

۳- اضافه بر حاشیه

۴- اس کے بعد مندرجه ذیل شعر لکھ کر قلم زد کر دیا ہے ۔

پیر تر هر چند گردم شوخ تر خواهم شدن
این کمان چون حلقه گردد چشم آهو می شود

[ص ۲۸۴] درد دل گفتم ، تغافل کرد ، خواری را به بیں
گریه کردم ، خنده زد ، بے اعتباری را به بیں
ز حیرت است بروے تو چشم عاشق باز
وگرنه تاب نگاه تو از کجا آرد
شادم از بیکسیٔ خود که اگر کشته شوم
طلب خوں نکند هیچ کس از قاتل من

صفائی

صفائی در بلدهٔ ابرج (۱) تو لد شد و در کالپی نشو نما یافت۔ فهم عالی و ذهن رساداشت ۔ از علایق دنیا وارسته می زیست و بوده و نا بوده را برابر می انگاشت ۔ در سنهٔ هزار و شانزده [۱۰۱۸ ھ] از مکارهٔ دنیا وارست ، [ص ۲۸۵] و همت بعالم بقا بربست ۔ من اشعاره :

چو شوخ من خط و زلف دوتا کشید وکشاد
سپاه ظلم و کمند بلا کشید و کشاد

رباعی :

عشق آتش و سینه ام کباب اندر وے
چشمم جامے و خوں شراب اندر وے
یک ذره دلم صد اضطراب اندر وے
یک شیشه تنم هزار تاب اندر وے

میر صیدی

میر صیدی (۲) سید صحیح النسب و شاعر بلند حسب بود ۔ بجودت

۱- ایرج ؟ ابرج ؟ ابرچ (ابرچ مالوے میں ایک قصبه : تذکرهٔ علماے هند رحمان علی، اردو ترجمه ص ۸۴)

۲- کلمات الشعراءٔ: نازک خیال و بلند و فکر بوده در زمان شاهجهان بادشاه بهند آمده غلغلهٔ این مطلع در مجمع سخنوران پائے تخت انداخت ۔

برقع برخ افگنده برد ناز بباغش
تا نکهت گل بیخته آید بدماغش

(اخلاص نے ترجمهٔ صیدی میں درج شده واقعات اور صاحب کے ترجمے میں صاحب ارر صیدی کا واقعه جو کلمات الشعراءٔ میں درج تها ترک کردیا هے)

طبع و جدت فہم معروف و بعلم رسمی نیز آشنائی داشت - در زمان شاه جہان بادشاه در سنه هزار و شصت و چہار [۱۰۶۴ھ] هجری از صفاهان بدرگاه خلیفة الله آمده شرف عتبه بوسی حاصل نمود ، و قصیده در مدح بادشاه انشا کرده ، بنظر گذرانید - و بانعام هزار روپیه سر فراز شد - این مطلع ازاں قصیده است :

زہے جہان خدا را سپہر فضل و کرم
بزیر سایهٔ قدر تو نیر اعظم

در دهر هر که هست مہیا بجنگ ماست
بر روئے ما کسے که نه استاد(۱) رنگ ماست
هم زنده کردهٔ تو و هم کشتهٔ تو ایم
ما صبح صادقیم توئی آفتاب ما
بے طالعی نگر که من و یار چون دو چشم [ص ۲۸۷]
همسایه ایم و خانهٔ هم را ندیده ایم
در بزم او مجال نشستن نیافتیم
چون نرگس ایستاده کشیدیم جام خویش
عجب دارم از طالع ساغر خود
که در ساختن نیز گردیده باشد

صفی الدین صفہانی صفی

صفی الدین صفہانی صفی تخلص باخلاق حسنه بوارستگی و بے پروائی در عہد جہانگیر بادشاه زندگانی می کرد - این مطلع ازوست :

نصیب کس نشود این دلے که من دارم
ز دل مپرس که با دیده هم سخن دارم

محمد عیسیٰ جونپوری صفری

محمد عیسیٰ جونپوری صفری [ص ۲۸۸] تخلص در سنه هزار و هژده خود را خود هلاک کرد ، و در وطن خود آسود :

ز عشق زاده ام و عشق زار کشت ، دریغ
خبر نداد بـرستم کسے که سہرابم

۱- اصل : ایستاد

روشن ضمیر ضمیر

روشن ضمیر ضمیر تخلص رباعی مشتمل بر تاریخ فتح جنگ که در کهجوه با شاه شجاع شده بود گفته ، از نظر بادشاه عالم گیر گذرانید ، مستحسن افتاد - هزار روپیه همان ساعت صله مرحمت شد - آن رباعی این است :

رباعی:

اے حرز تو سوره تبارک بادا
پیوسته ترا تاج تبارک بادا
جستم ز پئے شگون فتحت تاریخ
دل گفت شود فتح ، مبارک با [دا] (۱)

ملا طغرا

سر غزل دیوان فصحا ملا طغرا (۲) اصلش از مشهد مقدس است - چندے در کشمیر توطن اختیار کرده بود [وقتے که ابو طالب (۳) کلیم و حاجی محمد جان قدسی بادشاه نامه برائے شاهجهان گفتند ، طغرا این چند بیت انشا کرد :

دو رهزن بهم کرده اند اتفاق
یکے از خراساں یکے از عراق
کتابے که از بهر دارائے هند
مرتب شد از گفتهٔ این دو رند
بود لفظ و معنیش از [وے] بداغ
ز . . . . (۴)]

در نظم و نثر قدرت کمال داشت ، ومعانیهائے غریبه بر زبان می آورد :

۱- ضمیر کا حال حاشیے پر اضافه کیا گیا هے -

۲- کلمات الشعراء : شاعر خوش فکر و معنی یاب و منشی طبیعت بود بیشتر در انشا پر دازی اوقات بسر می برد -

نتائج الافکار : وفات ۱۱۰۰ھ

۳- کلیم کی مثنوی کا نام مثنوی بادشاه نامه اور قدسی کی مثنوی کا نام ظفرنامهٔ شاهجهانی هے (بزم تیموریه ، ص ۱۸۳)

۴- حاشیے پر اضافه

من اشعاره:

آبرو می (۱) رود از دست بامد شد غیر
چون حباب از همه جانب ره کاشانه به بند
گویند نعش مارا کس پیش و پس نباشد [ص ۲۸۹]
وقتے که من نباشم گو هیچ کس نباشد
ما خانه زاد دامیم باید که بعد مردن
تابوت ما اسیران غیر از قفس نباشد
بسکه از سنگینیٔ جان کندهٔ پائے خود ایم
عمر ها چون آسیا گشتیم و برجائے خود ایم

محمد ابراهیم کشمیری، طلوعی

محمد ابراهیم کشمیری طلوعی تخلص، در عهد جهانگیر بادشاه از نا قدردانی اعزهٔ روزگار آشفته می زیست ، و بجوهر شجاعت نیز متجلی بود :

ز چاک پیرهن یوسف این قدر دانم
که عشق پرده دری کرد و از زلیخا نیست
دل شکسته و عهد درست می خواهم
وگرنه مهر سلیمان و جام جم کم نیست
نه خوب دانم و نے (۲) زشت این قدر دانم
که حرف نیک و بد از خامهٔ یک استاد است

رباعی:

ما پاے نیاز و آز را پے کردیم
قطع نظر از تموز و از دے کردیم
در راه طلب چو پا نهادیم ز شوق
کونین بگام اولین طے کردیم

۱- تصحیح از روے کلمات الشعرا
۲- اصل : نه

شاه طاهر دکنی

بانک باز میدان سخن آفرینی زبانه انداز رزم گاه سخن چینی، شاه طاهر دکنی(۱) در آن ملک در عالم شعر نظیر نداشت - اکثر تذروان [ص ۲۹۱] بلند پرواز معانی را به سنان تیزیٔ فکر صید می نمود - [و اصلش از ولایت است گویند در عالم فضل و کمال یگانهٔ روزگار بود (۲)] من اشعاره :

جلوهٔ زلف شاهدے برد دل رمیده را
پے بکجا برد کسے مرغ بشب پریده را
وہ چه شود اگر شبے بر لب من نہی لبے
ما بلبِ تو بسپرم جان بلب رسیده را

این بیت از قصیدهٔ مشهورش بتحریر می آید :

عدل تقدیرے و تقدیر عدالت غلط است
زانکه تحقیق شد این مسئله در باب فدک

میرزا حسن ترمذی طالب

میرزا حسن ترمذی طالب تخلص در سلک امیران اکبر شاهی منتظم بود - هر گاه جذبهٔ معنوی بر مزاجش [ص ۲۹۲] غلبه کرد ترک منصب نموده منزوی شد و در سال هزار و هژدهم هجری روحش بمطلوب حقیقی پیوست - مثنوی

۱- کلمات الشعرا کے حاشیے (ص ۸۷) میں شاہ طاہر دکنی کے ایک قصیدے کا ضمنی ذکر ہے کہ اسی زمین میں خود سرخوش نے بخشی الممالک روح اللہ کی شان میں قصیدہ کہا تھا جس کا مطلع تھا :

ترک شوخی نکند زاں سبب استاد ازل
همچو اطفال کشیده ست فلک را به فلک

نتائج الافکار : آخر کار در ۹۵۲ھ اربع و خمسین و تسع ماته بسفر آخرت پرداخت (ص ۴۳۷)

۲- اضافه بر حاشیه

خورشید و فیروز و مثنوی طالب و مطلوب و دیوان شعر ازو یاد گار ماند :

بامیدیکه آن سرو روان من برون آید
نشینم بر درش چندان که جان من برون آید

طالب آملی

طالب آملی (۱) از امرایان جهانگیری - داماد ستی خانم بود - و عندلیب هزار داستان بوستان سخن - همه معنی شناسان او را استاد نادره کار می دانند و در فن شاعری سخن او را مسلم می دارند - این مطلع او صندل قبول [ص ۲۹۳] بر جبیں دارد (۲) من اشعاره :

به تن بو یا کند گلهائے تصویر نهالی را
بها بیدار مسازد خفتگان نقش قالی را

هر عضوتنت ساده تر از عضو دگر بود
موئے که در اندام تو دیدیم کمر بود

لب از گفتن چناں بستم که گوئی
دهاں بر چهره زخمے بود به شد

هر سنگ که بر سینه زدم نقش تو بگرفت
آنهم صنمے بهر پرستیدن من شد

بدل چو آفت عشقے رسد زچاره چه سود
شکست شیشه نگردد ز مومیائی به

[ص ۲۹۴] کفر است در طریقت ما کینه داشتن
آئین ماست سینه چو آئینه داشتن

پروانه در قفس ننشنید است هیچ کس
دل را ز چیست این همه در سینه داشتن

۱- کلمات الشعرا (حاشیه) : داماد شیخ حاتم از امرایان جهانگیری مرد صاحب کمال و صاحب طبع -

۲- کلمات الشعرا : این مطلع او در خاص و عام شهرت دارد -

حدیث تشنه لبی خواستم کنم اظهار
زبانم آب شد از شرم و در گلویم رفت
آیم بکن از شرم بنزدیکی آن کوے
شاید بغلط یار زمن دست بشوید

در تعریف اسپ می گوید :

سازد از موئے تنش گر بمثل خامهٔ مو
آن مصور که بود طبعش مائل بکسل
هم ازاں رغبت رفتار که در طینت اوست
نقش از خامهٔ مو خود بخود آید بعمل [ص ۲۹۰]

[وقتے که جہانگیر بادشاہ خدمت مهرداری بطالبا فرموده ، طالبا قطعهٔ گفته از نظر شاه گذرانید که ایں دو بیت ازاں قطعه است :

چو مهر (۱) تو دارم چه حاجت بمهرت
مرا مهر داری به از مهر داری
(۲) ز شاعر ثنا خوانی آید نه خدمت
که بلبل غزل خواں بود نے شکاری (۳)]

رباعی :

با مر دم اهل هرکه مخلوط نشد هم چوں سخن بیهوده مربوط نشد
سر رشته عمر خویش بر آب رواں هر چند گره زدیم مضبوط نشد

" حشرش بعلی ابن ابی طالب باد " تاریخ وفات اوست (۴) -

۱- اصل : مهرے -
۲- آتش کدهٔ آذر (حاشیهٔ مصحح) ص ۸۸۰ میں یه شعر یوں درج ہے :
ز شاعر سخن سنجی آید نه خدمت که بلبل نوا زن بود نے شکاری
۳- اضافه بر حاشیه -
۴- کلمات الشعراء (حاشیه) : تاریخ وفاتش " سرش (کذا) بعلی ابن ابی طالب باد " یافته اند -

نوازش خان رومی طالع

نوازش خان رومی طالع تخلص می کرد - و گاه گاهے مصرعے و بیتے می گفت :

وضع (۱) جہان چو تصویر ما را خموش دارد
چیزے نمی توان گفت دیوار گوش دارد

میر عبدالعلی سبزواری طالع

میر عبدالعلی سبزواری طالع تخلص شاگرد عموے خود کہ میر سید محمد ثاقب [ص ۲۹۶] نام داشت هست ـ شعر بسیار سنجیدہ می گوید ، لیکن چرخ کج رفتار هیچ گاہ بابش درد مند مساعد نشد :

حرف بیجائے عزیزاں کے برد از جا مرا   می نماید اندکے این خودنمائی‌ها مرا
طالع برائے رفتن از خود بیاد او   خوب آمدہ ز مصحف دل استخارہ ام

ملا نورالدین محمد ظہوری

ملا نورالدین محمد (۲) ظہوری ترشیزی (۳) حسن کلام ظہوری ظہورے دارد کہ محتاج بیان نہ - و فکر بلندش عروجے دارد کہ محتاج نردبان دلیل و برهان نیست - نامش نور الدین محمد است - در سنہ نہ صد و هشتاد و هشت هجری از خراسان بدکن آمد [ص ۲۹۷] و باتفاق مولانا ملک قمی در احمد نگر توطن گذید - و مولانا دختر خود را بنکاحش آورد - و در صحبت علی عادل شاہ رتبہ تقرب

۱- اصل : وضعے

۲- حاشیے پر ''نامش نور الدین محمد است'' لکھ کر 'نامش نورالدین' کا ٹکڑا کاٹ دیا ھے -

۳- کلمات الشعرا (متن : ظہوری تبریزی - حاشیہ : ترشیزی) در بیجا پور دکن علم خوش خیالی افراختہ - در نظم و نثر ید بیضا داشت در نثر رسالہ' نورس و خوان خلیل و گلزار ابراهیم بنام عادل شاہ بسیار خوب نوشتہ - و در ساقی نامہ کہ بنام برهان الملک گفتہ داد سخن وری دادہ . گویند وقتے کہ پیش نظام شاہ در احمد نگر فرستاد نظام شاہ باوجود نا آشنائی سخن چند زنجیر فیل پر از نقد و نفائس و جنس صلہ' آن فرستاد - ظہوری در قہوہ خانہ نشستہ بود تمباکو می کشید - فرستادها قبض الوصول خواستند قلم برداشت و بر پارہ' کاغذ بر نگاشتہ کہ تسلیم کردند تسلیم کرد -

حاصل نمود - دیباچهٔ نورس و خوان خلیل و گزار (۱) ابراهیم از نتائج افکار آن درر گفتار است - و بر نظم و نثر یکساں اقتدار داشت - و دیوان کلانے مملو از اشعار آبدار دارد - و مثنوی نیز گفته - و ساقی نامه که بنام برهان نظام الملک نوشته و در آن جا داد سخنوری داده بدرگاه پیش نظام شاه در حیدر آباد فرستاد ، باوجود نا آشنای [ص ۲۹۸] سخن بادشاه کریم چند زنجیر فیل پر از نقد و جنس صلهٔ آن فرستاد - در قهوه خانه نشسته تنباکو می کشید - فرستاده ها قبض‌الوصول خواستند قلم برداشت و بر پرچهٔ قرطاس نگاشت که: تسلیم کردند تسلیم کردم۔

گویند که د کهنیاں بموجب دستور پر فتور و شیوهٔ نامرضیهٔ غریب کشی ملا ظهوری و ملک قمی را در هنگام هرج و مرج بقتل رسانید[ند] - من اشعاره

[ص ۲۹۹] دل را ز نکهت گل و ریحان فراغ باد
عطر دماغ سوختگاں دود داغ باد

ظهوری نامهٔ کے دادی بقاصد
چه حسرتها درو پیچیده باشی

گاهے بنکهتے نفسے راست میکنیم
این هم غنیمت است که ره برصبا نه بست

چشم را پردهٔ خود کرده بدیدن رفتم
پنبه در گوش نهادم بشنیدن رفتم

چراغ تیرگیٔ خانه ام زیاده کند
بروشنایٔ شب هائے تار سوگند است

من دانم و دل داند زین نامه چها دیدم
صد بار ز بے تابی وا کردم و پیچیدم

[ص ۳۰۰] به طفلی خدمت پیرے نکردم
به پیری خدمت طفلے ضرور است

۱- اصل : گذار

دماغم بر نمی تابد فسون پیر و برنا را
جنونے کو که در زنجیر پیچم (۱) کوه و صحرا را
نشد از تند باد آه ماه و هفته طوفانی
سرشکے کو که گردابے کنم امروز و فردا را
دو عالم یوسف ما قیمت یک جلوه می خواهد
که می گوید جواب دعوی عین زلیخا را

ز شوق آنکه بپائے کسے فروریزد
چه بوسه ها که هوس جمع کرده در لب ما
عشق اگر تحفه پذیر است دل‌وجانے هست [ص ۳۰۱]
شوق اگر بر سر لطف است گریبانے هست
آن را که قبول عشق رد کرد
هر کار که نیک کرد بد کرد
از هفته و مه گر رود آدینه برون
شاید که رود ز خاطرت کینه برون
مهر تو توان فگند از سینه برون
گر عکس توان فگند ز آئینه برون

عرفی شیرازی

مولانا عرفی شیرازی نامش خواجه صیدی است - ایزد فیاض چنان بردوش نظمش خلعت قبول پوشانیده که حله بافان سخن برشته تابی ازان محتاج اند - هنگامے که عزم سوادهندوستان نمود اول بدکن آمد وچندے در [ص ۳۰۲] احمد نگر با مولانا قمی و ملا ظهوری صحبت داشت - و باز متصل اکبر آباد در فتح پور سیکری که موطن قدوة العرفا شیخ سلیم چشتی قدس الله سره العزیز است ، و اکبر بادشاه آن را مکان بادشاه نشین قرار داده بود ، رسید -
چون سخن سنجان باریک بین کلامش را فروغ آگین یافتند قدومش را

۱- دیوان ظهوری (نولکشور) ص ۲۷ : پیچد

گرامی داشتند ـ مولانا در مدح حکیم ابوالفتح گیلانی و سپه سالار بحر نوال عبدالرحیم خانخانان قصاید غرا نوشت ، و از انعامات ایشان بهرهٔ فراوان برداشت۔

[ص ۳۰۲] و بعمر سی و پنج سالگی در سال نهصد و نود و نه هجری موافق سنه سی و شش اکبری در لاهور شعله وار فرونشست ، و در مقبرهٔ میر حبیب‌الله آسود ـ شخصے از شاگردان او 'استادالبشر' تاریخ وفاتش یافته و ''هادیٔ کلام عرفی شیرازی'' نیز تاریخ وفات اوست ـ و از غایت اعتقاد که بجناب امیرالمومنین علی کرم الله وجهه داشت و بشوق دریافت سعادت خاک‌پاک مرقد منور این بیت در قصیده بصد اشتیاق گفته بود :

[ص ۳۰۴] بکاوش مژه از گور تا نجف بروم
اگر بهند هلاکم کنی اگر بتتار

میر صابر اصفهانی بعد از قریب سی سال نعش او را به نجف اشرف رسانید۔ چنانچه رونقی همدانی تاریخش گفته :

یگانه گوهر دریائے معرفت عرفی
که آسمان ہۓ پروردنش صدف آمد
چو عمر او بسر آمد ز گردش دوران
شکست هر صف دل هائے پر شغف آمد
بگوش چرخ رسانید حرف جانسوزے
که عموم از تو چو در معرض تلف آمد
[ص ۳۰۵] بکاوش مژه از گور تا نجف بروم
فگند تیر دعاے و بر هدف آمد
رقم زد از پئے تاریخ رونقی کلکم
بکاوش مژه از هند تا نجف آمد (۱)

۱- یه عبارت کلمات الشعراء (ترجمهٔ عرفی) سے ماخوذ ہے ـ شروع کے جملوں میں اخلاص نے کچھ رد و بدل کیا ہے ـ کلمات الشعراء کی اصل عبارت یه ہے :

در سی و شش سالگی در سنه تسع و تسعون و تسعمایهٔ در لاهور در گزشت ـ

[اگلے صفحے پر]

دیوان قصایدش تازه گویان جادو فن را حیرت افزاست ، و کارستانیست از معانی - تاریخ اتمامش بدین منوال گفته :

این درج نکات سحری اعجازی (۱)
چون گشت مکمل ز رقم پردازی
مجموعه طراز صنع (۲) تاریخش گفت
اول دیوان عرفی شیرازی

مصرع آخر تاریخ انجام است ، و موافق تعداد اعداد آن قصیده گفته ، و موافق عشرات [ص ۳۰٦] غزل ، و موافق ابیات قطعه و رباعی - و در تتبع دیوان عارف شیراز آهنگ دیوان ثانی داشت که دهانش صدف وار فلک بر بست - و مخزن اسرار و خسرو شیرین را نیز تتبع می کرد ، توفیق انجام نیافت - و در نثر رسالهٔ نفسیه که خطاب بنفس کرده ، هم ازو یادگار است -

گویند که هرگاه از شیراز بهند آمد فیضی او را پیش اکبر بادشاه برد - بادشاه بطور تحقیر از زبان بر آورده که عرفی همین است - فی الفور در جواب گفت پاره همین است و تتمهٔ آن می آید - بادشاه ازین سخن حدت طبع او دریافته فرمود که از اشعار خود چیزے بخوان - عرفی این دو بیت بخواند :

عرفی گلهٔ سر مکن که جائے گلهٔ نیست
توفیق رفیق هر تنک حوصلهٔ نیست
بر هر سر گام یوسفے در چاه است
صاحب نظرے لیک درین قافلهٔ نیست

[پچھلے صفحے سے]
و همان جا مدفون کردند - استاد البشر و هادیٔ کلام عرفیٔ شیرازی تاریجش یافتند - از اعتقاد که بجناب مفوض الطاعت علی المرتضیٰ داشت و بشوق دریافت خاک مرقد سرور این بصد اشتیاق گفته بود -

بیت قصیده :

بکاوش مژه . . . . . الخ (کلمات ص ۳۷ ، ۳۸)

۱- کلیات عرفی (دیباچه) طبع تهران، ص۳۲: این طرفه نکات سحری و اعجازی

۲- ایضاً : قدس

گویند چون از عراق بهند آمد بخانهٔ حکیم ابوالفتح گیلانی می بود، و عقد محبت فیما بین مستحکم - حکیم بخانخانان ظاهر کرد که چنین کسے تازه از شیراز آمده است - و اجازت ملازمت [ص ۳۰۸] گرفت - بعده ملا عرفی قصیده در مدح خانخانان گفته پیش خانخانان آمد و خواست که بخواند - خانخانان در آن وقتے بر پلنگ طلا خوابیده بود لیکن بخواب نرفته - گفت چون کوفت سفر باقیست باز متصدع خواهد شد، بر ذمهٔ جانبین دین است - هفتاد هزار روپیه همراه کرده گفت که بحمام رود و بیآساید -

اشعارش که بسیار اشتهار دارند از یں ممر بر چند بیت اختصار نمود - این بیت خوش نگاه میان ناصر علی است :

[ص ۳۰۹] من ازین درد گران مایه چه لذت یابم
که باندازهٔ آن صبر و ثباتم دادند

غافل مرو که تا در بیت الحرام عشق
صد منزل است و منزل اول قیامتست

مجو سعادت طالع ز من که فرصت رفت
چو سر بریده شود، سایهٔ هما چه کند

هزار گونه مراد محال می طلبی
تو خود بگو که اجابت بایں دعا چه کند

مدار صحبت ما بر حدیث زیر لبی است
که اهل هوش عوام اند وگفتگو(۱) عربی است

[ص ۳۱۰] قدم برون منه از جهل یا فلاطون شو
که گر میانه گزینی سراب و تشنه لبی است

من بلبل بهشتم اما دریں گلستان
در روز بد نهادم بنیاد آشیان را

چنان با نیک و بد عرفی بسر کن کز پس مردن
مسلمانت بزمزم شوید و هندو بسوزاند

۱- تکمیل از دیوان عرفی (طبع نولکشور)

بلند همتیٔ ذره داغ میکندم
وگرنه ذره کجا ، مهر آفتاب کجا

یارب تو نگهدار دل خلوتیان را
کاں مغبچه مست است و در صومعه باز است

قصیده در نعت حضرت گفته - و این بیت که هم در نعت است و هم متضمن بر فخریهٔ خود در آں قصیده گفته :

سایهٔ من همچو من در ملک هستی امتت
سایهٔ تو در عدم پیغمبر همتاے من

عاشق هم از اسلام خرابست و هم از کفر
پروانه چراغ حرم و دیر نداند

مگو که نیست گنه گار تر ز من عرفی
که این حدیث گراں مایه لاف یکتائی است

ز بت ، نه گوشهٔ چشمے ، نه چین ابروے
بحیرتم که دل برهمن ز کف چوں شد

شادماں بیگ و زین خان کوکه
هر دو معشوق و عاشق دگرند
روز و شب همچو شیشهٔ ساعت
ساعتے زیر و ساعتے زبر اند

ناصر علی

[ص ۳۱۲] بخیال بندی و معنی آفرینی متجلی میاں ناصر علی (۱)

۱- کلمات الشعراء (ص ۷۲) : از اهل هند صاحب سخن بلند خیال معنی یاب ذی همت و کمال همچو او برنخاسته (حاشیه): سوائے شعر حسن خلق و خدا شناسی و همت و سخاوت و استغنا و بے پروایٔ بمرتبهٔ دارد که در هیچ مخلوقے دیده نمی شود چنانچه خود گفته ... (متن - ص ۷۵) : در آخر عمر باشاره مجذوبی در دار الخلافه بدعویٔ قطبیت اقامت ورزید - جنوں ساخته بهم رسانید دم از دوستیٔ

[اگلے صفحے پر]

از اهل هند همچو (۱) شاعر خوش لفظ و خوش خیال تا حال بعرصهٔ ظهور نیامده - مردے بود باستغنا و علو همت موصوف - و طائر خیالش در هوائے فصاحت به بلند پروازی معروف - اشعار آبدارش از آفتاب مشهور تر است - چنانچه خود [از روے لاف (۲)] نواسنج این معنی گردیده :

هر بیت من برابر دیوان صائب است

از بسکه اهل طبع مکرر نوشته اند

[ص ۳۱۳] زاد گاه او لاهور است ، در سنه یک هزار و یک صد هجری از سرهند بیجاپور رفت ، و در لشکر ظفر اثر شاه عالمگیر با ذوالفقار خان امیرالامرا خلف جمد الملک اسد خان پیوست - و قصیده در مدح آن خان قدردان انشا کرد بنظر گزرانید که مطلع آن قصیده این است :

اے شان حیدری زنشان تو آشکار

نام تو در نبرد کند کار ذوالفقار

خان قدر دان بجایزهٔ خلعت فیل و زر نقد خطیر امتیاز داد - چون آن سخنور عالی فطرت از بسکه غنائے معنی داشت و اسباب صورت در چشم [ص ۳۱۴] آن دقت آفرین آزاده منش آن قدر مرغوب نمی نمود ، تمام مبلغ تابخانه رسیدن بذل و ایثار فرمود - و باز هند معاودت نموده در دارالخلافه

[پچھلے صفحے سے]

بو علی قلندر می زد - سشم مبارک رمضان سنه یک هزار و یک صد و هشت درگذشت فقیر تاریخش یافته -

وارسته علی همت بے پروا ... الخ .

(ص ۷۷) مرد پیرے از یاران او نامش بردن باعث ریش خند او تا ابد است در مطلع این مثنوی (در زمین یوسف زلیخا) تصرف کرده پیش فقیر خواند - فقیر آنچه در جوابش گفته بنظم در آورد -

علی آن پیشوائے خوش خیالان ... الخ

۱- قلم زده ' او '

۲- اضافه بر حاشیه

شاهجهان آباد بلباس قلندری سکونت اختیار کرد ـ و بتاریخ ششم رمضان سنه یک هزار و یک صد و هشت در گذشت ، و در راه روضهٔ متبرکهٔ حضرت نظام‌الدین مدفون گشت ـ تاریخ رحلتش مرزا سرخوش چنیں گفته :

[ص ۳۱۵] وارستهٔ علی ز همت بے پروا
از راحت و رنج دهر مستغنی رفت
دائم چو توجهش سوے معنی بود
دل کنده ز صورت کدهٔ هستی رفت
سرخوش ز خرد سال وفاتش پرسید
گفت آه علی بعالم معنی رفت (۱)

گویند شخصے پیش ناصر علی آمده نشت بچهٔ ریشش سفید شده بود ، ایشاں بسوے او دیده گفتند که صاحب ظاهرا تف بریشش همیں معنی دارد ـ

گویند روزے مرد پیرے از [ص ۳۱۶] یاران قدیم او که نامش بردن باعث ریش خند او تا ابد است ، در مطلع ایں مثنوی تصرفے کرده پیش مرزا سرخوش خواند و سرخوش آنچه جواب او را بنظم آورده در ایں جا بزبان قلم می آید :

علی آں پیشوائے خوش خیالاں
چو شد در مثنوی کلکش درافشاں
رساندش پایهٔ معنی بمعراج
بود ایں مطلع او درة‌التاج
الهی ذرهٔ دردے بجاں ریز
شرر در پنبه زار استخواں ریز
[ص ۳۱۷] در ایں مطلع نمود از احمقیها
یک از پیران جاهل دخل بیجا

۱ـ اس کے بعد یه جمله لکھ کر کاٹ دیا هے : دلگیر از رحلت ناصر علی تاریخ وفات اوست ـ

که باشد پنبه نرم و استخوان سخت
کجا این نرم را نسبت بآن سخت
بتغییر حروف (۱) چند فی‌الفور
درستش کرد در زعم خود این طور
الهی ذرهٔ درے به تن ریز
شرر در پنبه زارے موے من ریز
من این حرف از زبانش چون شنفتم
چو گل خندیده بر رویش بگفتم
چرا این حاجت از حق خواهی اے یار
توانم کرد من هم این قدر کار
[ص ۳۱۸] که مشتے خس بر آتش بر فروزم
همه موے سر و ریشت بسوزم
سزائے آنکه در شعرے بلندے
کند زین گونه دخلے نا پسندے
مناسب تر درین هنگامه افتاد
بر اهل سخن این شعر اوستاد
چراغے را که ایزد برفروزد
هزل گو تف زند ریشش بسوزد

اشعار آبدار آن سر حلقهٔ سخنوران هندوستان از بسکه مشهور اند ، بنا بران بر چند بیت اکتفا نمود - من غرر نظامه :

[ص ۳۱۹] محبت جادهٔ دارد نهان در خلوت دلها
چو تار سبحه گم گردید این ره زیر منزلها
نمی باشد نشانی غیر درویشی کریمان را
که افشاندن تهی می سازد آخر دست دهقان را

۱- کلمات : حروفے -

می توان کردن به نرمی رام از خود رسته را
پنبه سد راه می گردد شرار جسته را

با تو در یک پوست گنجیدم چو بادام دو مغز
جا بود در سینهٔ هم دل بدل پیوسته را

علی در بحر حافظ دست و پاے می زند امشب
''کجا دانند حال ما سبکساران ساحلها''

[ص ۳۲۰] اگر آن هلال ابرو بمیان نشسته باشد
مه نو بچشم مردم مژهٔ شکسته باشد

آب چون در روغن افتد ناله خیزد از چراغ
صحبت ناجنس را باشد ثمر آزار ها

دشمن خود ساختم شیخ و برهمن را علی
بسکه از شوقش گسستم سبحه و زنار را

مرا ترک طلب سرمایهٔ صاحب کلاهی شد
چو کجکول گدائی واژگون شد تاج شاهی شد

[ص ۳۲۱] چو آزردی دلے را از مکافاتش مشو غافل
که گردد آهنش شمشیر چون کشتی تباهی شد

ز سختی‌هاے چرخ کینه جو از بسکه دل تنگم
نمی آید نفس از سینه بیرون چون رگ سنگم

همت درویش از منعم شدن کمتر شود
از چکیدن باز ماند قطره چون گوهر شود

مرزا ابوالمعالی عالی

مرزا ابوالمعالی عالی در عهد فرخ سیر وزارت خان خطاب داشت در ابتدائے سلطنت بخدمت دیوانی تن امتیاز یافت - مرد سخندان و عالی فهم سخنور دوست بود - [ص ۳۲۲] اکثر درخانه اش مجمع شعرامی شد ، و با همه کس برفق و مدارا پیش می‌آمد - دیوانے پر از قصاید و غزل و رباعی یادگار بر صفحهٔ روز گار گذاشته - من اشعاره :

تنها نه خال عارض جانانه خوشنماست
هر جا که سبز می شود این دانه خوشنماست

تا خطش بر چهره چون ماه رنگ هاله ریخت
از سر نو حسن طرح شعلهٔ جواله ریخت
فتنه برپا چون نگردد کز سر جادوگری
سرمه کز چشم باقی ماند بر دنباله ریخت

میر طاهر علوی

[ص ۳۲۳] میر طاهر علوی استاد طور خود بود ، و نزد همه سخنوران شاعری او مسلم الثبوت است - در عهد عالم گیر از ولایت بکشمیر رسید ، و همانجا پیمانهٔ عمرش لبریز گردید - من اشعاره :

آهے ؟ سمند تن ؟ شده از جان شکوهتم
مسند بباد داده سلیمان شکوهتم

قصیده که در اول دیوان دارد دو سه بیت ازان می نگارد :

از هر دو دیدهٔ مطلع دیوان حیرتم
بسمل تر (۱) از نگاه پریشان حیرتم
[ص ۳۲۴] طراح باغ جلوه تمناے کیستم
مد نگه طناب خیابان حیرتم

گاهے باین زبان هم می فرمودند :

در کمان ابروش شد نیم کش تیر نگاه
کند دیگر در نظر دارد نگه دزدیدنش
از شکست رنگها سیر بهار زعفران
میکند ، پیداست هر دم زیر لب خندیدنش

۱- بسم الله ؟ بسمل تر ؟

سید محمد نجفی عتابی

سید محمد نجفی عتابی تخلص از زبان عربی و فارسی نیک آگاه بود، و در معنی یابی و خوش فکری یگانهٔ عصر خود - چندے از واژونی طالع بحکم اکبر بادشاه در قلعهٔ گوالیار زندانی ماند - هرگاه نجات یافت بدکن شتافت - دیوانے دارد مملو [ص ۳۲۵] از اشعار آبدار - من اشعاره :

در گلخن هوس دل فرزانه سوختم
قندیل کعبه بر در بت خانه سوختم
گل بزیر لب نمی‌دانم چه می‌گوید که باز
بلبلان بینوا را در فغان می آورد

رباعی :

آن را که قضا ز خیل عشاق نوشت
آزاد ز مسجد است و فارغ ز کنشت
آزادهٔ عشق را چه هجران چه وصال
از خویش گذشته را چه دوزخ چه بهشت

شیخ عبدالعزیز عزت

فاضل عالی فطرت، شیخ عبدالعزیز عزت(۱) جامع کمالات عقلی و نقلی بود - اوز شاگردان والد خود که عبدالرشید نام [ص ۳۲۶] داشت بود -

---

۱- کلمات الشعرا : (حاشیه ترجمهٔ عزت) در علم معقول و منقول سرآمد زمانه بود (متن) توجه بادشاه جوهر شناس در صدد تربیت او مصروف بوده است - می خواستند که بمرتبهٔ سعدالله خان رسانند - زندگانیش وفا نکرده (لیکن حاشیه میں یوں ہے) بادشاه دین پناه اورا می‌خواست که بپایهٔ سعدالله خانی رساند - بمنصب هفت صدی و خدمت داروغگی عرض مکرر که نواب سعد الله خان مرحوم در اوایل داشت سر افراز ساخته - همیشه توجه بادشاهانه در صدد تربیت او مصروف بود که بقضاے الهی ودیعت حیات سپرده -
نتائج الافکار : وفات ۱۰۸۹ھ

همت خاں او را در پیش گاه خلافت در عہد شاہ عالم گیر پیش آورد - و چندے بخدمت داروغگی عرض مکرر مامور ماند - بادشاہ جوہر شناس از روے قدردانی می خواست کہ او را بدرجۂ سعد اللہ خاں رساند ، کہ دریں اثنا پیمانۂ عمرش لبریز گردید - گاہ گاھے بخیال شعر نیز پرداخت - و طرۂ اشعار را بشانۂ قلم می آراست ، لہذا نام مبارکش در زمرۂ شعرا نگارش یافتہ - گویند فاضل مستعد و خیلے عالی همت بودہ مراتب وزارت [ص ۳۲۷] و امارت اصلا پش او قدر نداشت - من اشعارہ :

شعار (۱) کار کشایاں ملال خاطر نیست
گرہ چگونہ کند جا بر ابروے ناخن
ز جوش دل چہ نویسم کہ جوش بے تابی ست
ز درد دل چہ نگارم کہ نامۂ سیمابی ست
سرگذشت (۲) خویش اے مجنوں ز ما پنہاں مدار
از کسے ما نیز وقتے داستانے داشتیم
بعد ما معنی رسے خواهد گریست
گر نگرید کس کسے خواهد گریست
[ص ۳۲۸] گرچہ ما بے ابر می گریيم زار
ابر بے ما هم بسے خواهد گریست

شیخ عطا اللہ عطا

شیخ عطا اللہ عطا تخلص (۳) متوطن امروهہ ، سخن را بلطافت و ظرافت اکثر روا می نمود از شاگردان مرزا بیدل صاحب بود - من اشعارہ :

قلم من ز روضۂ الشہدا سر کند سرگذشت شمشیرش

۱- تکمیل از روے کلمات الشعرا

۲- اصل : سرگذشتے

۳- کلمات (ص ۸۰ حاشیہ) میں ایک سطر موجود ھے ، اخلاص نے استفادہ نہیں کیا -

چشم مستش آیدم تا در نظر
می نماید جام صهبا در نظر
شب بیاد رویش از طوفان اشک
دیدهٔ ما داشت دریا در نظر
تیر سر داد بمسجد رندے
گفت یا شیخ صدا را عشق است

وقتے که مرزا بیدل از روے عنایت قلمدان باو عطا کردند عطا این رباعی انشا کرد - رباعی :

[ص ۳۲۹] بیدل شه اقلیم کمال هر فن
از گوشهٔ چشم دل نظر داشت بمن
از روے عنایتے قلمدان و بیاض
فرمود مرا وزارت ملک سخن

بعمر چهل سالگی در شاهجهان آباد ازیں جهان فانی در گذشت - راقم ایں اوراق '' آشنا رفته حیف '' [۱۱۳۰ھ] تاریخ وفاتش گفته -

حکیم محمد حسن شیرازی عارف

حکیم محمد حسن شیرازی عارف تخلص بحکم جهانگیر بادشاه تا دو سال زندانی ماند - شاعر عالی فطرت و سخنور صاحب قدرت بود - و از جوهر حلم و تمکین و کم گوئی متجلی - و از [ص ۳۳۰] کج خرامی هاے فلک کج رفتار شورشے در مزاج داشت -

چندانکه زلف تست دراز است کار من
از یکسر است زلف تو و روزگار من
توان مهرهٔ افعی از کام افعی
بانگشت پا سهل بیروں کشیدن
اگر پیکر مور گردی نیابی
ز انبار ایں ده خدایان یک ارزن

عامل

عامل(۱) شاگرد صائب تبریزی است ـ و فکر شعر درست داشت:

[ص ۳۳۱] چه یاری بهتر از کردار خیر اندیش می خواهی
چه حسنے خوشتر از حسن سلوک خویش می خواهی

عارف لاهوری

عارف لاهوری(۲) ابی شعر مشعر احوال اوست:

زیر قدم خاک نشینان خرابات
فرشے(۳) نبود شسته تر از چادر مهتاب

خواجه عبدالرحیم عابد

خواجه عبدالرحیم عابد تخلص(۴) مغل تورانی ولایت زا بوده ـ هرگاه (۵) اتفاق دیدنش شده با دل بریان و دیدهٔ گریان بنظر آمده ـ حالے از شوق دنیا ربوده و سوز و گدازے داشت ـ من اشعاره:

بیک پا ایستاده در چمن سرو
بایں آزادگیها بندهٔ کیست ؟

[ص ۳۳۲] از و ناز و عتاب و عشوه و نا مهربانی ها
ز من عجزو نیاز و بندگی و جانفشانی ها
بخون دیدهٔ عاشق کجا آلوده می سازد
کف پاے که از رنگ حنا دارد گرانی ها

رباعی:

الله چو گفتی ز سوی الله مگو منزل چو رسیدی سخن از راه مگو

۱- از شاگردان رشید مرزا صائب بوده ـ اوست : چه یاری بهتر .... الخ
۲- کلمات الشعرا میں حال موجود ھے - اخلاص نے اس سے کچھ نہیں لیا-
۳- اصل : فرش
۴- عابد کا حال کلمات الشعرا (ص ۸۱ حاشیه) میں درج ھے لیکن اخلاص نے اس سے کچھ نہیں لیا-
۵- قلمزد : اکثر چون

یک نکتهٔ علم است بمعنی عابد　　آکه چو شدی خواه بگو خواه مگو

در دهلی رسمے ست دیرین که در ماه صفر بروز آخری چهار شنبه اکثر مردم این شهر بلک اگر تمام شهر مبالغهً بگویم جا دارد برائے طواف روضهٔ متبرکهٔ حضرت [ص ۳۳۳] سلطان المشائخ می روند۔ در سنه یکهزار و یک صد و نه [۱۱۰۹ھ] بروز مذکور رفته بودند، بوقت معاودت بین العصروالمغرب بسبب کثرت هجوم در لعل دروازه که مدخل و مخرج شهر کهنه است بسیارے از مردم تلف شدند۔ و بعضے را دست و پا شکسته شد۔ عابد این مصرع در تاریخ این واقعه گفته: بروز چار شنبه مرگ انبوه۔

ملا علی قلی صفهانی

ملا علی قلی صفهانی بهند نیامده۔ خوش فکر و معنی یاب می نماید:

[ص ۳۳۴]　نشد که از سر ما فتنه دست بردارد
بهر دیار که رفتیم آسمان پیداست

علاء الدین

علاء الدین اهل وجد و حال بود. از علم موسیقی اهل هند بسیار آشنا:

ندانم آن گل رعنا چه رنگ و بو دارد
که مرغ هر چمنے گفتگوے او دارد
نشاط باده پرستاں بمست ها پر سید
هنوز ساقیٔ ما باده در سبو دارد

علی عظیم عظیم

علی عظیم عظیم (۱) خلف و شاگرد شیرازه بند مجموعهٔ خیال (۲) هاے خفی و جلی میاں ناصر علی است۔ فکر رسائے دارد، و دیوان مختصرے ظاهرا ترتیب داده باشد (۳):

۱- نتائج الافکار: وفات ۱۲۰۰ھ

۲- 'معنی' لکھ کر قلم زد کیا ہے۔

۳ قلمزده: از اوقات شریفش در فکر صید تذرواں بلند پروازے .... که بال افشانی آن ها بعالم روحانی است مصروف۔

[ص ۳۳۵] هر که شد محو تو از قبله ندارد خبرے
شش جہت چوں گہر افتاد جبیں سائے دل

محمد هاشم عاجز

محمد هاشم عاجز مردیست طالب علم جید و از علوم رسمی بہره مند و از معقول و منقول آشنا - بر مزاجش وارستگی و بے تعلقی غالب است ، هر جا که گل رخے می بیند بلبل آسا بناله و فغان می آید(۱) و هر جا سرود می‌شنود مانند تار طبنور آهنگ آں مقام [ص ۳۳۶] می کند - حسب اتفاق فکر شعر هم می نماید -

شب کہ دل از یاد رویش گریه جوئبار داشت
هر سرشک از دیدهٔ من جلوهٔ گلزار داشت (۲)
حباب وار ز دل تا هوا بروں نشود
چگونه دیده بروے تو باز می گردد

عبدالعزیز جونپوری عزیزی

عبدالعزیز جونپوری عزیزی تخلص در وطن خود تولد یافته ، و در عهد جهانگیر بادشاه فی‌الجمله از علم رسمی (۳) بهره برداشته :

[ص ۳۳۷] پئے تسلیٔ دل کلک مانیٔ فکرم
ا در بصفحه کشد نقش روے نیکویش
هنوز چهره با تمام نا رسیده بجاں
خدنگ غمزه رسد از کمان ابرویش

عالمی شیرازی

عالمی شیرازی از بصارت چشم معذور بود ، و در هزل و لطیفه گوئی نظیر نداشت - وقتے که غزالی به شیراز رفت اعزه برائے امتحان غزالی غزلے

۱- بگردش می گردد (قلمزده)
۲- اصل : گلذار
۳- قلمزده : نیز

طرح کردند - بسبب درد دندان از غزالی در گفتن غزل توقفے شد ، عالمی برائے او این چند ابیات گفت:

غزلی آن سخن پرداز کاندر شاعری خود را
چنان داند که شاگردند خاقانی و حسانش
[ص ۳۳۸] به شیراز آمد و وقتے که شعرے درمیان آمد
زبهر امتحان تکلیف فرمودند یارانش
بهانه درد دندان کرد و درمان باشدش کندن
اگر خواهد که گوید شعر باید کند دندانش

مرزا جعفر عاشق

مرزا جعفر عاشق تخلص طبعش به هجو میل تمام دارد - من اشعاره :

می شود از گریه در بزم جنون عشرت مرا
قطرهٔ اشک است گوی اختر دولت مرا

وقتے که مرزا ابو تراب غبار بخدمت وقائع نگاری احمد آباد امتیاز داشت عاشق قصیده در هجو غبار [ص ۳۳۹] گفته بود (۱) این بیت ازان قصیده است:

هنوز طفل مزاجست می کند صد بار
همیشه زنگله بازی بالت اغیار (۲)

غبار بشنید و گفت لایق من نیست که در برابر هجو هجو بگویم ،

۱- مرزا ابو تراب غبار کے بارے مین سرو آزاد کا اقتباس قابل ملاحظه هے :

جعفر عاشق تخلص در هجو غبار قصیدهٔ پرداخت غبار باین رباعی جواب ادا کرد

گویند که هجو کرد مارا جعفر شیرین و لطیف همچو شیر و شکر
صد شکر که آنچه عیب ما بود غبار امروز بجاے دیگرے گشته هنر
(سرو آزاد ، ص ۱۲۵ ، ۱۲۶)

۲- قیاسی تصحیح -

چیزے صله خواهم داد - اتفاقاً بر سر راه هر دو عزیز دو چار شدند - غبار قدم از جادهٔ اهلیت بیرون نهاده ، از دست پاچیان روا دار بے حرمتی عاشق گردید -

عروجی

عروجی [از امرا زادهاے هندوستان (۱)] بعروج طبع معروف بود - [و در سلک ملازمان جهانگیر بادشاه منسلک (۱)] و خط نستعلیق درست [ص : ۳۴۰] می نوشت (۲) آخر ترک منصب نموده بفقر و قناعت در ساخت - در وزن مخزن اسرار مثنوی گفته مسمی بمعدن ابرار - و دیوان اشعار نیز دارد - من اشعاره :

بوصل یار تمناے دل چنان گرم است
که حرف شعله صفت برسر زبان گرم است

روز محشر نمونهٔ روزم
شب یلدا نشانهٔ ز شبم

[ص ۳۴۱] ز خون دیدهٔ من گر محیط یاد آرد
شود بکام صدف در چو لعل رمانی

گه کافر دیر و گاه زاهد کیشم
گه خویش مبین و گاه دور اندیشم
گه مرهم ریش و گه سراسر ریشم
گه دشمن خویش گه بدشمن خویشم

سید لطف الله عاصی

سید لطف الله عاصی در عصر عالم گیر بادشاه بود - طبع شعر درست داشت - این شعر ازوست :

از پے جاه خراب این همه نتوان بودن
چشم وا کن که بخواب این همه نتوان بودن

۱- اضافه بر حاشیه

۲- قلمزده عبارت : مے نوشت - از امرا زاده هاے هندوستان بود و خود نیز در سلک ملازمان جهانگیر بادشاه منسلک بود -

نعمت خان عالی

نعمت خاں عالی (۱) در عهد بهادر شاه بخطاب دانشمند خاں امتیاز یافته بود - در عربی و فارسی [ص ۳۴۲] دستگاه عالی داشت - صاحب چندیں تصنیفات است - مرد ظریف مزاج و خوش طبع بوده - در سنه سیوم (۲) بهادر شاه سفر آخرت گزید - رباعی:

عالی زغمت اشک بریزد چه کند
وز همچو تو شوخے بگریزد چه کند
پیراست و تو پشت می کنی جانب او
انصاف بده که بر نخیزد چه کند

تاریخ مرثیهٔ بادشاه زادهٔ خجسته شیم محمد اعظم گفته و آں این است:

شهزادهٔ دیوانه وش و اژدر دم
حقا که نبود هیچ از رستم کم
دیدند سر و تنش جدا گشته ز هم [ص ۳۴۳]
گفتند همه اے محمد اعظم

خواجه معین الدین غازی

خواجه معین الدین غازی تخلص در ایام بادشاهزادگی در سرکار شاه عالم بخدمت قوربیگی ممتاز بود - ایں شعر ازوست:

پیوستن و گسستن فرقے ندارد اصلا
با یار آشنا شد هر کس ز خود جدا شد

۱- کلمات الشعرا میں ذکر ص ۷۹ ، ۸۰ حاشیه میں موجود ہے اخلاص نے اس سے استفاده نہیں کیا -

۲- اصل : سیوئم

ملا طاهر غنی

آراستهٔ باطن و ظاهر ملا طاهر ، غنی تخلص (۱) متوطن کشمیر ، نغمه سرای بوستان سخن بوده - و زمزمه سرای چمنستان این فن - تا حال همچو شاعر معنی بند ازاں خطهٔ [ص ۳۴۴] دلپذیر برنخاسته ، بلک از سواد هند نیز بر نیامده - زمین سخن رنگیں کردهٔ اوست ، و بحر شعر آب دادهٔ او - در غزل نویسی سواد از چشم غزالاں باج می گیرد ، و در قصیده از قصد های بلند بر سر سخن تاج می گذارد - در رباعی مربع نشین چار بالش او رنگ سخن است - و مصراعش مانند طرهٔ زلف غیرت خوبان دلآویز - و هر مطلعش بسان (۲) بیت ابروان گلرویاں فتنه انگیز - دیوانش که دیوانیان [ص ۳۴۵] سخن را دستور است ، از اول تا آخر سیر کردم - مصرعے بنظر نیامد که خالی از ادا و تشبیهه و ایهام باشد - غرضکه خلعت شاعری بر قامت آن سخن آفریں زیبا و رساست -

[گویند در حالت نزع ملا طاهر غنی شعرای کشمیر بخانه او جمع آمدند - غنیؔ گفت که چراغے بودم که می باید خاموشم شد شمارا بخدا می سپارم - شاعرے گفت اے مولوی بگذار تا انگشتے بچراغت چرب کنیم شاید بکار عمرت آید و نور حیات بیفزاید (۳)] -

---

۱- کلمات الشعرا : صاحب طبع عالی بوده ، پایهٔ سخنوری را بدرجهٔ کمال رساند ، از خطهٔ کشمیر بلکه تمام اقلیم هند همچو او سخنورے خوش خیال نازک بند معنی یاب بر نخاسته ... اکثر شعرش بطرز ایهام است .

نتائج الافکار : وفات ۱۰۷۹ھ

۲- قلم زده : مانند

۳- یه اور مندرجه ذیل عبارت حاشیے پر درج ہے :

روزے در قهوه خانه مرزا محمد علی صائب اشعار خود خواندن آغاز کرد - اتفاقاً پسرے که اشعار متقدمین بسیار در خاطر داشت ، برابر هر شعر شعر خواند ، و گفت این همه اشعار که می خوانی سرقه است - میرزا او را پیش طلبید و در گوشش این مصرع خواند : مضمون نه بسته بند تنبان شماست؟

روزے ظفر خان احسن برای دیدن شاعرے آمد - دید که خوابیده است ،

(اگلے صفحے پر)

و ''غنی'' تاریخ ابتداے شعر گفتن و تخلص یافتن آن عالی فطرت(۱) است
لیک درعین شباب طائر روحش صید چنگل شاهین قضا گردید ـ من اشعاره :

دمے که یار گذارد قدم بخانهٔ ما
سزد که کعبه شود سنگ آستانهٔ ما
[ص ۳۴۶] بردند پس از مردن ما معنی ما را
صد شکر که ماند است بیاران سخن ما
از مالدار کیسهٔ خالی است یادگار
گوید بگوشم این سخن پوست کنده مار(۲)
بریزش زیر بار خود در آور ساده لوحان را
بیفشان سیم و زر چندانکه بر دارند داماں را
ز شوخی پشت بر من کردی و بر رو نمی آرم
کنی گر جانب من پا دراز آن نیز بردارم
گه نظر بر غیز دارد گاه بر ما چشم او
بسکه بیمار است می افتد بهر جا چشم او
[ص ۳۴۷] سعی بهر راحت همسایها کردن خوش است
بشنود گوش از براے خواب چشم افسانها
کاسهٔ خود پرمکن زنهار از خوان کسے
داغ از احسان خورشید است بر دل ماه را

(بسلسله صفحهٔ ماسبق)

بضرب پا بیدارش کرد ، و گفت بر خیز ! فلاں غنیم را کشتم و بسزا رساندم ـ شاعر گفت که کشتن غنیم کار سپهداری است اما لکدزدن کار خر است؟

گویند امیر تیمور از خدمه رکاب مصاحبه داشت . شاعره دولت نام اتفاقاً یک چشمش بے نور شد ـ روزے بادشاه بسویش نگاهے کرد و گفت دولت کورے نمی باشد جواب داد که اگر دولت کور نمی بود ملازمت بادشاه لنگ اختیار نمی کرد ـ

۱- ماخوذ از کلمات الشعرا
۲- تصحیح از دیوان غنی طبع نولکشور ص ۱۰

رفت مانند شیشهٔ ساعت (۱)
عمر من در نفس شماریها

روزی مار نیست غیر از خاک
خاک بر فرق مالداریها

هست چوں ناخنم نگیں بے نقش
ننگ دارم ز نامداریها

[ص ۳۴۸] حسن سبزے بخط سبز مرا کرد اسیر
دام همرنگ زمیں بود گرفتار شدیم

کند در هر قدم فریاد خلخال
که حسن گل رخاں پا در رکاب است

می شود پیمانه پر از کثرت نعمت غنی
خضر وقت است هر که قانع شد بقوت لایموت

عزت شاه و گدا زیر زمیں یکسانست
می کند خاک برائے همه کس جا خالی

لاف موزونی زند مانند سرو
هر که خواهد صفحهٔ از بوستاں

بود کج بحث چوں حرف غلط در صفحه مجلس
نخیزد گر بتحریک زباں از تیغ بردارش

[ص ۳۴۹] بسے مشکل بود دل کندن از خوباں پس از الفت
هنوز آب از غم یوسف بچشم چاه می گردد

نهاں شد شمع در فانوس و بے تاب است پروانه
بتقریبے مکان خویش خوباں گرم می سازند

مکن با دوستاں از آشنائی اختلاط افزوں
در آید چوں درون دیده مژگاں خار می گردد

۱- تصحیح از دیوان غنی ص ۱۹

شعرے دگراں را ہمہ دارند بخاطر
شعرے کہ غنی گفت کسے یاد ندارد

علی رضائی مشہدی غزالی

علی رضائی مشہدی غزالی [ص. ۳۰] تخلص در سخن گوئی و سخن سنجی صاحب قدرت بود ، و از مذاق اہل توحید آگاہ ۔ و از اشعار متقدین و متاخرین آن قدر یاد داشت کہ شرح آن نتوان داد ۔ و از حسد و حقد اقارب کہ الاقارب کالعقارب گفتہ اند ، بروے تہمت الحاد بستند ، و قصد بجاں کشتن کردند ۔ از وطن جدا شدہ بدکن آمد (۱) ۔ خان زمان علی قلی خاں بیگ عیسی [غریبی ؟] (۲) او را شنیدہ ایں قطعہ با یک ہزار روپیہ ہمراہ کسان خود [ص ۳۰۱] فرستاد ، در آخر قطعہ اشارتے بطریق تعمیہ بتعداد زر مرسولہ نمود۔

قطعہ :

اے غزالی بحق شاہ نجف بسوے (۳) بیدلان محزوں آی
پایہ تو چہ داند آن جا کس(۴) سر خود را بگیرو بیروں آی (۵)

۱- آتش کدہ آذر (حاشیہ مصحح): چوں یکے از معاصران خویش بنام نوری دندانی را ہجوے گفت، مشہور تر شد ۔ ولے بمناسبت تہمت زدگی بروزگار شاہ طہماسپ از ایران بدکن گریخت و در آن جا نیز اختر مرادش چنانکہ باید درخشندگی نیافت تا آنکہ حاکم جونپور بنام علی قلی خان ، مشہور بخان زماں کہ از اکابر اعیان دربار اکبری بود قدر او ندانست (ص ۴۸۱)

۲- بہ ظاہر عیسی ہی لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے ۔ عیسی تخلص خان زمان علی قلی خان کا کہیں دیکھنے میں نہیں آیا ۔ میر ہمت خان عیسی ایک امیر ضرور تھے لیکن وہ بخشی اول دورہ عالمگیر میں ہوئے ہیں (بزم تیموریہ، ص ۲۸۰) سیاق عبارت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس لفظ کا تعلق جملے کے اگلے حصے سے ہے ۔ غزالی کی دکن میں بے قدری کی بنا پر قیاس ہو سکتا ہے کہ یہ لفظ غریب‌الوطنی (غریبی) یا پھر مفلسی یا قلاشی قرار دیا جائے ۔ بہر حال قرأت مشکوک ہے ۔

۳- خزانہ عامرہ : کہ سوے

۴- خزانہ عامرہ ، نتائج‌الافکار : چوں کہ بے قدر گشتہ آن جا

۵- نتائج‌الافکار : سر غزالی کہ غین است کنایہ بہ ہزار روپیہ نمودہ ۔

مولانا از خان مذکور صله ها گرفت و نعمت هاے فراوان یافت - بعد قتل او ببارگاه اکبر بادشاه رسید - بادشاه قدردان از روے قدر دانی بخطاب ملک‌الشعراءٔ امتیاز بخشید - و در گجرات غزال [ص ۳۰۲] روحش در سنه نهصد و هشتاد [۹۸۰ھ] هدف ناوک قضا گردید -

مصنفات مولانا بسیار است - دیوان قصائد و غزل و رباعیات متعدده دارد که قریب لک بیت توان گفت ، و در نثر کتاب اسرار ازوست ، و نسخه رشحات‌الحیات در تصوف ، و مراة‌الکائنات در بیان اخلاق نیز نوشته - من اشعاره :

شورے شد و از خواب عدم دیده کشودیم
دیدیم ، که باقیست شب فتنه غنودیم
چون رد و قبول همه در پردهٔ غیب است [ص ۳۰۳
زنهار کسے را نکنی عیب که عیب است

قطعه :

اے غزالیؒ گریزم از یارے — که اگر بد کنم نکو گوید
من و آن ساده دل که عیب مرا — همچو آئینه روبرو گوید

رباعی :

در کعبه اگر دل سوے غیر است ترا
طاعت (۱) همه فسق ، کعبه دیر است ترا
ور دل بحق است و ساکن میکدهٔ
مے (۲) نوش که عاقبت بخیر است ترا

رباعی :

در عشق نه جاه ونے (۳) حسب می باید
نے (۳) علم ونه فضل و نے (۳) نسب می باید

۱- مجمع‌الفصحا (طبع تهران) جلد ۳ ، صفحه ۲۸ : طاعت گشته
۲- ایضاً : خوش باش
۳- اصل : نه

[ص ۳۰۴] این واقعه را کسے عجب می باید
معشوق غیور ست ادب می باید (۱)

رباعی :

سلطاں گوید که نقد گنجینهٔ من صوفی گوید کہ دلق پشمینهٔ من
عاشق گوید که داغ دیرینهٔ من من دانم و دل که چیست در سینهٔ من

شیخ محمد اکرم غنیمت

شیخ محمد اکرم غنیمت تخلص (۲) متوطن قصبهٔ کنجاه مصاف صوبهٔ پنجاب ـ از ارادتمندان حضرت غوث الاعظم بود ، و مشق اشعار خود را پیش میر محمد زماں راسخ می گذرانید [ص ۳۰۵] و استفادهٔ فن شعر می نمود ـ و اکثر خیالهاے رنگین در الفاظ شوخ و عبارت متین بسته در هندیاں غنیمت بوده ـ دیوان مختصر ازو یادگار است ـ من اشعاره :

کرده ام از مهر لب نقد بیانها در گره
بسته ام چوں غنچهٔ سوسن زبانها در گره
بیاد داغهاے کهنه دل دارد تماشاے
بود طاؤس را سیر (۳) چمن بر گشته دیدنها

مثنوی نیز فکر کرده مشتمل برداستان عشق عزیز و شاهد مسمیٰ به نیرنگ عشق ـ بیتے چند از آں مثنوی نیز [ص ۳۰۶] دریں مختصر می نگارد ـ

ابیات :

مرا روزے بدل شوق آشنا شد کتاب صبر را شیرازه وا شد

۱ـ آتش کده آذر کے حاشیه میں بهی مصحح نے اس رباعی کو پیش کیا هے ـ

۲ـ کلمات الشعراء : از خاکیان هند غنیمت بوده طبعے درست داشت و دیوانے مختصر دارد ـ نتائج الافکار : وفات ۱۱۰۰ ھ

۳ـ دیوان غنیمت (طبع لاهور) سیر چمن طاؤس را

بامیدے تماشاے نگارے نمودم جانب مکتب گذارے
بر آمد بر در مکتب خروشم که من سی پارهٔ دل می فروشم
بگوش شاهد آمد نالهٔ من بغل پروردهٔ تبخالهٔ من
مرا از مهربانیها درون خواند خرد از همرهی بیرون در ماند
ز سر پا کرده رفتم یک قدم پیش بلا گردان لطف طالع خویش
بگفتا پیش تر آ ، پیش رفتم تکلف بر طرف از خویش رفتم
[ص ۳۰۷]
ز دست من بصد اعزاز برداشت غلط گفتم بچندیں ناز برداشت
بمهر اول غبارش را برافشاند پس آنگه سورهٔ (۱) اخلاص برخواند
پسندش کرد و گفتا من خریدار بگفتم گر (۲) شود طالع مددگار
بگفتا قیمتش ، گفتم نگاهے بگفتا کمترک ، گفتم که گاهے
بگفتا یافتم، زیں بیش مخروش مبادا بشنود اخوند خاموش

مرزا ابو تراب غبار

مرزا ابو تراب غبار مردیست موزوں ، شعر هائے راست براست دارد :

طفل بدخوے سرشک من نمی گیرد قرار
خواب آسایش مگر در دامن محشر کند

ملا محسن فانی

عارف [ص ۳۰۸] معارف ربانی ملا محسن فانی (۱) از اکابر کشمیر

۱- اصل : صورهٔ

۲- نیرنگ عشق (طبع لاهور) ص ۳۳ : ار

۳- کلمات‌الشعرا : خود را از اکابر موحدان می گرفت و از اکابر کشمیر صوفی مشرب بود - از مصاحبان دارا شکوه است -
نتائج‌الافکار : وفات ۱۰۸۱ھ

بود ، و بادشاه زادهٔ بلند اقبال دارا شکوه ، خلف شاه جهان بادشاه [را] مصاحب- چندے بخدمت صدارت صوبه اله آباد مامور بود ، به سببے از اسباب بے منصب شد ، و سالیانه در خور معاش او مقرر گشت- و باز تا آخر عمر از کشمیر بر نیامد - در عالم شعر فکر بلند و طبع رسا داشت - اگر غنچگیان عرائس مضامین را به نسایم شمایم زبان معجز بیان رنگین و شاداب تر بشگفتن می آورد ، [ص ۳۵۹] و دامن دامن گلهاے سخن بسمع سامعان می افشاند - جامع کمالات طبیعی و الهی و منطق و معانی بوده - شاعری نقصان آن والا گوهریست - چون بخیال شعر سر می پرداخت و صاحب دیوان ست لاجرم نام آن برگزیدهٔ الهی را در زمرهٔ این فرقه بقلم آورده - این چند بیت از اشعار آن معنی نگار است - من اشعاره :

سر نوشت ما چو کلک تیغ آن دلبر نوشت
بر بیاض گردن ما حرف ترک سر نوشت

در بیاض حسنت ابرو مطلع برجسته بود [ص ۳۶۰]
خط پشت لب برابر مطلع دیگر نوشت

تاب دیدار تو آورد دل و منفعلم
آب می شد اگر این آئینه جوهر می داشت

موے سفید خندهٔ صبح اجابت است
گشتیم پیر بر در آو تا دعا رسید

دست ارباب کرم چون کیسهٔ مفلس تهیست
معنیٔ این نکته حل شد از کف دریا مرا

با دهانت چسان کنم نسبت
دهن غنچه را که بو دارد

وصف موئے میان او فانی [ص ۳۶۱]
چه نویسد قلم که مو دارد

نقش ابروے تو محو از دل ما نتوان کرد
یعنی از صومعه محراب جدا نتوان کرد

بقدر وسعت مشرب بهر کس جرعهٔ دادند
تو در پیمانه مے داری و من خون در جگر دارم

فغفور

فغفور (۱) معنی یاب خوب می نماید :

سرا قیامت مردن بصورت دگر است
مسافران عدم انتظار من بکشند

فروغ

فروغ ، خوب متین می گفت :

یار بهتر ز من احوال مرا می داند
من چسان عیب خود از آئنه پنهان دارم

شیخ ابو الفیض فیضی

[ص ۳٦۲] شیخ ابو الفیض فیضی ملک الشعرائے اکبر شاهی بوده ۔ مولدش دارالخلافهٔ آگره است ، و خلف شیخ مبارک ناگوری ۔ شیخ عبد القادر بداؤنی می نویسد که شیخ مبارک از علماءٔ متبحر بود و سالک اطوار مختلفه ۔ در اوایل در امر معروف و نهی منکر بمرتبهٔ جهد داشت که اگر در مجلس او کسے انگشتری طلا یا لباس سرخ می پوشید ، از مجلس بدر می کرد ۔ و از سرود نغمه احتراز می نمود ۔ و [ص ۳٦۳] آخر غیرت الهی بمرتبهٔ دامن گیر او گردید که بے سرود و نغمه ساعتے نمی ماند ۔ در اوایل عهد اکبر بادشاه وقتے که جماعت نقشبندیه استیلا داشتند نسبت خود را بآیں سلسله درست کرد ۔ و زمانے منسوب بمشائخ همدانیه شد ۔ و آخر حال که اهل عراق در بارگاه خلافت غالب آمدند ، برنگ ایشان سخن می گفت ۔ تفسیر منبع نفایس الفنون نام مانند تفسیر کبیر چهار جلد ضخم نوشت ۔ و در دارالسلطنت لاهور هفدهم ذی قعده سنه هزار و یک بعالم بالا [ص ۳٦۴] انتقال کرد ۔ و تولد شیخ فیضی نهصد و پنجاه و چهار است ۔ و تحصیل علوم عقلی و نقلی و کلی و جزئ از پدر خود نموده ۔

گویند دوازده هزار کتاب در علوم عربی و فارسی اکثر بخط مصنف جمع کرد ، و تفسیر بے نقط در سنه هزار و یک با تمام رسانید مسمیٰ بسواطع الالهام ۔

۱۔ کلمات الشعراءٔ : از تازه گویان و معنی بایان بوده

علمای عصر مثل مولانا جمال لاهوری و مولانا عبد السلام مفتی و شیخ عبدالخالق دهلوی وغیره در تعریف تصنیف آن توقیعات نوشتند - میر حیدر معمائی [ص ۳٦٥] تمام سورهٔ اخلاص را تاریخ انجام یافت - و خود نود و نه فقرهٔ بے نقط تاریخ یافت - مولانا ملک قمی و ملا ظهوری رباعیات در تعریف آن گفتند - در سنه هزار و چهار روز یکشنبه دهم صفر بخاک پیوست - بسیارے از مستعدان مرثیه و تاریخ فوت آن معنی آفرین گفته اند - یکے از فضلاے عصر ''فیاض عجم'' تاریخ یافته - حکیم عارف تاریخ رحلتش بدیں گونه نظم نموده :

شیخ ابوالفیض فیضی آنکه بفضل
در جهان خرد جهانبان بود
زادهٔ خاک هند بود ولے [ص ۳٦٦]
فضل را افضل خراسان بود
بکدامیں زبانش بستایم
کز جهاں هر چه بهتر است آن بود
در هزار و چهارم از هجرت
جان پاکش قریب یزداں بود

اکثر عزیزاں تاریخ وفاتش بسیار مذمت آمیز نوشته اند - و بنده نوشتن آنها را مناسب ندانسته ، عنان کمیت قلم را ازاں وادی باز داشت - من اشعاره :

باقامتش سریست من تیره بخت را
مانند هندوے که پرستد درخت را
پیداست ز ماه تا بماهی [ص ۳٦۷]
ماهیت حسن او کماهی
زخم بالاے دیده است او را
چشم زخمے رسیده است او را

وقتے که بادشاه عالم پناه اکبر بادشاه از هندوستان بعزم جنگ بادشاه

گجرات بسرعت تمام تر باده هزار شتر سواران جنگ آزموده ، بگجرات رسیده ، فتح آن ملک نمود - فیضی در شاهنامه مفصل این داستان را بسلک نظم آورده ، این چند بیت از آنجا بقید قلم می آید :

[ص ۳٦۸] یلان بر شتر تیر کش در کمر
شتر ، چون شتر مرغ در زیر پر
شهنشه سواریٔ جمازه کرد
ره و رسم پیغمبری تازه کرد
بزیر سپر فخر شاه شهان
چو زیر سپهر مقوس جهان

مرزا ابوالفتح سبزواری فاتح

مرزا ابوالفتح سبزواری فاتح تخلص برادر زادهٔ مرزا حسین عارف ، جوان رعنائے بود - از اصفهان بهند رسید ، و پس از چند سال رخت اقامت بعالم بقا بر بست - شعر خوب می گفت ، و خط شکسته نیز می نوشت - مطلع قصیدهٔ پر زورش [ص ۳٦۹] این است :

بهار شد که بروید چو گل شرار از سنگ
برنگ لاله دمد لعل آب دار از سنگ

میر احمد فائق

بمعنی یابی و ادا بندی لایق ، میر احمد فائق(۱) برادر رشید میر جلال الدین سیادت است - اکثر بخدمات لاهور سرفراز می ماند (۲) - مردیست صاحب کمال ، در شیوهٔ سخن وری یگانه ، و سر آمد شعرائے زمانه - این چند اشعار آبدار گل سر سبد دیوان ایشان اند - من اشعاره :

۱- کلمات الشعراء (حاشیه ص ۸۸) : میر سید احمد برادر میر جلال الدین سیادت در لاهور بعلاقهٔ مذهب و خدمت خزانه اقامت دارد - و از خوش فکران است -

۲- نتائج الافکار : وفات ۱۱۰۰ھ

[ص ۳۷۰] نه امروزیست از عشق توام این آه و زاریها
چو موسیقار می‌کردم فغاں در نے نوازیها
نسبت فقر و فنا بسکه بهم نزدیک است
نیست یک پرده جدائی ز کفن تا کفنی (۱)
پروانه گو بناز! که در چشم می کشند
خوبان هند سرمه ز دود چراغ ها
از شرم چشم مست تو خوباں نهفته اند
در آستیں چو غنچهٔ نرگس پیالها
یوسف من بے تنزل یافت اوج اعتبار
در غمش چشم کبوترهاے چاهی شد سفید
آخر ز شرم ابروت اے آفتاب حسن
شمشیر خود هلال بزیر سپر کشید
[ص ۳۷۱] دمے بخوش دلی ار بگذرد غنیمت داں
زمانهٔ که محرم بود سر سالش

رباعی:

باشند اگر چو سینه صاف و یکرنگ از هم نشوند آشنایاں دل تنگ
بیگانگی آورد کدورت فائق آئینه ز آب خود نمی گیرد زنگ

فصیحی

فصیحی (۲) فصاحت عبارت و متانت کلام بدرجهٔ تمام داشت:

خویش را بر نوک مژگان ستم کیشاں زدم
آں قدر زخمے که دل می‌خواست در خنجر نبود

۱- یہی شعر به ادنیٰ تغیر اس تذکرے میں وحدت کے حال میں بھی درج ہے-
۲- کلمات الشعراء: میرزا فصیحی از فصحاے زمانه بود اشعار ریخته (کذا) دارد و استاد یکانه -
نتائج الافکار: وفات ۱۱۰۰ھ

[ص ۳۷۲] دوش تقلید جرس کردم و صد قافله سوخت
آه گر ناله پریشان تر ازیں می کردم

فاطمه قواله

[فاطمه قواله در صفهان بداد سخن رسیده ، سرخوش بادهٔ نشاط و انبساط بود :

در این زمان رواج خوش آمد زبس رواست
در گوش خلق حرف نصیحت هزار پاست
بحر از صدف بچشم دهد جاے اشک را
کوچک دلی ز وضع بزرگان چه خوشنماست (۱)]

فرحت

فرحت کشمیریست - اکثر دیدنش در مجالس مشائخ می شود - شعرهم بتلاش می گوید - من اشعاره :

اهل بنیش سبزهٔ نا رفته از جا می کنند
آمد و رفتے (۲) نباشد مردمان چشم را
پیری رسید و رفت سیه مستی شباب
موے سفید من نمک این شراب شد

رباعی :

عید است و جهان ز عیش شد نغمه سرا
عالم گردید باز عشرت پیرا
از بسکه نداشت نقد عیشے در دست
طفل اشکم ز خون دل بست حنا

فروغی کشمیری

فروغی کشمیری [ص ۳۷۳] سخن را بسیار بآب و تاب می گفت ، و

۱- اضافه بر حاشیه
۲- اصل : رفت

در ہائے اشعار آبدار در سلک نظم می سفت - و در سال ہزار و ہفتاد و ہفت [۱۰۷۷ھ] رقم سنجان دیوان قضا بروِرق حیاتش خط کشیدند - من غرر نظامہ :

گر دلت آرزو کند آں گہر یگانہ را
رقص کناں بآب دہ ہمچو حباب خانہ را

کے زبیم خنجرت خواہد دلم یکسو گرفت
ہمچو ابرو می تواں تیغ برابر رو گرفت

[ص ۳۷۴] یا رب چہ خوش ست ایں دو عذاب دوزخ
آتش بزمستان و بتابستاں یخ

لالہ را ہم با چمن دل صاف نیست
ما دل یاران عالم دیدہ ایم

اے کہ در رفتن شتاب تیر دارد عمر تو
چوں کماں بہر کہ می سازی منقش خانہ را

میرزا نادر الزماں فصیح

میرزا نادر الزماں فصیح برادر زادۂ محمد امین عرفان است - در سن تمیز چند سال بمشق سخن پرداختہ ، طرز مرزا جلال اسیر اختیار نمود - آخر جذبۂ معنوی بر مزاجش غلبہ کرد ، و ازیں فن خود را معطل محض نگاہداشت :

[ص ۳۷۵] ما را نشاں ز دولت نایاب دادہ اند
بر یاد آں کمر چہ قدر تاب دادہ اند

عمر بگذشت و نیاسود دل از نالہ دمے
کارواں رفت و ہماں بانگ درا می آید

شد از دمیدن خط رام وحشی چشمش
بدام سبزہ تواں کرد صید آہو را

شیخ محمد فائز

شیخ محمد فائز از شاگردان مجمع الکمالات صورت و معنی مولوی محمد سعید اعجاز است ، و دیوان مختصرے ہر بیت دارد :

گر بگذری بسوے چمن اے بہار ناز
گل رنگ و بوے خویش کند فرش راہ تو
[ص ۳۷۶] کے بماند خالی از شور جنوں میدان عشق
رفت مجنوں ما بدولت طبل(۱) در صحرا زدیم

مرزا غیاث الدین منصور فکرت

مرزا غیاث الدین منصور فکرت تخلص (۲)، از نجباے صفہان بودہ ـ در عصر عالم گیر بسواد اعظم ہند آمد ـ باخلاق حسنہ موصوف ، و بخوش فکری و بلند خیالی معروف بودہ :

نمی ماند سیاہی در دوات دیدہ آہو را
اگر دیباچہ بنویسم بیاض گردن او را
خمار افسردہ ام دارد ، شراب آتشینے کو
کہ خون مردہ را در پوست چوں ہندو بسوزاند

محمد بیگ فرصت

[ص ۳۷۷] محمد بیگ فرصت از ایران بہند نیامدہ ـ شاعر(۳) صاحب قدرت است ـ در مجلس بادشاہ آں جا باریاب بود ـ

یک رمیدن برد از ہر دو جہانم بیروں
وحشتم کاش باندازۂ صحرا بخشند

۱ـ قلمزدہ : خیمہ

۲ـ کلمات الشعرا : از شرفاے ولایت بود ، در عہد عالمگیر بہ ہند آمدہ .... خوش خلق و خوش فکر بود ـ

۳ـ قلمزدہ : شاعری

محمد ابراهیم فیضان

محمد ابراهیم فیضان (۱) خلف آقا محمد حسین ناجی - فکر شعر درست داشت ، و نثر رنگیں می نوشت ، و خط نستعلیق نیز - فی الجمله از علم رسمی بهره یاب بود - من اشعاره :

مآل اختلاف از دست صنعت یک رقم باشد
[ص ۳۷۸] تفاوت هاے کفر و دیں شگاف یک قلم باشد
نصیبے (۲) گر بود همچوں صدف زرق از سما ریزد
چو قسمت نیست روزی از دهن چوں آسیا ریزد
بیهوده چه سوزی پئے دنیا جگر (۳) خویش
در خاک چو اخگر ببری مشت زر (۴) خویش

فایض ابهری

فایض ابهری (۵) (ابری) شاعر صاحب قدرت است - من اشعاره :

چناں رنجور دارد ماه نو را رشک ابروے
که در یک ماه می گردد ز پهلوے به پهلوے

۱- کلمات الشعرا : آقا محمد ابراهیم فیضان خلف آقا محمد حسین ناجی ..... در فن انشا خود ثانی ندارد ...... خوش نویس هم بود -
نتائج الافکار : وفات ۱۱۲۴ھ

۲- کلمات : نصیبت

۳- اصل : جگر

۴- اصل : زرے

۵- نتائج‌الافکار : ملا محمد نصیر فایض ابهری... بعمر نود سالگی اربع و ثلثین و ماته و الف (۱۱۳۴ھ) مرحله پیماے سفر آخرت گشت -
سفینه هندی : ملا فائضا - محمد نصیر نام نامیٔ اوست ولد محمد قاسم ابهری ست ابهر قریهٔ است واقع دو فرسنگیٔ اصفهان .... در محاصرهٔ اصفهان بمرحمت الهی پیوست -

[ص ۳۷۹] ز بزم مدعی بیروں خرام اے مہ کہ مشہور است
قمر بیش از دو شب در خانۂ عقرب نمی باشد
شہرت نکند دست کرم بے کف سائل
یک دست محالست صدا داشته باشد

محمد دارا شکوه قادری

شاه محققاں ، سلطان اهل عرفان ، صاحب حال شاه بلند اقبال ، محمد دارا شکوه (۱) - خلف شاهجہان بادشاه - از بطن ارجمند بانو مخاطب به ممتاز محل صبیه ابو الحسن آصف خاں ، شب دو شنبه سلخ صفر سال هزار و بیست و چہار هجری [ص ۳۸۰] بر کنار ساگر تالاب دارالخیر اجمیر تولد یافت :

گل اولین گلستان شاهی

تاریخ ولادت آں والا گوهر است و بحسب اعتقادے که بسلسلۂ عالیۂ قادر یه داشت قادری تخلص می کرد - و در سال هزار و شصت و پنج هجری که عمرش از چہل تجاوز نموده بود ، سوائے عنایات دیگر بامور جلوس بر کرسی طلا که متصل تخت خلافت نصب کرده بودند ، بلند پایه گشته ، بخطاب شاه بلند اقبال امتیاز یافت - و در سال هزار و شصت و پنج هجری که عمرش از چہل تجاوز نموده بود ، سوائے عنایات دیگر بامور جلوس بر کرسی طلا که متصل تخت خلافت نصب کرده بردند ، بلند پایه گشته ، بخطاب شاه بلند اقبال امتیاز یافت - و در سال هزار و [ص ۳۸۱] شصت و هشت بانعام یک کرور روپیه نقد و جواهر و بمنصب شست هزاری چہل هزار سوار ، ازانجمله سی هزار سوار دو اسپه که تمام طلب بانعام هشتاد و سه کرور دام می شد ، و حاصل آں از قرار دوازده ماهه دو کرور و هفت لک پنجاه هزار روپیه بود ممتاز گردید - و بادشاه فرمود بابا طلب شما با خالصہ برابر شد - ملازمان حضور و صوبجات تیول سوارے پیاده و عمله و فعلۂ کارخانجات از توپخانه و فیل خانه و اصطبل [ص ۳۸۲] وغیره که سر انجام هر یک از حد حصر افزوں و از احاطۂ شمار بیروں بود ، چہل و پنج هزار سوار چہار اسپه تا یک اسپه علوفه خوار موجودے منسلک بود -

---

۱- کلمات الشعرا میں دارا شکوه کا جو حال درج هے اخلاص نے اس سے کچھ استفاده نہیں کیا -

در رمضان سال مذکور بنزدیکی اکبر آباد با برادران مقابلهٔ جنگ افتاد - چون سلطنت ظاهری نصیب نبود ، ازان همه سر انجام مجردانه راه پیمای بادیهٔ تنهائی شد - باز بنده هائے بادشاه عالمگیر دستگیر نموده بدارالخلافه شاه جهان آباد آوردند [ص ۳۸۳] شب پنجشنبه بیست و دوم (۱) ذی حجه سال هزار و شصت و نه که عمر مبارکش بچهل و شش رسیده بود ، در گذر خضر بامر بادشاه عالم گیر شهد شهادت اشامید ، و بهمان لباس که در برداشت در مقبرهٔ همایون بادشاه مدفون گشت - مصرع :

زود دارا شهید اکبر شد

تاریخ شهادت است - آن بادشاهزاده از مریدان حقائق آگاه ملا شاه کشمیری بود و تصانیف متعدده دارد [ص ۳۸۴] مسمی بسکینه" الاولیا و نسخه موسوم بسفینه" الاولیا و رسالهٔ حق نما و نسخهٔ حسنات العارفین و نسخهٔ مجمع البحرین و دیوان غزلیات و رباعیات نیز -

رباعی :

معروف شدم تا که بعرفان گشتم عارف شدم و ز خویش عریان گشتم
پیدا کردی مرا و لیکن من هم پیدا کردم ترا و قربان گشتم

رباعی :

خواهی که شوی داخل ارباب نظر از قال بحال بایدت کرد گذر
از گفتن توحید موحد نشوی شیریں نشود دهان بنام شکر

[ص ۳۸۵] . رباعی :

بے مرگ کجا نام تو گردد زنده بے بنده کجاست صاحبے زیبنده
از قید بود وجود مطلق ظاهر صاحب نبود اگر نباشد بنده

رباعی :

عارف دل و جان تو مزین سازد خارے که بود ز پاش گلشن سازد
کامل همه را ز نقص بیرون آرد یک شمع هزار شمع روشن سازد

۱- اصل : دویم

رباعی :

از مرگ نباشد اهل دل را آزار
در خواب نترسد چو شود دل بیدار
گر جان تو جسم را بینداخت چه باک [ص ۳۸۶]
چون کهنه بود پوست بیندازد مار

حاجی محمد جان قدسی

سر آمد شیرین کلامان زمان حاجی محمد جان قدسی تخلص (۱) مشهدی‌الاصل بورع و تقوی معروف ، و بحسن خلق و ستوده رای موصوف بوده ، و در سخن آفرینی و معنی بندی قدرت عالی داشت - در قصیده و غزل و رباعی داد فصاحت و بلاغت می داد ، علی الخصوص در قصیده و مثنوی نیز -

چنانچه شخصے در مدح آن خازن مخزن اسرار و غواص محیط افکار ، آئینه دار صور معانی ، پرده کشاے شاهدان راز نهانی ، جاسوس اسرار [ص ۳۸۷] عالم بالا ، فانوس انوار تجلی می گوید - رباعی :

آن نفس مقدس که سماتش قدسی است
اسم و لقب و ذات و صفاتش قدسی است
مجموعه خوبی ، همه چیزش خوب است
زانرو همه چیز او چو ذاتش قدسی است

در سال پنجم جلوس شاه جهان بادشاه ، موافق سال هزار و چهل و یک هجری ، از وطن احرام هندوستان نمود ، و اشعار آبدار خود را بسمع خلیفهٔ زمان

۱- کلمات الشعرا : خان زمان حاجی محمد جان قدسی ... سخنور صاحب قدرت بود در قصیده گوئی و غزل پردازی گوے بلاغت از اقران ربود ...... ظفر نامهٔ شاه جهان پادشاه . . . الخ . . . روز غزلے تازه گفته بود . . . الخ :

نتائج الافکار : وفات ، مصرع طالب کلیم :

دور از آن بلبل قدسی چمنم زندان شد
(۱۰۵٦ھ)

رسانید و [ص ۳۸۸] بانعام نقد و خلعت سرفرازی یافته (۱) ، در زمرهٔ مداحان بندگان عالی جا یافت و ظفر نامهٔ شاه جہاں بادشاہ را بفصاحت لفظی و بلاغت معنوی نوشته ، و داد ادا بندی و معنی یابی داد ۔ چوں دید که نام عبداللہ خاں بہادر فیروز جنگ دریں بحر گنجایش ندارد ، بایں قسم گفته :

نہنگے که از غایت احتشام ・ نگنجد به بحر از بزرگیش نام

گویند قصیده در مدح عبد اللہ خاں گفته بحضورش برد ، و همه قصیده را پیش او سر مجلس [ص ۳۸۹] خواند ۔ ہر گاہ فارغ شد عبداللہ خاں برخاست و دستش گرفته بر مسند نشاند ، و خود بلباسے که در برداشت بر پالکی سوار شده از لشکر برآمد و خیمه و خر ایں جمیع اثاث البیت در وجه صله بحاجی بخشید ۔

بعد از چند روز حاجی قصیده در مدح بادشاہ گفته بعرض رسانید ۔ بادشاہ گفت حاجی صلهٔ که عبداللہ خاں بتو داده است نمی توانم داد ۔ اما اقسام جواهر قیمتی طلبید و فرمود تا هفت بار دهانش پر از جواهر کردند ۔

[ص ۳۹۰] روزے غزل تازهٔ خود را پیش ملاے مکتب دار می خواند ، چوں ایں بیت از زبان حاجی برآمد :

ساقی به صبوحی قدرے پیشتر از صبح
بر خیز که تا صبح شدن تاب ندارم

کودکے سر بالا کرد و گفت حضرت اگر بجاے قدرے "نفسے" گفته شود براے صبح بجاست (۲) ۔

گویند چوں ایں شعر حاجی بسمع بادشاہ رسید :

۱۔ ربیع الآخر ۱۰۴۲ھ میں صاحب قران ثانی کے سامنے قصیده پیش کیا اور انعام پایا (سرو آزاد ص ۶۱)

۲۔ ماخوذ از کلمات الشعراء

فتد چو مقری (۱) تسبیح در گوش گره
موذنے که نگوید علی و لی الله

[ص ۳۹۱] بادشاه برهم شده از حاجی پرسید که این شعر از شماست - عرض کرد که (۲) من این شعر در هندوستان نگفته ام در صفهان گفته ام -

این چند بیت که دیوانیان هفت اقلیم را دستور سخن است دریں مختصر بزبان قلم آورد - من عزر نظامه :

من نمی گویم بچشمم نه قدم یا بر زمین
چشم من فرش است هر جا می نهی پا بر زمین
کند چو حرف گرفتاری مرا تحریر
بپاے خامه سزد گر رقم شود زنجیر
[ص ۳۹۲] گذشتنم ز تو باشد چو رشته از سوزن
که با حریر بود گرچه بگذرد ز حریر
در روزگار خصم هنرور هنر بس است
سوزد بجرم جوهر خود عاقبت چنار
زود به کردم من بے صبر داغ خویش را
اول شب میکشد مفلس چراغ خویش را
چو غنچهٔ گل صد برگ این سپهر دورنگ
بصد برهنه دهد یک قبا و آن هم تنگ
[ص ۳۹۳] جوانی رفت و داغے (۳) ماند بر (۴) دل یادگار از وے
چو آن سرخی که بر ناخن پس از رنگ حنا ماند

۱- مقریٔ سبحه بالضم - مهرهٔ کلانے که برسر تسبیح باشد و آن را امام تسبیح گویند (فرهنگ انند راج) تصحیح شعر از روے بهار عجم ص ۲۰۶

۲- قلمزده : جهان پناه من این زمانه

۳- اصل : داغ

۴- کلمات الشعراٗ : در

قصیده در منقبت امیر المومنین کرم الله وجه گفته ـ این دو بیت از آن قصید است :

آب تیغ تو بر سر دشمن همچو حکم اجل روان باشد
قبضهٔ خنجرت جهانگیر است گرچه یک مشت استخوان باشد

ابیات قصیده :

من آن نیم که کنم سرکشی ز تیغ جفا
چو شمع زنده سر خویش داده ام در پا
گمان برند خلائق مرا مرصع پوش
ز بسکه در بدنم خانه کرد سنگ بلا
[ص ۳۹۴] اگر بصورت پیکان نیامدے غنچه
چگونه در دل مرغ چمن گرفتے جا
چو صبح تا نفسے راست کرده ام جائے
رسید تیغ بکف مهر طلعتے ز قفا
بلا کشان محبت به پیش شمشیرت
چو شمع و خامه سر و گردن اند سر تا پا
ز داغ لاله سیاهی نمی تواند شست
اگرچه صرف کند ابر مایهٔ دریا
کسے بقمیت من بے نبرد و عمر گذشت
چو گوهرے که شود پیر در ته دریا
[ص ۳۹۵] ز آب خود چو زمرد کسے که سبز شود
نه شان ابر شناسد نه شوکت دریا
مباش گو ، پۓ آرایش ضعیفان چرخ
که نیست وسمه بر ابروے ماه نو زیبا
چنان ز تربیت کوهکن شود بے مهر
که جوے شیر سفید آرد از رگ خارا

بکوے تست نیارم وگرنه چوں کعبه
هزار خانهٔ خالی فتاده در صحرا
کجا روم من ازیں در که ماهیان در آب
بآستان تو آرند رخ چو قبله نما

رباعی :

دانی ز چه بے حجاب می خندد صبح
افگنده ز رخ نقاب می خندد صبح
ایں غمکده چوں مقام خندیدن نیست [ص ۳۹۶]
بر خندهٔ آفتاب می خندد صبح

رباعی :

دنیا معشوق عاشق دیں نشود (۱)
شیدائی آں شیفته ایں نشود
بارے دل عاشق (۲) نشود جلوهٔ دهر
آئینه ز عکس کوه سنگیں نشود

قانع

قانع معلوم نیست که کیست و کجائیست لیکن ایں شعر احوال اوست :

چوں مرد یک چشم تو در عالم نیست
چرخے که خدنگ غمزه را تیز کند

مرزا عبدالغنی بیگ قبول

سر زمرهٔ معنی بندان فحول مرزا عبد الغنی بیگ قبول شاگرد (۳) رشید

۱- نتائج الافکار : دنیا مطلوب طالب دین نشود
۲- نتائج الافکار : عارف
۳- قلمزده : از شاگردان

مرزا داراب جویا است - بدرویشی که در حقیقت شاهی است ساخته - مهمان دوست است و پیوسته بطبع حضور مشغول - الحال هندوستان از یمن قدوم آن سخن آفرین حکم صفاهان دارد - زمین سخن سبز کردهٔ اوست و بحر شعر آب دادهٔ او - و گلهاے معانی از طبع شگفته اش [ص ۳۹۸] شگفته - و غبار سخن سینهٔ طالبان سخن را به آبیاری نم قلم اعجاز رقم شسته :

ید الله چوں بیخمیرش فرو شد نم فیض بد آنچه درکار او شد

[وقتے که افاغنه بر صفاهان غالب آمدند زبان مبارک ایشان بدین شعر مترنم شد :

سرمه می گیرد ، فغاں زا دست آخر، باک نیست
شورے از افغاں اگر در اصفهاں افتاده است

هماں سالے که ایشان فرمودند ظالماں بجزاے اعمال خود رسیدند (۱)]
اشعار جواهر عیار قبول :

آش من پخت چو ترک چشمش
معنی طبخ نظر فهمیدم
حامی دین محمد حیدر خیبر کشاست
قلعهٔ شرع متین را شیر حاجی مرتضے است
اغیار راه آمدن ما گرفته اند
تا همچو سگ دراں سر کو پا گرفته اند
[ص ۳۹۹] گفتمش میکنی بمن نگهے
از سر ناز گفت باید دید
مانند تیغ زیر رکابے (۲) به بین دنی
پیوسته در کمین نشسته برادر ست

۱- اضافه بر حاشیه
۲- تیغ زیر رکابے : تیغے که زیر دامن زین همراه اسپ سواری باشد
قبول : شود سوار چو آں ترک شوخ می ماند
به تیغ زیر رکابے نگاه پنهانش (فرهنگ انندراج)

نالهٔ ام چون دید در طفلی پدر
گفت این بابا فغانی ۱می شود
نیست در سر فکر روزی صاحب شمشیر را
باشد از ناخن کلید رزق در کف شیر را
نه لازم است شجاعت نه شرط احسانست
بکام هر که فلک گشت خان دورانست
هر که مانند مه نو لب نانے دارد [ص ۲۰۰ ھ]
منتظر، جانب خود چشم جهانے دارد
چرا هر دم بخونم تیغ کین بندی سرت گردم
اگر من واجب القتلم بران موے کمر رحمے
توان از خاکساری کرد جا در دیدهٔ مردم
قبول این معنیٔ نازک مرا از سرمه روشن شد
قبول بسکه کنی خویش را ز وصلش گم
ترا نشسته به پهلوے یار نتوان دید
بپایش جبهه سودم گاه و گه ترک ادب کردم
زروے او خجالت دارم از کارے که شب کردم
سهه انگشت از دم خر بود افزون در درازیها [ص ۲۰۱ ھ]
مکرر شملهٔ دستار واعظ را وجب کردم
عبیر افشاند از بس دلبر عطار من بر خود
شمیم گربهٔ بید از بن هر موش می آید
بسکه در سر هست زاهد را نهان ذوق جماع
می نماید گنبد چل دختران عمامه اش
دقت طبعم دو بالا گشت گردیدم چو پیر
قامت خم گشته آخر مصرع پیچیدهٔ شد

[ص ۲۰۲م]

از طالعم شبی که میسر شراب شد
ما ریختیم (۱) شیشه بجام آفتاب شد

تا بسوی جامهٔ زرتار خود بیند دنی
می کند فی‌الفور خود را گم چو کرم شب چراغ

غم روزی مخور که مردان را
سپر و تیغ آب و نان باشد

زاهد چو یافت سبحه، ز می گشت بی نصیب
یک جا نداد چرخ بکس آب و دانه را

من از گزیدن رخسار یار دانستم
که زنده می شود از گوشت نفس حیوانی

قصیده در مدح خان دوران صمصام‌الدوله گفته - در آن قصیده [ص ۲۰۳م]
دو بیت در تعریف اسپ می فرماید:

این سبک رو گر ز دریا بگذرد نعل ز رش
تر نمی گردد ز آب بحر چون عکس هلال

یک نفس از مشرق آید گر بمغرب، دور نیست
آن پری پیکر که از دامان زین دارد دوبال

قاسم دیوانه

شاعر فرزانه، قاسم‌دیوانه (۲) شاگرد رشید مرزا محمد علی صائب تبریزی
است - چنانچه در اظهار شاگردی خود گفته:

سزد از عقل بشاگردیٔ من فخر کند
قاسم امروز که صائب بود استاد مرا (۳)

۱- سفینهٔ هندی: تاریکیم
۲- کلمات الشعرا: از شاگردان رشید مرزا صائب است
نتائج الافکار: وفات ۱۱۰۰ھ
۳- ڈیڑھ سطر قلم زد کی گئی ہے

من اشعاره :

[ص ۴۰۴] خویش را انگاشتم هیچ از بلا ایمن شدم
نیستی بر پیکر من کار جوشن می کند
می روی مستانه بر خاکم نمی دانی که من
در کفن همچون (۱) کباب در نمک خوابیده ام
شبکے بکنج خلوت اگرم دهی اجازت
بمکم چناں لبت را که درو سخن نماند

محمد پناه قابل

محمد پناه قابل (۲) جوان قابل است ـ خود را از شاگردان مرزا بیدل صاحب می شمارد ـ من اشعاره :

[ص ۴۰۵] قابل دریں زمانه ز آدم نشان مخواه
چندیں هزار سال ز آدم گذشته است
اکنوں که دل نماند دلاسا چه فائده
زیں پیش داشت فائده حالا چه فائده
تا از خم ابروے تو تصویر کشیدم
شمشیر دگر بر سر شمشیر کشیدم
دوئی را رنگ وحدت می دهد یکتائیم قابل
دو مصرع گر بدیوانم نشیند فرد برخیزد

قادر

قادر معلوم نیست که کیست و کجائیست (۳) لیکن شاعر صاحب قدرت

۱ـ کلمات الشعرا : همچو

۲ـ تذکرهٔ بے نظیر میں تخلص قابل [ڈاکٹر عبد الغنی کی رائے میں کامل هونا چاهئے ـ اورنٹیل کالج میگزین اگست ۱۹۵۲ء ، ص ۵۴] نتائج الافکار : وفات ۱۱۷۰ھ

۳ـ عبارت ماخوذ از کلمات الشعرا

می نماید و [ص ٦٠٣] زبان سنجیده دارد :

سر نوشتے نیست جز خجلت جبین ساده را
چین پیشانی است موج آبرو آزاده را

قاسم خاں قاسم

قاسم خاں قاسم (۱) همزلف جهانگیر بادشاه - از شعر مناسبت رسائے داشت - گویند روزے بادشاه آب (۲) خاصه طلبید - در پیاله گلے که بغایت نازک بود (۳) آوردند - همیں که در دست گرفتند (۴) از جنبش آب پیاله (۵) بشکست - بادشاه ایں مصرع فی الفور (٦) فرمود -

کاسه نازک بود آب آرام نتوانست کرد

[ص ٧٠٣] قاسم خاں پیش مصرع رساند :

دید حالم را و چشمش ضبط اشک خود نکرد

من اشعاره :

بعد ازیں در عوض اشک دل آید بیروں
آب چوں کم شود از دجله گل آید بیروں

مردم ز رشک چند به بینم که جام مے
لب بر لبت گذارد و قالب تهی کند

۱- کلمات سے اس ترجمے کا ایک حصه لیا ھے جس کی نشان دھی مناسب مقام پر کی گئی ھے -

نتائج الافکار : وفات سنه اثنین اربعین و الف - (۱۰۴۲ھ)

۲- کلمات : خالص و خاصه

۳- کلمات میں '' بود '' نہیں ھے -

۴- کلمات : به دست گرفت

۵- کلمات : میں '' پیاله '' نہیں ھے -

٦- کلمات : میں ''فی الفور '' نہیں ھے -

مرزا ابو طالب کلیم کاشانی

عندلیب باغ نعیم ، مرزا ابو طالب کلیم کاشانی (۱) مولدش همدان است ، و نشو نما در هندوستان یافته ۔ اول با میر جمله که متخلص بروح الامین بود بسر می برد ۔ و باز بمدح شاه جهان بادشاه همه عمر [ص ۳۰۸] رطب اللسان ماند ، و بخطاب ملک الشعرائی امتیاز یافت ۔ شاعر اعجاز رقم و مسیحا دم می توان گفت ۔ هر چه گفته همه متین و دل نشین ۔ و عبارتش روشن و معنیش رنگین ۔ چندے بجهته نظم بادشاه نامه نیز آن چمن آرائ گلشن سخن پرداخته بود ۔ و آخر العمر در صوبهٔ کشمیر منزوی شد ۔ و همانجا جلوه پیرائے عالم قدس گردید ۔ چنانچه ملا طاهر غنی تاریخ رحلتش گفته :

حیف کز دیوار این گلشن پرید
طالبا آن بلبل باغ نعیم

رفت و آخر خامه را از دست داد [ص ۳۰۹]
بے عصا طے کرد این ره را کلیم

اشک حسرت چون نمی ریزد قلم
شد سخن از مردن طالب یتیم

هر دم از شوقش دل اهل سخن
چون زبان خامه می گردد دو نیم

عمرها از یاد او زیر زمین
خاک بر سر کرد قدسی و سلیم

عاقبت از اشتیاق یکدگر
گشته اند این هر سه در یکجا مقیم

گفت تاریخ وفات او غنی
طور معنی بود روشن از کلیم [۱۰۶۱ھ]

۱- ماخوذ از کلمات الشعراء

چندے از اشعار آبدار آں اوستاد معنی بنداں بزبان قلم می آید -
من اشعاره :

ز ناز سرمه مکش چشم بے ترحم را
نشسته گیر بخاک سیاه مردم را

جز حرف عشق نیست سراسر بیان ما
چوں شمع یک سخن گذرد بر زبان ما

زیاں بیند ز رفعت آدم خام
نمی باید که باشد طفل بر با م

معشوق خورد سال بود سازگار تر
سروے که سر کشید دلش از چمن گرفت

دارم تب آں چنانکه سر انگشت را طبیب
برداشت، تا ز دست من اندر دهن گرفت

[ص ۱۱م] گر ندارد غم ما دهر نرنجیم ازو
زانکه در خاطر ما نیز غم دنیا نیست

پیچیده تر ز طرهٔ او دود آه ماست
بر گشته تر ازاں مژه بخت سیاه ماست

بگذر ز نام و ننگ که رسوائی آورد
پیوسته روسیاه نگیں بهر نام بود

هرگز نگشت قابل رحم تو مدعی
پیوسته آب تیغ تو بر وے حرام بود

تا دل نظر بحال تو افگند شد اسیر
مسکیں خبر نداشت که ایں دانه دام بود

[ص ۱۲م] کار مژگان سیه مست تو شد کج روشی
هر که برخاست [ز] میخانه چنیں برخیزد

تا بکنج دل من جاے نه بیند اول
نیست ممکن که غبارے ز زمیں برخیزد
کاروان خط نمی دانم چه بار آورده ست
ایں قدر دانم که نرخ بوسه ارزاں می شود
بغیر اشک کسے حال دل نمی داند
همیشه طفل ز دیوانگاں خبر دارد
ز رشک طالع تردامناں داغم دریں گلشن
که شبنم خانه از گل، بلبل از خار آشیاں دارد
[ص ۳۱۳] روز و شب از بسکه محو آں میاں گردیده ام
موے می ترسم براند عاقبت از دیده ام
حدیث زلف تو از دل بلب چو می آید
بسان خامه سیه می کند زبان مرا
دست هر کس را بسان سبحه بوسیدم چه سود
هیچ کس نکشود آخر عقدهٔ کار مرا
ما ز گیرانی مژگان تو پابرجائیم
ورنه اول نگهت برده توانائی را
که دل برجا تواند داشت پیش چشم شهلایش
کشد ز آئنه بیروں عکس را مژگان گیرایش
[ص ۳۱۴] کند قمری خیال سرو بر خاک آشیاں بندد
که هر جا سایه افتد بر زمیں از قد رعنایش
شویم گرد بدنبال توسنت افتیم
دگر براے چه روزے ست خاکساری ما

مثنوی در تعریف برج مثمن قلعه دار الخلافه گفته ـ اکثر ابیات آں بنوشتن می آید :

مشمن که دید این چنیں دلپذیر
که در هفت اقلیم شد بے نظیر
مسرت فزا ، دلکشا ، دل نشیں
غبار درش آبروے زمیں
یکے گشت آئینه را پشت و رو
ز بس یک جهت شد بدیوار او
گرفتے اگر رونما از سپهر
نماندے بچرخ اختر و ماه و مهر
درش همچو محراب حاجت رواست
گر او از خدا این ز ظل خداست
[ص ۱۵م] پناه زمان ، بادشاه زمان
جهان بخش ، ثانی صاحبقران
ز خاک درش ذرهٔ عالم است
ز بستان جاهش فلک شبنم است
بعهدش ضعیفاں چناں سرفراز
که رشته ز گوهر کند احتراز
همیشه درش باد عالم مآب
و زو زنده عالم ، چو ماهی در آب

قصیده در مدح شاهجهان بادشاه گفته - ازاں جمله چند بیت نگاشته می شود :

بهرکه پند نگیرد جفاے چرخ بجاست
بدست هرچه شکسته نشد بسنگ سزاست
[ص ۱٦م] حسب کمال بود نے شرافت نسبی
بشیشه کس نزند طعنه کاصلش از خار است

بکاروبار جہاں غیر یک نظر نکند
حباب وار کسے را که دیدهٔ بیناست

دماغ بر فلک و دل بزیر پاے بتاں
ز ما چه می طلبی ؛ دل کجا دماغ کجاست

خطا نمی شود از استخوان ما تیرت
پر خدنگ جفایت مگر ز بال هماست

جز اشک و آه چه باشد بکلبهٔ عاشق
متاع خانهٔ ما چوں حباب آب و هواست

رباعی در تعریف تفنگ گفته :

در معرکه ایں تفنگ فریاد رس است
خصم افگن و گرم خوے و آتش نفس است
[ص ۱۷م] موقوف اشارتست در کشتن خصم
سویش نگہے ز گوشهٔ چشم بس است

خوندکار روم در تہنیت نامهٔ جلوس شاه جہاں بادشاه نوشت که شما خود را شاهجہاں لقب کرده اید هفت اقلیم داخل جہانست و شما بادشاهی همه ندارید - بہترین نامہا نزد خدا عبدالله و عبدالرحمن است از نامہا نامے اختیار نمایند - بعد مطالع همه مصلحت کردند که باید که خطاب را تغییر کرد - کلیم ازیں معنی مطلع شده ایں بیت گذرانید :

[ص ۱۸م] هندو جہاں ز روے عدد چوں برابر است
بر شه خطاب شاه جہاں زاں مقرر است

بادشاه همیں شعر در جواب نوشت و کلیم را بزر سنجیدن حکم فرمود(۱) وقتے که بر مزاج بادشاه عالم پناه حرارت تپ نمایاں شد دراں ایام کلیم ایں رباعی از نظر گذرانید - رباعی :

روزے که تن شاهجہاں از تپ تافت
آں نیست که عیسیٰ بعلاجش نشتافت

۱- یہ عبارت به ادنیٰ تصرف کلمات الشعرا (ترجمۂ کلیم) سے ماخوذ ہے -

می رفت دعاے صحتش بسکه بچرخ
میخواست که آید بزمیں ، راه نیافت

مثنوی در تعریف [ص ۱۹ ب] اکبرآباد و گلر خان آن جا گفته - اکثر ابیات آن مطبوع و دلکش است ، ازاں جا چند بیت بنوشتن می آید - مثنوی :

بپاے هر بناے اکبر آباد
بیک پا ایستاده روح فرهاد
ز صورت بسکه دارد سنگ تزئیں
نماید بیستون و نقش شریں
خیابانهاے بازارش دل افروز
بکشت عیش اهل حرفه هر روز
فتاده، در دکان هر مهاجن
همه سرمایهٔ دریا و معدن
بروں آید اگر باشد خریدار
ز یک دکان او صد کاروان بار
بدکان اوفتاده بر سر هم [ص ۲۰ ب]
متاع شتر مرغ و جان آدم
بجاے دار و از دکان عطار
تواں صحت خریدن بهر بیمار
ببازارش ز خوبان گل اندام
شگفته گلبنے بینی بهر گام
قماش دلبری بزاز دارد
که بر دیباے چینی ناز دارد
قماشے (۱) کز برو ننهاده انگشت
همیشه جایش از عزت پس پشت

۱- اصل : قماش

بت صراف با صد عشوه و ناز
بنقد قلب ما کے بنگرد باز
بدستش نقد دل از هر که افتاد
درست از وے گرفت و خوردنش داد
[ص ۳۲۱] به پیش روے او از خرمن زر
نیاید مشتری اندر برابر
بایں مغرور زر عاشق چه سازد
بایں هر فن کدامیں حیله بازد
ز تنبولی دلے دارم همه ریش
ز غم پیچیده همچوں سبزهٔ خویش
منه بر وعدهٔ تنبولیاں دل
که جز خون خوردن ازوے نیست حاصل
قرارے نیست در اقرار ایشاں
ورق گرداندن آید کار ایشاں
مه جوهر فروش آں آفت هوش
که گوهر گشته اورا حلقه در گوش
چه غم دارد اگر عاشق هلاکست
گهر را چه، صدف گر سینه چاکست
[ص ۳۲۲] بت خیاط شوخ [و] جامه زیب است
صنوبر قامتے عاشق فریب است
بتاں را خار در پیراهن از اوست
گریباں ها همه در دامن از اوست
بت زرگر بآن عاشق گدازی
سراپا راحت است و دلنوازی
عرق چوں از رخش در بوته ریزد
گل تر از میان شعله خیزد

ز حسن شستهٔ دوبے (۱) چه گویم
ازاں بے پرده محبوبے چه گویم
تر و تازه شگفته آشنا روے
بسان سرو دائم بر لب جوے
چو آخر می شود سوداے بازار
بتان خانگی آیند درکار
پٹھان و راجپوت و شیخ زاده [ص ۴۲۳]
شکیب عاشقاں برباد داده
همه افغان پسر عاشق نظاره
بدست زلف و در دستش کٹاره
غرور حسن با جهل نهانی
چو گردد جمع نتواں زندگانی
قضا روزے که نقش(۲)خیر و شر بست
بخوبی راجپوتاں را کمر بست
بخوبی گرچه از گل عار دارند
گل از بهر چه با خود خار دارند
سپاهی زاده ها در پردهٔ شرم
بسان تیغ هم تندند و هم نرم
همه چوں شعله خوں گرم اند و مغرور
چو بوے گل همه رسوا و مستور
اگر در خلوت و گر در بر جمع [ص ۴۲۴]
بعاشق آشنا چوں شعله با شمع

۱- دهوبی = دوبی ؟

۲- اصل : نقشے

چوگل خوشبوے و خوش روے و شگفته
متاع صبر عاشق پاک رفته
همیں بردل فریبی مردمش راست
در و دیوار آن محبوب دلهاست

شیخ سعد الله گلشن

حقایق و معارف آگاه ، شیخ سعد الله گلشن تخلص (۱) در خدمت شیخ الشیوخ شاه عبدالاحد سرهندی معروف بمیان گل وحدت تخلص ارادت صادق بهم رسانید - و در رکابه [ص ۳۲۵] ایشان بزیارت حرمین شریفین سعادت اندوز شد - بعد از چند سال در احمد آباد گجرات اوقات بسر برد - آخر العمر در دار الخلافه' شاه جهان آباد اقامت ورزید - ذات شریفش بسیار بوارستگی و بے تعینی موصوف است - خالی از شوق و نیاز و سوز و گداز نیست - در عالم غزل نازک بند و معنی یاب است - دیوان غزلش قریب لک بیت خواهد بود(۲) - من اشعاره :

[کلک من صورت کش صد معنیٔ رنگین اوست
گر کند گلشن تخلص بلبل طبعم رواست (۳)]
[ص ۳۲٦] ز هجرت کشت کار غم بآئین دگر دارم
که همچوں خوشه روید صد دل تنگ از تن زارم
شدم تا در هوایت خانه بر دوش سبک روحی
چو بوے گل ندارد نقش ما بر خاک رفتارم
جفا جوے که من از شوق او عمریست دل تنگم
فسان تیغ نازش نیست جز گردیدن رنگم

۱- ترجمه کلمات الشعرا میں ہے لیکن اس سے استفادہ نہیں کیا گیا ۔
۲- وفات گلشن ۱۱۴۱ھ - بحواله اورینٹل کالج میگزین و نتائج الافکار
۳- اضافه بر حاشیه

کے تردد تیز طبعان را کند زیر و زبر
آمد و رفتے (۱) نمی باشد دم شمشیر را
خامشان (۲) را نکند زخم زبان زیر و زبر
الف سینهٔ گندم به تهجی نرود
[ص ۴۲۷] از ازل چشم سیاهش کعبهٔ مقصود ماست
گرد او گشتن بود بر ذمهٔ ما فرض عین
پاس عزت تشنهٔ دیدار را گلشن بلاست
هست استسقای طبلی ز آبرو آئینه را
مکن باور بحرف قطع الفت کرده شوخے من
که چون مقراض این ظالم زبان زیر زبان دارد
ز بس کرده موزونیش گل ز هر مو
درخت رباعی ست (۳) آن چار ابرو
که کرد کار جوانی بموسم پیری
نماز شام نگردد بوقت صبح ادا
[ص ۴۲۸] تیره از چرب زبانی دل روشن گردد
این چراغیست که بے نور ز روغن گردد
این مطلع شاه گلشن در سخنوران مشهور است :
بصد دقت توان فهمید معنی هاے ناز او
که شرح حکمت العین است مژگان دراز او

رباعی:

عمریست که محو دل بیدار خودیم حیرت زدهٔ جلوهٔ اسرار خودیم
کے صورت حال ما شود پرده نشین چون آئنه خود رخنهٔ دیوار خودیم

۱- اصل : رفت (تصحیح از تذکرهٔ بے نظیر)
۲- اصل : خاموشان
۳- اصل : درختے

رباعی:

در عالم گریه بے نوایم چوں شمع
در سوی گداختن رسایم چوں شمع
تا از دل من داغ تمنا گل کرد [ص ۴۲۹]
در سوختن انگشت نمایم چوں شمع

مرزا کامران گویا

مرزا کامران گویا برادر مرزا داراب جویا - طبع شعر درست داشت و ذهنش بایهام و ادا بسیار مائل بود (۱) و خوب و متین می گفت :

[ز هجر مردم و گویند یار می آید
بکار من که نیامد چه کار می آید (۲)]
خویش را با او شبے می خواستم
از برائے مطلبے می خواستم
از عروس دهر تا دل بر کنیم
همت مردانه می خواهیم ما

شیخ عصمت الله کامل

شیخ عصمت الله کامل (۳) [ص ۴۳۰] متوطن مراد آباد - زبان شعر درست داشت - اکثر همراه منصب داران قلیل البضاعت اوقات بسر می برد و قوت لا یموت حاصل می کرد - من اشعاره :

طور را برق تجلی سوخت خامش شد کلیم
سرمه سا چشمے که خواهد برد نالیدن ز من

۱- قلمزده : استاد . . . . [ایک سطر]

۲- اضافه بر حاشیه

۳- مخزن الغرائب (قلمی) حاشیے پر : متوطن مراد آباد از منصبداران بوده علم شعر نیکو می دانست - ازوست - (یہی دو شعر)

منصب حیرت آرزوے من است
شوق آئینه داری دارم

مرزا گرامی همدانی

سخنور نامی مرزا گرامی همدانی (۱) خلف و شاگرد مرزا عبدالغنی بیگ قبول ، گرامی تخلص(۲) [پیر و مرشد سخن سنجانست ، مردیست قلندرمزاج(۳)] از [ص ۱۳۱۴] دنیا و ما فیها رسته [آن قدر خرق عادات از ایشان بظهور آمده اند که بنوشتن نیاید (۴)] و تلاش معانیهاے غریب دارد - و شعر را بطرزے می خواند که سامع صورت معنی را برای العین مشاهده می نماید - و جلوه ابکار افکار بچشم سیر معاینه کند - من اشعاره :

پوستیں پوش هر که شد داند
دارم اشعار کاتبی از بر
[گران بها ترش از درهمیں نه دندان ست
دو سرخ لعل لب او فزون ز مرجان ست(۵)]
ازیں ظلمت سراے داغ جانے بر نمی آید
چو شب مهمان رود باید چراغ برد همراهش
[ص ۱۳۲۴] نے (۶) همیں تنها شه بحر و بر است
شاه مردان شیر حوض کوثر است

۱- نتائج الافکار : وفات ۱۱۵۶ھ

۲- قلمزده عبارت : . . . درویش مزاج قلندر وضع و از اهل (ص ۱۴۳) دنیا وا رسته - اشعار با رتبه می گوید-

۳- اضافه بر حاشیه

۴- اضافه بر حاشیه

۵- اضافه بر حاشیه

۶- اصل : نه

کمتر

کمتر سخنور بلند قیاس و شاعر معنی شناس بود - از اشعارش همیں یک رباعی بگوش راقم این سطور رسیده - از قماش سخنش معلوم میشود که زبانش [ص ۴۳۴] به سنجیدگی آشنا است - رباعی :

تا کے بلباس عاریت زیبائی تا کے به لقاے بے بقا رعنائی
تا کے به نشاط یک نفس همچو حباب از باد غرور خویش را آرائی

گستاخ

گستاخ معلوم نیست که کیست و کجائیست - همیں یک بیت ازو بگوش رسیده :

داشتم در آشنائی هاز مردم چشم داشت
آں قدر نادیدنی دیدم که می بایست دید

کرم علی بیگ کرم

کرم علی بیگ کرم تخلص ، بندوبست اشعارش خالی از پختگی نیست - قصیده در مدح بهادر شاه گفته - این بیت ازاں قصیده است :

[ص ۴۳۵] نگشته لا بزبان مبارکش هرگز
مگر به اشهد ان لا اله الا الله

هزار روپیه انعام یافت - (۱)

این همه عمرے که در کوے تو من بودم چه شد
جبهه فرسودم چه شد بر در جبیں سودم چه شد

۱- ذیل کی حکایات حاشیے پر اضافه کی گئی هیں :

گویند روزے جهانگیر بادشاه در شکارگاه آهوے بسیار صید فرمود درین اثنا پلنگ یعنی یوز خاصه آهوے سیاه را کشت - بادشاه این مصرع بر زباں آورد :

چیته بادشاه زد کاله

ابو طالب کلیم حاضر بود مصرع دیگر بدیهه رساند :

گشت صحرا همه پر از لاله

(باقی اگلے صفحے پر)

(حاشیه صفحهٔ ماسبق)

پنج هزار روپیه همان ساعت از بهلهٔ خاص مرحمت شد - سبحان الله عجب زمانه بود که برائے یک مصراع هزاران انعام می فرمودند -

[کلمات الشعراء میں یہ عبارت یوں درج ہے -

(بذیل ترجمهٔ جهانگیر بادشاه) غرض که عهد جهانگیری عجب عهدے بود - عیش و عشرت در عالم بدرجهٔ کمال بود - هر کسے خاطر جمع داشته و فراغ بالی طبع عالی بادشاه عالم پناه در همه اثر کرده - مرفه و آسوده حال بسر می بردند -

روزے در شکار گاه آهوے بسیار صید کرده - دریں اثنا یوز خاصه آهوئے سیاه را افگند - بر زبان مبارک رفت - ع :

چیتهٔ بادشاه زد کاله

یعنی یوز بادشاه سیاه آهوے را افگنده - ابو طالب کلیم حاضر بود مصرع دیگر بدیهه رساند - ع :

گشت صحرا ز خون او لاله

پنج هزار روپیه از بهلهٔ خاص همان جا انعام شد - سبحان الله چه همت و چه بخششها - حق تعالی ما را در زمانهٔ انداخته که هر چند زمین بآسمان دوختم روے ولی یعنی توجهے هم از کسے ندیدم - تابه صله چه رسد -

(اس کے بعد سرخوش نے نواب همت خاں سے صلے کا قصہ بیان کیا ہے اور اس کی ہجو میں اپنے اشعار دیتے ہوئے ایک قدیم شاعر کا قصہ بیان کیا ہے جو آگے " نقل است که شاعر درمدح ترک " کی عبارت سے اخلاص نے بھی بیان کیا ہے)]

دریں روزها بنده ملازم امیرے بود - آں امیر روزے بشکار مشغول بود - چند بیت گفته [حاشیه ص ۲۳۶] بگوش رساند که ایں بیت ازاں جمله است :

ندارد صید از تیرش جدائی | بود همچوں الف بالائے آهو

شنید و سر بر نیاورد - روز سوم [اصل : سویم] ده روپیه از مدد خرچ من کم کرد - در آں وقت ایں بیت یادم آمد :

گویند بمدح یار زر می بخشد | ایں بے همت مرا جز آزار نداد

(باقی اگلے صفحے پر)

(حاشیہ صفحہ ماسبق)

شاعرے قصیدہ در مدح بخیلے گفت و آو را بنام حاتم و معن ستود ۔ شخصے حاضر بود گفت ایں مرد را شاید نمی شناسی کہ میم مدح صلہ خواہان در گوشش کار میخ می کند ۔ آو را بایں نامہا ستودن چہ نفع دارد ۔ شاعر گفت کریم محتاج بمدح نمی باشد و مدح برائے بخیلاں است کہ شاید بایں سببے بکسے نفع رسانند ۔

گویند شاعرے در مدح دولتمندے قصیدہ گفتہ گذرانید ۔ ہیچ ترشح ندید ۔ بعد از چند روز مثنوی بنام او گفتہ آورد ، ہیچ التفاتے بحالش نکرد ۔ باز قطعہ مشتمل برعرض حال خود داد ، چیزے نیافت ۔ باز آمدہ بر در خانہ اش نشست ۔ آن دولتمند بے ہمت دید و گفت ۔ عجب دیوانہ ہستی قصیدہ گفتی محروم افتی ، مثنوی آوردی ہیچ نہ بردی ، قطعہ آوردی ہیچ نیافتی ۔ حالا بچہ آمید بر در خانہ من نشستہ ای ۔ گفت نشستہ ام تا بمیری و مرثیہات نیز بگویم و بروم ۔

[سر خوش نے کلمات الشعرا میں جہانگیر کی داد و دہش کے ذیل میں اپنے عہد کے (عہد اورنگ زیبی) بختاور خاں کا تذکرہ کر کے اور اس کی وفات پر اپنے اشعار درج کر کے یوں گریز کیا ھے :

ایں قصہ بآں می ماند کہ شاعرے در مدح دولت مندے قصیدہ گفتہ گذرانید ۔ ترشحے از سحاب کرمش ندید ۔ بعد از چندین مثنوی بنام او گفتہ آورد ۔ ہیچ التفات نکرد ۔ باز قطعہ مشتمل بر عرض احوال خود آورد ۔ چیزے او را نہ بخشید ۔ باز آمدہ بردر خانہ اش نشست ۔ آں دولت مند دوں ہمت دید ۔ گفت عجب حریصے بودہ قصیدہ گفتی چیزے ندادم ۔ مثنوی گفتی محروم بر گشتی ۔ قطعہ آوردی ہیچ نبردی ۔ حالا بچہ امید بر در خانہ من نشستہ ۔ گفت نشستہ ام کہ بمیری و مرثیہ ات نیز بگویم (کلمات الشعرا ، ص ۲۶ ، ترجمہ جہانگیر بادشاہ)]

گویند اعرابی پیش امیرے آمدہ اظہار احتیاج کرد ۔ آں امیر متوجہ بہ آو نشد ۔ دریں اثنا شاعرے قصیدہ خواند و صلہ گرفت ۔ اعرابی در دل تصور کرد کہ شاید بوسیلہ شعر چیز بدست اید شعر انشا کرد و خواند ۔ ہیچ التفات نہ نمود ۔ اعرابی خواست کہ محروم بر گردد ۔ برخاست و با امیر گفت ، بفرما تا

(باقی اگلے صفحے پر)

(حاشیه صفحهٔ ماسبق)

مرا صد چوب زنند - امیر گفت برائے چه ؟ گفت شاعر [ان صله می گیرند] و خلقے برآمدن من مطلع شده اگر ازیں درگاه [محروم خواهم رفت ٬] مردمان چه خواهند] (۱) گفت - امیر را خوش آمد و صله اش داد -

[حاشیه - ص ۳۲۷]

اے کرم را بروزگار تو فخر [صلهٔ مدح] گرچه خوب بود
لیک جائیے که مردم اند خسیس صلهٔ شعر کاش چوب بود

گویند شاعرے برائے خلیفه منصور قصیده گفت و چون بر آو خواند گفت هر حاجتے که داری بخواه - گفت حاجت من ایں است که بحاکم مدینه بنویس که چوں مرا مست بیند حد نفرماید - منصور گفت ایں حکم نمی تواں کرد - شاعر گفت مرا دیگر حاجت نیست - منصور بعد تامل بحاکم نوشت هر که ایں را مست پیش تو آرد هشتاد تازیانه بزن - و او را صد هر گاه غیراں او را مست می دیدند می گفتند کیست که هشتاد را بصد بخرد -

نقل است که شاعر در مدح ترکے قصیدهٔ گفته آورد ، و سرمجلس خواند - ترک شنیده محظوظ شده گفت فردا بیا صد من غله بتو می دهم - شاعر صبح دم باربردار و جوال و ریسماں برده پیش او حاضر ساخت - ترک بیدماغ برخواسته بیروں آمد - شاعر گفت بموجب فرموده باربردار وغیره برائے بردن غله آورده ام ، امیدوار عنایتم - ترک گفت عجب ابله بوده - تو دی روز حرفے گفتی مرا خوش کردی - من نیز حرفے گفتم ترا خوش آمد - باربردار و جوال و ریسماں چه دخل دارد -

[(همت خاں) قول آں ترک بکار بردند که شاعرے در مدحش قصیده گفته آورد و سر مجلس بر خواند - ترک شنیده محظوظ شده گفت فردا بیا چند من غله بتو می دهم - شاعر خوش حال شده دم صبح باربردار و جوال و ریسماں بر در خانه اش برد - ترک از خواب بے دماغ بر خواسته بیروں آمد - شاعر گفت بموجب فرمودهٔ (شما) باربردار وغیره لوازم برائے بردن غله آورده ام امیدوار عنایتم - گفت عجب مرد ابله بوده - تو دی روز حرفے گفتی مرا خوش آمد - من نیز حرفے گفتم ترا خوش آمد - باربردار و جوال و ریسماں چه دخل دارد - (کلمات الشعرا ، ص ۴۲ ، بذیل ترجمه جهانگیر بادشاه)]

۱- قیاسی تصحیح -

طالب آملی گوید :

دو وصف اند اهل طبیعت که هر [کز
ندارند با هم سر سا] زگاری
یکے را فرومایگی کرد شاعر
یکے را [بزرگی] و عالی تباری
من آن شاعرم [شکر لله که دارم
ز بخت بلند تو امیدواری
که، گر دهر یاقوت یکدانه گردد
درو بینم از چشم نا، اعتباری
به گل زار معنی هزار، نصیحم
بمنصب چه شد نیستم گر هزاری
چو مہر تو دارم چه حاجت به مہرم
مرا مہر داری به از مہر داری (۱)]

میر عبد الرحمن گرامی

میر عبد الرحمن گرامی پسر امانت خان عالم گیری - صاحب دیوان بوده - همیں دو بیت ازو بگوش رسیده :

فصل گل آمد و من توبه بیجا کردم
چه ستم بر قدح و جور بمینا کردم
با رفیقان ز خود رفته سفر دست نداد
سیر صحرائے جنوں حیف که تنہا کردم

۱- ان اشعار کا متن خوانا نه تھا ، تکمیل سرو آزاد ، ص ۸۰ سے کی گئی - بظاهر ان اشعار کا تعلق طالب آملی کے حالات سے هے ، جهاں اس قصیدے کے دو شعر درج هیں -

لامع

[لامع (۱) سخنور صاحب تلاش می نماید - خوب و متین می گوید :

در [بهارستان حمدت (۲)] بلبلان قدس را
بوے گل خیزد بجاے [ناله] از منقارها
گذشتی بر مزارم [شورشے (۳)] انداختی رفتی
کف خاک مرا صحراے محشر ساختی رفتی (۳)]

ملا شاه بدخشانی

حقایق و معارف آگاه [ص ۲۳۶ه] ملا شاه بدخشانی ، در حیات والدین بطلب علوم مشغول ، و بعد تحصیل علوم عقلی و نقلی سالک مسالک فقر و فنا شده ، راه هندوستان پیش گرفت - بمجرد رسیدن لاهور خود را بمنزل عارف حقایق کونی و آلهی میان شاه میر قلندر رسانید -

و میان شاه میر از سادات حسینی و اکابر زاده هاے عصر (کذا) بوده - و نام پیر ایشان ابراهیم لعالی (کذا) است . و ایشان از اکابر مشائخ مصر (کذا) اند و طریقه قلندریه داشتند - ملا شاه مدتے در خدمت میان شاه میر آمد و [ص ۲۳۷ه] شد می نمود - و ایشان اکثر رو می تافتند بلک راه نزد خود نمی دادند - عاقبت که ثبات قدم مومی الیه ظاهر شد - مهربان شده در اندک زمان بنهایت مرتبهٔ عرفان رسانیدند -

و باز باشارهٔ آن حضرت ملا شاه بکشمیر رفته ، در آن جا اقامت ورزید - و تا آخر عمر ایام تابستان در کشمیر و زمستان در لاهور بسر برده - و در کمر کوهے نواح کشمیر باغے به نهایت لطافت و فصاحت بنا نهاده بود و آن باغ را چشمهٔ شاهی نام کرد - اگرچه [ص ۲۳۸ه] در آن جا آبشارها از کوه آیند ، لیکن چشمه به خوش نیز واقع شده است - و بالاے آن چشمه حوضے ساخته

۱- کلمات میں تذکرہ ھے لیکن کوئی استفادۂ نہیں کیا گیا سوائے اشعار کے حصول کے -

۲- تکمیل از روے کلمات الشعرا -

۳- اضافه بر حاشیه -

مثمن از سنگ سیاه و از بالا مسقف کرده - آبش در برودت بمثابه ایست که در عین تابستان اگر لمحهٔ دست در وے گذارند مثل اعضاے رعشه دار بلرزه درآید - شاه مذکور در آن باغ بتحمل بسیار و فراغت تمام می زیست - و هر گاه خبر آمدن بادشاه می شنید عصا در دست، گرفته بسیر خیابان می رفت و ایستاده ملاقات [ص ۴۳۹] می کرد - و همچنیں در وقت برخاستن همراه بادشاه بر می خواست و ساعتے دیگر سیر می کرد -

گویند شاه جهان بادشاه بارها ایں حرف را بر زبان آورده که در هندوستان دو شاهند، یکے شاه جهان و دیگر ملا شاه - و در سال هزار و هفتاد و دو (۱۰۷۲ھ) سفر عالم بالا اختیار نمود - و شاه بلند اقبال دارا شکوه قادری تخلص از مریدان ایشان بود - اغلب اوقات آن عرفان مآب طرهٔ اشعار را بشانهٔ قلم می آراست و بخیال شعر می پرداخت - [ص ۴۴۰] لهذا در ایں مقام بایراد بیتے چند از دیوان ایشان اکتفا می نماید من اشعاره :

آن ابروے کجش را تیغ خمیده گفتم
زان تیغ اشارتے کرد بالاے دیده گفتم
چشم و ابروش چو باهم پیوست
درمیان شرح اشاراتے هست

رباعی :

رفتیم بهر جا که ده و بستان است
گشتیم بهر جا که گل و بستان است
چون طفل رضیع رو بخویش آوردیم
دیدیم که شیر در همیں پستان است

رباعی :

[ص ۴۴۱] عمرے که بلند و پست بودم بودم
در مرتبه هیچ و هست بودم بودم
خود آمده ام بخود پرستی اکنون
آن دم که خدا پرست بودم بودم

تاریخ جلوس بادشاہ عالم گیر بدیں گونہ در سلک نظم کشیدہ :

صبح دل من چو گل بامید شگفت	حق آمدہ و غبار باطل را رفت
تاریخ جلوس شاہ اورنگ مرا	ظل‌الحق گفت الحق این را حق گفت(۱)

[ص ۴۴۲] و ولادت با کرامت آن بادشاہ در سال سیز دھم جہانگیری شب یکشنبہ یازدھم ذی قعدہ مطابق سنہ ہزار و بیست و ہفت ہجری از دختر یمین الدولہ آصف خان در حوالی اجین است - (۲) تاریخ تولدش [ابو طالب کلیم چنین گفتہ :

داد ایزد ببادشاہ جہان	خلفے ہمچو مہر عالم تاب
تاج صاحبقران ثانی یافت	گوہر بحر ازو گرفتہ حساب
نامش اورنگ زیب کرد فلک	تخت ازیں پایہ گشت عرش جنا[ب]
چون باین مژدہ آفتاب انداخت	افسر خویش بر ہوا چو [حباب]
طبع دریافت سال تاریخش	زد رقم آفتاب عالم تاب (۳)]

در (۴) روائح مینویسد کہ چون بعضے از اعضاے جہان آرا بیگم خلف شاہجہان بادشاہ بسوخت رجوع بملا شاہ با صفا کرد - چند خوان پر از اشرفی فرستاد و درخواست دعا کرد - [ص ۴۴۳] پیر صادق فرمود کہ وقت رجوع طبیبان است از دعا چہ می کشاید ، نذر خود را ببرید کہ حیلہ و تذور از من نمی آید :

۱- قلمزدہ عبارت : یک . . . فضائی بادشاہ ہفت اقلیم دیگر زیب اورنگ و تاج ... تاریخ (ص ۴۴۲) بادشاہ بود - یہ عبارت اس طرح کاٹی ہے کہ خوانا نہیں - صفحے کے نیچے ترک بھی پہلے ''تاریخ'' پھر کاٹ کر '' و ولادت'' درج ہے -

۲- '' آفتاب عالم تاب'' لکھ کر کاٹ دیا ہے -

۳- اضافہ بر حاشیہ -

۴- عبارت دراصل یوں ہونی چاہیے تھی = سر خوش در روائح می نویسد الخ - کیونکہ روائح جیسا کہ کلمات الشعرا (ص ۷) سے معلوم ہوتا ہے سرخوش کی وہ کتاب ہے جو اس نے لوائح جامی کے تتبع میں لکھی تھی -

از شمع بسوخت بیگم والا جاه درخواست دعا به لذر از ملا شاه
گفتا چه کشاید از دعا غیر دهن زیں حال طبیب را بکن زود آگاه (۱)

نه ایں است که دعاے مقبولاں را اثر نیست - عارف را جز حق توجه بسوے دگر نیست - بندهٔ درمانده دعا پیش خدا کند عارف عین ذات است پیش که دعا کند (۲) -

میرزا معز فطرت مخاطب به موسوی خان

[ص ۴۴۴] فضایل و کمالات مرتبت میرزا معز فطرت مخاطب بموسوی خاں (۳) در عصر شاه عالم‌گیر بهند آمد و بمنصب غیر معتد به ممتاز شد - آخر عمر هرگاه ترک منصب نمود میاں ناصر علی ایں چند بیت نوشته فرستاد :

دولت شاهی مسلم طبع آزاد ترا
ترک مکتب خانه میموں باد اوستاد ترا
چوں تو عالی همتے پابند منصف بود حیف
دامها نذر گسستن باد صیاد ترا

اکثر اوقات شریفش بمطالعه و درس معقول و [ص ۴۴۵] منقول مصروف می بود - بحسب اتفاق گاه گاہے فکر شعر نیز می کرد، و از سخنان رنگیں جیب و کنار سامعاں را گل آمود می فرمود - و در دقیقه سنجی و معانی بندی بے نظیر عصر خود بود - دریں بیت قصیدهٔ مرزا صائب که در تعریف عمارت گفته :

۱- کلمات الشعرا مطبوعه کے حاشیے میں (ص ۱۷) یه رباعی سرخوش کے نام سے درج ھے اور قلمی نسخۂ ب سے مصحح نے حاشیے میں اضافه کی ھے - دوسرے مصرع میں کلمات کے حاشیے میں مصحح نے 'به نذر' کو ''بندد'' پڑھا ھے جو صحیح نہیں -

۲- قرینه یه ھے که یه عبارت بھی سرخوش کی کتاب روائح سے ماخوذ ھے -

۳- کلمات الشعرا سے تھوڑا سا استفاده کیا ھے، اس کی نشان دھی مناسب موقع پر کی گئی ھے -

چون لباس غنچه تنگی می کند بر دوش گل
بر شکوه ابن عمارت پرنیان آسمان

بالمشافه دخل کرد که دو لفظ بر در مصرعین خلاف محاوره است - مرزا صائب بعد رد و بدل بسیار معترف شد -

[ص ۴۴٦]و در دکن ازگرد حوادث این تنگنا مکدر گشته، رخت اقامت بفسحت آباد عالم بقا بر بست - مرزا سرخوش تاریخ وفاتش از مصرع آخر این قطع برآورد :

معز الدین محمد موسوی حیف   ز عالم سوے ملک معنوی رفت
کشید آه بگفتا عقل تاریخ   معز الدین محمد موسوی رفت(۱)
(۱۱۰۱ھ)

من اشعاره :

هیچ کس آگه ز شرح اشتیاق ما نشد
نامهٔ ما چون زبان لال هرگز وا نشد
چو سوز عشق را کامل کنی عیبت هنر گردد
[ص ۴۴۷] شود یاقوت هر سنگے که لبریز(۲) از شرر گردد
بود از بسکه لبریز صفا آن ساق سیمینش
شود زردوز هنگام سواری خانهٔ زینش
ساده لوحیست ازان لب گلهٔ کم سخنی
چقدر حرف بود نقش عقیق یمنی
تا چه آید بسر خاک نشینان از تو
پیش بالاے تو پوشیده قیامت کفنی
از بسکه تهی کرده ام از شوق تو قالب
اشکے کے برون آیدم از دیده حبابست

۱- کلمات الشعرا، ص ۱۰۲-
۲- کلمات الشعرا = لب ریز شرر -

میروی از هوش گر سازم دوباره ناله را
[ص ۴۴۸] چون دو طنبور آورد سرها بهم بینا شود
به پرواز است رنگ گلچینان(۲) بسکه در کویش
بسان گردباد از خاک خیزد چتر طاؤسی
مرد حق در عین دنیاداری از دنیا بری ست
ملک در دست سلیمان نیست در انگشتریست
عشق در مصر جنون لاف جدائی میزند
حسن اگر یوسف شود در کسوت پیغمبریست

مخلص کاشی

مخلص کاشی در ولایت بوده بهند نیامده ـ هر مصراعش مانند سهی قامتان هند دلفریب است ـ صاحب سخنان آو را [ص ۴۴۹] اوستاد فن می دانند، و امروز در هندوستان عالی مهمان سخن او را بجان دوست می دارند ـ غرضکه شاعریست زبان دان و معنی نگار سحر کار ـ در عالم سخن اعجاز ها دارد ـ من اشعاره :

اگر زاهد ترا محراب گاهے می برد از جا
مرا پیوسته ابروے سیاهے می برد از جا
مکن صرف خضاب اے پیر نقد زندگانی را
بموے کے توان بر خویشتن بستن جوانی را
مکن ار سرمه پسر (؟) ـن سیه آن چشم جادو را
[ص ۴۵۰] لباس تیره چندانے مناسب نیست هندو را
ساقی بهر دو دست نگهدار جام را
واجب شناس حرمت ماه حرام را
بزور نا توانی قوت سر پنجهٔ عشقم
هما کے می تواند خورد مشت استخوانم را

۲ـ گلستان از ؟ گل چنان از ؟

ز عصیاں لب گذیدن در جوانی ها نمک دارد
ازیں نعمت چه لذت می بری چوں ریخت دندانها

امانت دار نتواں گفت خاک عالم دوں را
که یک جا خورد ایں صاحب دیانت مال قاروں را

دریں دوران نامرداں چناں پامال شد دانش
که در خم دختر رز جا نشیں باشد فلاطوں را

[ص ۳۰۱] چوں گرفتی بیت شاعر در عطا سستی مکن
تا کسے مضطر نباشد کے فروشد خانه را

هر که داخل می کند در بیت خود مضمون غیر
در سرائے خویش داخل می کند بیگانه را

ز فوت مال ندارند عاشقاں پروا
عزیز مرده دعاے بود زلیخا را

نظر بنامهٔ ایں خاکسار نیست ترا
دماغ خواندن خط غبار نیست ترا

نموده نام نکوے تو عالمے(۱) تسخیر
اگرچه غیر نگیں یک سوار نیست (۲) ترا

[ص ۳۰۲] مکافات خموشاں می کشند اهل سخن دائم
زهر(۳)[عضوے که]جرمے سرزند دنداں گزد لب را

قیمت در نجف داند رسول
زانکه ایں گوهر دراں شهر است باب

شوید ز جرم نامهٔ اعمال خویش را
هر کس شود ز خجلت روز حساب آب

۱۔ اصل : عالم ۔
۲۔ سرو آزاد : نیست یک سوار ترا ۔
۳۔ حاشیے پر : عضوے که ۔ تذکرۂ بے نظیر سے شعر کی تکمیل کی گئی ۔

دلم فشردهٔ ایں پنجهٔ نگارین است
مخمسے که بدل ناخنے زند این است

صریر خامه همیں حرف می کند تکرار
که در تلاش سخن باش تا دماغ تر است

[ص ۳۰۳] عبث نزاع دریں تنگنائے برپا نیست
بقدر آں که نشانند فتنه را جا نیست

ز لطف مردم اگر بر نظر نشانندت
مرو ز جائے که چوں اشک می دوانندت

قدے که خم نشد بتواضع نگشت راست
هر کس بایں خیال نیفتاد برنخاست

ور کشادی گرهٔ (۱) خلق مکن کوتاهی
همچو ناخن اگر از دست تو بر می آید

هر جا که غمزهٔ تو کند دعویٔ ستم
اول مرا برائے شهادت طلب کنند

[ص ۳۰۴] در عهد ما کجا ز شجاعت نشاں بود
خانے که حرف جنگ زند قصه خواں بود

چناں غبار کدورت گرفت عالم را
که دوستاں نتوانند یک دگر را دید

بے ندامت از گنه طاعت نمی گردد قبول
هست رمزے دست بر زانو زدن وقت نماز

ایں خواریٔ که بر سر کوئے تو می کشم
هرگز نشد که نقل بجائے دگر کنم

۱- اصل: گرهے

برای یک اب و نان(۱) با قد دوتا چو هلال
چه لازم است ترا شهر شهر گردیدن
[ص ۳۰۰ه] نمازت کے شود مقبول پیش حضرت باری
که در تکبیر هم دست از تکبر بر نمی داری
سخن پرداز را باید نخستیں دم ز وحدت زد
قلم چوں برسر حرف آید اول می کشد هوئے

سید ابو الفیض مست معنی

سید ابو الفیض مست معنی خود را شاگرد شیخ سعدی شیرازی می شمارد و اظهار می نماید که من بخواب این شعر گفته به شیخ مذکور ارادتے آورده ام :

رفتم بخواب جانب شیراز و در سخن
شاگرد شیخ سعدیؒ شیریں زباں شدم

لیکن در عالم ظهور چندے [ص ۳۰۶ه] اصلاح شعر از خدمت مرزا بیدل گرفته - والحال مشق اشعار در خدمت حکیم الممالک [حسین شهرت ؟] می گذراند - من اشعاره :

جان من از رفتنت بر من چها خواهد گذشت
جاں ز تن ، نور از نظر ، درد از دوا خواهد گذشت
جرات دامن گرفتن نیست چوں رنگ حنا
خون ما بیچارگاں در زیر پا خواهد گذشت
دنیا همه از نکبت و دولت بگذر بود
بود آنچه در ایام همیں شام و سحر بود
[ص ۳۰۷ه] تا که شد پروانه را روشن سواد از حرف شمع
علم نحو سوختن حاصل نمود از صرف شمع

۱- اب و نان : آب و دانه و آب و علف (بهار عجم ، ص ۱۷)

نیست بر خاستن آئین لشست بختم
همچو آں اشک کہ بر خاک چو افتاد افتاد
بجامم ریخت زهر چشم (۱) ساقی رنگ تاثیرے
کہ از یک جرعه مے خوردن چو مینا سر بسر سبزم

تاج بیگ ممنون

تاج بیگ ممنون عزیز خوبست - همیں مطلع ازو بخاطر است :
مگو کہ زشت بود کفر با مسلمانی کہ از دو رنگ بود خوشنما سلیمانی

میر محمد علی مطلع

میر محمد علی مطلع سید صحیح النسب - از فرزندان شاہ صفی است - هنگامے کہ ماهیار خان [ص ۳۰۸] فوجدار متهرا بود در خدمتش ارادت داشت و برائے سکونت او بر لب دریائے جون پائیں قلعه طرح مقام دلکشا و جائے فرحت فزا انداخته بود - در آں جا می ماند - بحسب اتفاق بطریق سیر و طواف مکان بزرگان سلف گذر ایں بنده نیز درآں قصبۂ متبرکه ، در موسمے کہ از شادابی هوا قلم در دست کاتب بسان قلم برگش سبز می شد افتاد ، چوں از یاران سخن سنج کہ هر یکے عندلیب هزار داستان بوستان سخن بودند ، و سامع از گلزار طبع ایشاں همیں گلچین [ص ۳۰۹] بهار بود ، جدا ماندم - برائے دفع تنهائی ازهر کسے نشان سخنوری و نکته سنجی می جستم - عزیزے نشاں داد کہ میر محمد علی مطلع کہ فوجدار ایں‌جا در خدمتش ارادتے دارد ، مابین قلعه می باشد - مردیست گویا شاعری شعار اوست - چند مرتبه بنده برائے دیدنش رفت و هنگامۂ سخن را از هر باب گرم داشت - روزے ایں شعر خود را بزبان آورد :

زد کمال (۲) ذاتی من سر بسر مهر سکوت
درد مے دیدی کہ آخرها مسام خم گرفت

[ص ۳۱۰] بنده بمجرد شنیدن ایں شعر گفت کہ اگر بجائے لفظ سربسر لفظ مو‌بمو باشد برائے مسام بجاست - شنید و گفت کہ تصرف است بجا -

---

۱- خشم ؟ چشم ؟
۲- اصل : کمالے -

من اشعاره :

می دمد خط بر رخ جانان بآب و تاب سبز
صبح دم کشت امل را دیده ام درخواب سبز
ما التجا بچشم و دل خویش برده ایم
زیں جام و شیشه مطلب خود پیش برده ایم
سخن به رمز و اشارت تمام گفت و نگفت
نگیں مقابل من کرد نام گفت و نگفت

مولانا روشن ضمیر ابوالبرکات منیر

مولانا روشن ضمیر ابوالبرکات متخلص [ص ۶۱م] به منیر خلف الصدق ملا عبدالمجید ملتانی ست - کلامش روشنی بخش دلهائے سخن فهمانست و سخنش مانند آفتاب تابان - اشعارش بتازگی مشهور است ولطافت عبارتش برزبان ها مذکور - و تعداد اشعار خود را خود آن معنی آفریں بنظم آورده :

اشعار، زہے که از سوادش   پیوسته قلم سیاه کار است
در هیچ شمار نیست لیکن   هنگام شمار سی هزار است.

و در نثر نیز ید علیا داشت ، و خیلے استعاره دوست بود - [ص ۶۲م] و در انشا پردازی معانیهائے بدیع را به صنعت [جلوه می دادو(۱)] بقدرت و سامان بر صفحهٔ قرطاس گلفشاں می ساخت - اما در عین شباب روز شنبه هفتم رجب سال هزار و پنجاه و چهار (۱۰۵۴ھ) در اکبر آباد سفر آخرت گذید ، و الحال در لاهور مدفون است - ایں چند اشعار از ابکار افکار آن معنی نگار است - من اشعاره:

هر که کج باشد زبانش مایهٔ او کمتر است
شانه چوں دارد زبان راست جایش برسر است
چشم دل چوں باز شد معشوق را در خویش دید
عین دریا گشت چوں بیدار شد چشم حباب [ص ۶۲م]
هر چه گوید مرد صاحب دل دلیل معنی است
هر چه آید بر زبان تیغ بخت جوهر است

عزت ار خواهی مشو پابند یک جا اے عزیز
تا زمیں گیریست زر ، پیوسته خا کش بر سر است

مسطرش از رشته' باران کند ابر بهار
گر نگارد وصف گل بر کاغذ ابری هوا

پاے چوبیں را ره باریک رفتن مشکل است
شانه حیرانم چساں از تار آں گیسو گذشت

[ص ۳٦۴] بجز منیر که طاقست در سخندانی
کسے نفهمد مضمون بیت ابرو را

یک نفس از سینه ام سوز محبّت دور نیست
از دلم سردی مجو ، ایں شمع از کافور نیست

در هجو دیوان لاهور گفته :

سر و کارم بدیوانے فتاد است — کشیدم آه از دستش کشیدم
جهانے گشتم اما هیچ جاے — چنیں دیوان بے معنی ندیدم

در مدح روضه' اکبر بادشاه گفته :

خاک پاک سکندره ز صفا — نیست ز آئینه' سکندر کم

[ص ۳٦۵]

هست آنجا مزار اکبر شاه — شد ازو قدر خلد و کوثر کم
نزد دانا طواف این درگه — هیچ نبود ز حج اکبر کم

درهجو شیدا گفته :

شیدا بر دانا بحذر می‌آید — در مجلس ابلهاں بسر می آید
سازند اگر ز استخوانش نزلے — هر بار که افگنند خر می آید

درهجو شیخے گفته :

شیخ سائیست چون ز اهل سلوک — در پے مردماں فتاد چرا
بچه بازی اگر نمیدانند — بچه' ریش را نهاد چرا

ملا مفید بلخی

ملا مفید بلخی (۱) در عالم سخن تلاش ها [ص ۳۶۶] داشت و در تلاش لفظ و معنی مساعی جمیله بظهور می‌آورد و ایجاد معانیهاے بلند می کرد - در ابتداے عهد عالم گیر در بلدهٔ ملتان ازیں دار ملال انتقال کرد - مرزا سرخوش تاریخ وفاتش چنیں گفته:

مرد ملا مفید در ملتان — ایں سخن چوں بگوش سرخوش خورد
برکشید آه و سال تاریخش — گفت - ملا مفیـد بلخی مرد
(۱۰۸۵ھ)

من اشعاره:

شمع سان آه شعله پرور ما — علم نیستی است بر سر ما

[ص ۳۶۷]

تیغ قاتل رابخون خویش روشن کرده ام — می توان گفتن بعالم جوهر قابل مرا
موئے ابروش ز آتش سودا — میخورد بیچ و تاب بر سر ما
تمام چشم نکویاں بسرو قامت بست — نهال قد توگویا که نخل بادام است
ز درد گر نشوم ناتواں چو خامهٔ مو — چگونه شرح دهم صورت جدائی را
خونابه بود ساغر بزم طرب ما — جز ساغر تبخاله نیامد بلب ما

[ص ۳۶۸]

از رهائی مگو که چوں طاؤس — پرو بالم بمهر صیاد است
زینت خانهٔ صیاد بود مرغ اسیر — از گرفتاری طاؤس قفس گلزار است

صوفی مشتاق

صوفی مشتاق از شاگردان شاه آفرین لاهوری است - گاه گاهے مصرعے و

۱- کلمات الشعرا: معنی یاب ، صاحب تلاش ، تازه فکر ... در اوایل جلوس عالمگیر شاهی در بلدهٔ ملتان بحضرت منان پیوست ... (حاشیه) فقیر صحبت او در نیافته اما بعد از استماع این واقعه تاریخ فوت او بطریق تعمیه گفته (متن) بعد از استماع این واقعه تاریخ فوتش گفته (وهو هذا)

بیتے از عالم خیال می گوید :

دیدهٔ حالت مشتاق مپرس
که عیان را چه بیان می باشد

محمد نظام معجز

محمد نظام معجز سخن از عالم خیال می گوید و معانیہاے بعیدالفہم در الفاظ رنگیں ادا می نماید و صاحب دیوان است ـ من اشعاره :

[ص ۳٦۹] دارد بہار گریہ گلستان در آستیں
خواهد دمید سبزهٔ مژگاں در آستیں

[چشم] ما حلقهٔ گرداب شد از گریهٔ ما
آستیں کوچهٔ سیلاب شد از گریهٔ ما

دل در سواد زلفش دیدیم چون غریباں
در زیر سایه نیمے در آفتاب نیمے

انسان کامل مرزا بیدل دریں زمیں غزلے دارد که مطلعش این است :

شب چشم نیم مستش وا شد بخواب نیمے
در دست فتنه دادند جام شراب نیمے

میر محمد سمیع مظہر

میر محمد سمیع مظهر مغل ولایت (زا) ست ـ وقتے که بخدمت احتساب دارالخیر اجمیر مامور بود پیش محمد مقیم خان مسیح که بخدمت دیوانی آں صوبه امتیاز داشت اشعار خود می گذرانید ـ اکثر خوب و دلچسپ می گوید : من اشعاره :

بدیر و کعبه نیرنگ جمالت نور می بخشد
فروغ شمع رخسار تو در هر خانه می بینیم

از بہار چمن عشق همیں قسمت شد
بلبل و فاخته از من گل و شمشاد از تو
مانند کہاں گوشه گرفتم ز دو عالم
در کنج غمت بسکه کشیدم چله بسیار [ص ۱۷۲]

مرزا شاه حسین مناسب

مرزا شاه حسین مناسب (۱) شاعر غرا بوده :

دل ترا دریاست اما تشنگی ها می کشی
هر نفس دلوے بود خالی که بالا می کشی

[روزے میر مدهوش لاهوری بخانهٔ شاه حسین مُناسب آمده غزلے که مطلعش بتحریر می‌آید خواند :

به بلبل می شود گل بے حجاب آهسته آهسته
عروس (۲) نو برآید از نقاب آهسته آهسته

هندوے که پیشکار مناسب بود و از فنون شعر اصلاً بهره نداشت اعتراض کرد که گل بے حجاب شدنی نمی خواهد زیرا که وا شده است، بجائے گل اگر غنچه باشد مناسب است - جمیع عزیزان سخن ز بس پسندیدند و مصرع تغیر بایں رنگ یافت :

به بلبل غنچه گردد بے حجاب آهسته آهسته] (۳)

میر احمد محی

میر احمد محی تخلص، اشعار راست براست دارد :

چشم پوشیده تواں کرد سفر
چه قدر راه فنا هموار است

۱- صبح گلشن : میر شاه حسین مناسب
۲- اصل : عروسے
۳- مناسب کے حال میں یه اقتباس حاشیے پر اضافه هے - اس کے علاوہ اس جگه حاشیے پر یه دو واقعات بھی درج هیں :

(اگلے صفحے پر)

شیخ سعدالله مسیحی

شیخ سعد الله مسیحی پانی پتی (۱) شاعر صاحب قدرت و معنی یاب [ص ۲ ۷ ۴] عالی فطرت بود و با معنی بند خوش ادا ملا شیدا [نسبت] اتحاد بدرجهٔ کمال داشت (۲) چنانچه می گوید :

در من و شیدا نماند اندر حقیقت امتیاز
من بشیدا مانم و ماند بمن شیدائے من

در تعریف پیر (۳) خود گفته :

غذائے نفس زهر فاقه داده   غلط گفتم که نفسش مرده زاده

داستان رام و سیتا بنظم آورده و داد معنی آفرینی داده۔ آن جا این بیت در عصمت سیتا گفته که نزدیک سخنوران برابر لک بیت است (۴) :

[ص ۳ ۷ ۴]

تنش را پیرهن عریاں ندیده   چو جاں اندر تن و تن جاں ندیده

(بقیه حاشیه صفحهٔ ماسبق)

،ترسا تخلص کشمیری است که قوم او گاؤ است، روزے غزلے که ازین شعر رتبه‌اش ظاهر است گوش زد سامعاں میکرد :

به بستر تا فتادم از غم چشم سیاه او   طبیباں نبض چوں دیدند فرمودند لوزینم

مرزائے مذکور این مثل برائے او خواند "لوزینه بگاؤ دادن از کون خریست"۔

گویند عزیزے اشعار بے معنی می گفت و از نظر حاجی بابائے معنی می گذرانید۔ روزے حاجی پرسید که تاچند بے معنی خواهی گفت۔ معروض داشت که قرار دارم هر گاه دیوان من به لک بیت برسد بیک دفع معنی را در شعر [می دهم]

۱۔ کلمات الشعرا۔ 'سعدالله مسیحائی پانی پتی، متن میں۔ اور حاشیے میں 'ملا سعد الله مسیح، ۔

۲۔ کلمات الشعرا : از هم صحبتان شیدا بود باهم اتحاد بسیار و یگانگی داشتند۔ چنانچه خود گفته ... الخ

۳۔ کلمات الشعرا (حاشیے میں) : شیرینی

۴۔ کلمات الشعرا : این یک بیت را به لک بیت سنجیده اند۔

در وقت فرورفتن بزمین گفته :

گریبان زمیں شد ناگہاں چاک درآمد همچو جاں در قالب خاک

قاسم خان مخلص

قاسم خان مخلص آبا و اجداد از ولایت آمده در خطه بےنظیر کشمیر توطن گرفتند - سخنوران او را اوستاد این فن می دانند - [تاریخ وفاتش سرزمرهٔ سخنوران فحول مرزا عبدالغنی بیگ قبول مدظله چنیں فرموده :

گلے بود مخلص ز گل زار (۱) فضل دریغا که رفت از جہاں زود او
قناعت همه عمر بودش شعار بخوان طمع لب نیالود او
نیامد اگرچه ز ما خدمتش الٰہی ز ما باد خوشنود او
ز لطف خداوند آمرزگار [به] فردوس اعلیٰ چو اسود او
قبول از [سر؟] (۲) سال تاریخ گفت بملک سخن بادشه بود او (۳)]
(۱۱۳۳ھ)

من اشعاره :

نشهٔ صهبائے گفتار تو ام بیهوش کرد
آنچه بامستاں کند پیمانه بامن گوش کرد

محمد مقیم خان مسیح

[ص ۴۷۴] محمد مقیم خان مسیح ، سخن از عالم خیال می گوید، بر راه مرزا جلال اسیر می پوید - صاحب دیوان ضخیمے (۴) است و جامعیت سخن دارد و رباعی نیز بمذاق اهل توحید می گوید - من اشعاره :

آتشے در خرمن آئینه ها افتاده است
آنچه دیدم از تو می بینم همان از آفتاب

۱- اصل : گلذار
۲- ایک لفظ جلد بندی میں کٹ گیا ہے -
۳- اضافه بر حاشیه -
۴- اصل : ذخیمے

خوشا نشه بادهٔ چشم ساقی
که دور و تسلسل بساغر نباشد

بوے پیراهن خویش است به تن جان عزیز
[ص ۴۷۵] یوسف مصر خود است آنکه گرفتار خود است

رباعی :

خورشید یقین چو گشت از پرده عیان
چون اختر صبحدم ز جا رفت گمان
بکشاے نظر که بر تو روشن گردد
در آئینهٔ صفات ذات است نهان

ملا ملک قمی

ملا ملک قمی (۱) در دکن کوس شاعری بمضراب خامه می نواخت، چنانچه ملا ظهوری در ساقی نامه بمدحش پرداخته :

درون خانه توی از برون چه می جوی
سراغ این همه با تست در بزن خود را

ما چو طفلیم و جهان مکتب و عشق تو ادیب
[ص ۴۷٦] هجر و وصل تو درو شنبه و آدینهٔ ماست

رباعی در تعریف طنبور گفته ـ رباعی :

طنبور تو تار و پود عشرت بسته	با عیش ابد عقد اخوت بسته
آراسته شاهدیست در مجلس خاص	صد جا کمر خویش بخدمت بسته

۱ـ کلمات الشعرا : در بیجا پور از اعیان آنجا بود ـ ظهوری ذکرش در در ساقی نامه آورده است ـ

خون چکان است ملک تیغ جفا می ترسم
که پے اجر بدرخانهٔ قاتل برود

نتائج الافکار : وفات ـ ۱۰۲۴ھ

میر مدهوش

میر مدهوش برادر میر جلال الدین سیادت است - در دارالسلطنت لاهور بخدمات لایقه آن صوبه در عهد شاه عالم گیر امتیاز داشت - سید صحیح النسب و شاعر والا حسب بوده - و باخلاق جمیله [ص ۴۷۷] زیست می کرد و سخن با رتبه می گفت - من اشعاره :

نسیم از بسکه هر جا خشک ازان رفتار می ماند
چو تار عنکبوتان بر در و دیوار می ماند
هر گه که بایں شوخی از خانه برون آمد
شد برق ز حیرانی تصویر رمیدنها
تیغے کشیده بر سرم آن سیمبر رسید
گفتم که چیست گفت که عمرت بسر رسید
مصور دست از ابروش بردار
که نتوانی کمان (۱) او کشیدن

اخوند محمد باقر مناسب

اخوند محمد باقر مناسب تخلص (۲) می کرد - باز مشتاق تخلص قبول نمود :

[ص ۴۷۸]

بخواب عدم راحتے داشتیم ازیں خواب مارا که بیدار کرد

محمود بیگ تورانی محمود

محمود بیگ تورانی محمود تخلص می کرد - از ولایت براے تحصیل دنیا بهند آمد - از واژونی طالع هواے ایں جا بمزاجش موافقت نه کرد ، باز بولایت رفت :

سر گشتگی ز سر نرود مرد عشق را گر بعد مرگ سنگ شوم آسیا شوم

۱- اصل : کمانے
۲- ماخوذ از کلمات الشعرا -

میر محمد علی ماهر

میر محمد علی ماهر (۱) در فن شاعری و نثاری ماهر بوده ، و لطف کلامش در نظر سخنوران ظاهر ـ اگرچه اصلش از ایرانست اما نشو [و] نما د ر هندوستان [ص ۳۷۹] یافته ـ به تجرد منشی و آزاد وضعی بسر می برد ، و بخشک و تر قانع نشته ـ تا آخر عمر سودای حسن و سرود در سر داشت ـ من اشعاره :

چندان که نظر کردم صحرای محبت را
چون طول امل (۲) دیدم پهنای محبت را

تا بدل گردیده ام خورسند عالم از من است
از قناعت مور از یک دانه صاحب خرمن ست

دستار رهن باده گلرنگ می کنند
پیچیده است در سر مستان هوای گل

فیض نظر ز پرتو (۳) روی تو حاصل است
[ص ۳۸۰] آئینه بی جمال تو چون فرد باطل ست

بحرف و صوت میسر نگردد آزادی
به بین اسیر قفس طوطیان گویا را

پیری که نشان ناتوانی است
خاکستر آتش جوانی است

او چشم بمن دارد من چشم باو دارم
وا کرده بروی هم در های محبت را

هر کجا سالک ز خود گردد جدا
از همان منزل خدایش همره است

۱- کلمات الشعرا : استاد همه دان پخته کار انسان صاحب دل کلعل عیار بوده ...فقر اختیاری باستقلال داشت ....-
نتائج الافکار — وفات ۱۰۸۹ھ

۲- قلمزده : عمل

۳- اصل : پرتوه

ز خون صید صبح عید رنگیں تیغ مژگاں کن
غزالے را بنام چشم مست خویش قرباں کن
[ص ۳۸۱] چوں سر زلفش بدستم آید از خود می روم
همچوں طفلاں اول شب خواب می گیرد مرا
طاعت ما غافلاں هرگز نیاید در حساب
کے رقم در نامهٔ اعمال گردد فعل خواب

منعم حکاک

منعم حکاک (۱) شیرازی الاصل ، معنی یاب ، صاحب تلاش بوده ـ مرزا محمد افضل سرخوش مشق اشعار خود را چند سال برائے اصلاح از خدمتش می گذرانید :

آں را که زور بازوے کسب و هنر بود
[ص ۳۸۲] دست پر آبله صدف پر گهر بود
در خمارم روز و شب از بسکه [صهبا (۲)] میکشم
خشک لب چوں ساحلم هر چند دریا میکشم

منصف

منصف (۳) همیں یک بیت ازو بگوش رسیده :

چشم تعظیم نداوند عزیزاں از هم
بس بود ایں که تواضع ز میاں برخیزد

حکیم رکنا مسیح

حکیم رکنا (۴) مسیح تخلص استاد سحر کار و معنی نگار خوش افکار

۱- حالات کلمات الشعرا سے ماخوذ -
۲- کرم خورده ' تکمیل از کلمات الشعرا -
۳- کلمات الشعرا : مجدائی منصف (اخلاص نے شعر اور دیا ہے)
۴- کلمات الشعرا : حکم رکنا مسیح از امرائے صاحب سخن عهد جهانگیری بود ، در معنی یابی ید بیضا داشت ـ بسیار خوش فکر است -

بوده - و در سلک امرای جهانگیر شاهی منتظم - و جودت طبع و حدت فهم بمرتبهٔ کمال داشت (۱) :

[ص ۴۸۳] در غربت مرگ (۲) بیم تنهائی نیست
یاران عزیز آن طرف بیشتر اند
همچون نگیں که بهر نگیں داں شد است خلق
او را خدا برائے کنار آفریده است

محمد محترم

[محمد محترم خلف مر [زائے غنی بیگ] (۳) قبول ، معنی تلاش و ایهام بند است - از واردات طبع اوست :

ز خط پشت لبت گر شکایئے رو داد (۴)
مرنج جان کسے بر سبیل مذکور است
بزم غیر دوش آو را چو مست و بیخبر دیدم
برائے آں که هشیارش کنم بسیار نالیدم (۵)]

مرزا مقیم

مرزا مقیم (٦) خدا داند که کیست ، اما خوش فکر می نماید :

اے آشنا بیار چساں آشنا شدی
ایں شیوه را بنام (۷) خدا یاد ما بده

۱- نتائج الافکار : وفات : ۱۰٦٦ھ
۲- کلمات الشعرا : بیم مرگ
۳- عبارت جلد بندی میں کٹ گئی تهی
۴- صبح گلشن : دارد
۵- اضافه بر حاشیه
٦- کلمات الشعرا : میرزا مقیم
۷- کلمات الشعرا : بیا بخدا

میمنت خان کشمیری

میمنت خان کشمیری در اوایل که بهندوستان آمده ، به تجارت اوقات بسر می برد - الحال داخل [ص ۴۸۴] سلک بنده هاے بادشاهی است (۱) - پست و بلند شعر را می شناسد - پدرش از اسباب صورت و معنی آن قدر نصیبه نداشت در آن معنی گفته :

هر کسے راست ، نا خلف پسرے
من بیچاره ناخلف پدرم

بباده (۲) لعل ترا هیچ گونه نسبت نیست
که لعل تو نمکین و شراب بے نمک است

محمد عالم معرفت

[محمد عالم معرفت ، ساکن کشمیر - خوشگو است - منه :

در وطن شعلهٔ ادراک کسے سر نکشد
آتش سنگ کے از دامن کوه افروزد (۳)]

انند رام مخلص

انند رام مخلص (۴) از شاگردان مرزا بیدل صاحب است - اکثر سنجیده می گوید و مشق سخن بیک رتبه رسانیده :

[ص ۴۸۵] ترک موزون قدے که من دارم
مصرع مغربیست شمشیرش

۱- در سرکار قمرالدین خان بداروغگیٔ عمارت مامور بود - (سفینهٔ هندی)

۲- صبح گلشن : بباده

۳- اضافه بر حاشیه -

۴- نتائج الافکار : وفات ۱۱۴۰ھ -

نور جہان بیگم

نورجہان بیگم(۱) دختر نیک اختر مرزا غیاث مخاطب باعتمادالدوله است۔ در حرم محترم جهانگیر بادشاه انتظام داشت۔ بغیر از خطبه جمیع لوازم سلطنت او را حاصل بود - چندے در جهروکه می نشست۔ جمیع امرا کورنش بجا می آوردند۔ و این سکه بنام بیگم می زدند :

بحکم شاه جهانگیر یافت صد زیور بنام نورجهان بادشاه بیگم زر

طغرائے فرامین [ص ۴۸۶] چنیں نقش می کردند "حکم علیه العالیه نورجهان بیگم"۔ هر کس که بدرگاه بیگم پناه آوردے از آسیب قهر بادشاه محفوظ ماندے۔ بیگم بسیار خیر بالذات بود - پانصد دختر را بقصد ثواب عروس کرد۔ بعد از رحلت جهانگیر بادشاه صاحبقران ثانی دو لک روپیه سالیانه مقرر نمودند۔

بسیار عالی فهم و نکته سنج و بدیهه گو بوده۔ روزے بادشاه پیراهنے با تکمهٔ لعل پوشیده ، بیگم این بیت ملا بنائی بدیهه بر زبان فصیح بیان آورد :

[ص ۴۸۷] ترا که تکمهٔ لعل است برقبائے حریر
شده(۲) است قطرهٔ خون منت گریباں گیر

وقتے که بادشاه ماه عید دیدند و این مصرع بر زبان آوردند :

هلال عید بدور افق هویدا شد

بادشاه بیگم بدیهه این مصرع رسانید۔

ع : کلید میکده گم گشته بود پیدا شد - (۳) :

در سنهٔ هزار و پنجاه و پنج بعالم جاودانی انتقال کرد -

۱- صاحب کلمات الشعراؔ نے ترجمهٔ نورجہان علاحدہ نہیں لکھا بلکہ جہانگیر کے حالات میں اس کے اشعار بھی درج کردیے ہیں -

۲- اصل : شده

۳- کلمات الشعرا کی اصل عبارت (ترجمہ جہانگیر) یہ ہے :-
(جهانگیر) وقت ماه نو عید را دیده این مصرع بر زبان مبارک راند - ع :

(باقی اگلے صفحے پر)

ملا نسبتی

ملا نسبتی تهانیسری (۱) عزیز صاحب درد بود، از اهل عالم فرد - اشعارش شوق انگیز [ص ۴۸۸] است و سخنانش عقل فریب و دلاویز - گویند به بے تعلقی و بے تعینی موصوف بود - و همیں مانند قلندران تجرد نهاد نمدپوش می ماند - و بسان دل سوختگان با دل بریان و دیدهٔ گریان روز را بشب می رساند - و بمظاهر جمیله تعلق خاطر بسیار داشت - مثنوی در برابر مخزن اسرار بسیار بآب و تاب گفته - من اشعاره:

بلبل ز باغ سوے تو پرواز می کند
این خون گرفته مرغ چه انداز می کند

[ص ۴۸۹] بیهوده بر سر آن کو غبار نتوان شد
غبار خاطر دامان یار نتوان شد

بلبلان هم مزاجدان نشدند
کس نداند که گل چه بو دارد

لاله رست از قتل گاه کوه کن در بیستون
خون ناحق گشته آخر دامن صحرا گرفت

(حاشیهٔ صفحهٔ ماسبق)

هلال عید بدور افق هویدا شد

مخدرهٔ معلی نور جهان بیگم که او نیز طبع موزون و فکرهاے بلند و رسا داشت بدیهه مصرع آخرش رساند - ع :

کلیدمے کده گم گشته بود پیدا شد

بادشاه تحسین ها کرد - الحق مصرع خوبے رساند - روزے بادشاه پیراهن باتکمه هاے لعل پوشیده بود بیگم این بیت برخواند :

ترانه تکمهٔ لعل است بر لباس حریر
شده ست قطرهٔ خون منت گریبان گیر

مستحسن و پسندید افتاده -

نتائج الانکار : وفات آخر ۱۱۰۰ھ

۱- کلمات الشعرا میں ترجمهٔ نسبتی موجود هے لیکن اخلاص نے استفاده نهیں کیا -

دو زلف داری و خال و خط و کرشمه و ناز
دگر چه باید برخیز و فتنه برپا کن
مستی و فتنه در سر، برخیز و قتل ما کن
اینک خدنگ مژگان ، اینک کمان ابرو
[ص ۹۰ھ] جدا ز ما دل ما را بزیر خاک کنید
بایں ستم زده در یک مزار نتوان شد

میر نجات

میر نجات (۱) اوستاد پخته کار و معنی نگار خوش فکر بوده ، اصلش از صفاهانست و بهند نیامده :

اے زهد مدتیست که شرمندهٔ تو ام | گر عاشقی امان بدهد بندهٔ تو ام
من غلام کسے که گفت نجات | ما کے آزاد کرده ایم ترا

روزے دلدارش جامهٔ زعفرانی پوشیده ، ایں بیت بر زبان آورد :

[ص ۹۱ھ] چون باقبائے زرد قدش دلبری کند
آئینه را بهار گل جعفری کند

نصیرای همدانی

ناصرمیدان سخندانی نصیرای همدانی در نظم و نثر ید علیا داشت - از مرقومات اوست نسخهٔ دلکشا که اطبائے انفاس و حکمائے مزاج شناس از روے قانون عقل و عشق ترکیب داده اند ، و خسته دلان بیمار عشق را به تناول آن ترغیب نموده - صفت آن است :

سنبل الطیب زلف - گل سرخ رخسار - عنبر اشهب خال - مشک سیاه کاکل - [ص ۱۲ھ] ابریشم مقرض خط - لعل یاقوت هر دو لب - مروارید ناسفتهٔ دندان - صندل سفید پیشانی - پرسیاوشان ابرو - بادام دو چشم - پستهٔ خندان دهن - مرزنجوش گوش - آب سیب ذقن - ورق نقرهٔ بدن -

---

۱- کلمات الشعرا - ص ۱۳ ز ، حاشیه -

یشب سفید سینه ـ حجرالیهود دل ـ مرجان پنجه ـ فندق سر انگشتان ـ سقنقور ساق ـ

اجزاء مذکور را در رشتهٔ حسن تفحص نمایند ـ و بعد از ترتیب و [ص ۳۹۳] تالیف آنها عرق بید مشک خوے رخسار با قدرے شکر خند اضافه نموده ، باتش نرم خوے آهسته آهسته بجوشانند ـ بآب قوام ابد و گاه بگاه بقدر دست رس بکار برند ، که مداومت آں نشاط تمام آورد ـ و نور چشم بیقرار و دماغ را تازه کند ـ و درد دل و ضعف قلب را زائل سازد ، وسودائے نام از سر بیروں کند و قوت باه بیفزاید ، و جگر و گرده را قوت دهد ـ جمیع امراض جسمانی را بر طرف سازد ـ

[ص ۳۹۴] ناکامیم ز همت عالی است اے نصیر
از آب جوے سبزهٔ بام است بے نصیب

رباعی :

اے پاک ز بیروں و سیه کار بدل
اقرار بلب داری و انکار بدل
وین از تو رویه (؟) (۱) شد که مانند قلم
مصحف بزبان داری و زنار بدل

تاریخ فتح توران :

شکر الله کز عنایات خداوند جهاں
کرد فتح ملک توراں سرور مالک رقاب
بادشاه غازی عادل شهنشاه جهاں
آنکه کرد او را خدا از جمله شاهاں انتخاب
[ص ۳۹۵] گشت در تسخیر عالم ثانیٔ صاحبقراں
ایزد او را کرد در کشور ستانی کامیاب
در دلش عزم جهانگیری شبے گر بگذرد
گیرد اقبالش جهاں را صبح پیش از آفتاب

۱- رویت : دیدن و دانستن (غیاث)

سال این تاریخ جست از عقل دانشور نصیر
گفت با طبعش ز راه تعمیه کاے نکته یاب
والیٔ توران برآر از ملک توران وانگہے
ثانیٔ صاحبقران بنشان بجایش کن حساب

میر نجابت

میر نجابت (۱) برادر میر سیادت - ازیں بیت قماش سخنش [ص ۹۶م] بر سخنوران معلوم است :

ما دریں باغ نہال چمن تصویریم هست در خامهٔ نقاش رگ و ریشهٔ ما

محمد تقی بیگ نشا

محمد تقی بیگ نشا (۲) صاحب دیوان مختصر بوده - اشعارش ازیں عالم اند :

چناں گداختی از عکس خویش آئینه دار
که جوهرش چو خس از آب می تواں چیدن

ناظم هروی

ناظم هروی (۳) ناظم مہمات کلام ست ، نظم جواهر آب دارش چوں عقد لالی خوش ترتیب ، و نثر تا بدارش چوں موج شراب هرتگالی عقل فریب - [ص ۹۷م] مثنوی مشتمل بر داستان عشق زلیخا و یوسف بسیار خوب نوشته ،

۱- ماخوذ از کلمات الشعرا -

۲- کلمات الشعرا : صاحب طبع است دیوانے مختصر بطرز قدیم دارد -

۳- کلمات الشعرا : مثنوی یوسف زلیخا به ادا هاے رنگیں گفته همه جا در وے تلاش‌ها کرده -

نتائج الافکار : وفات اواخر ۱۱۰۰ ه

و اکثر جا تلاشهائے تازه نموده ، و داد فصاحت داده۔ دیوان رنگین نیز گذاشته ۔ من اشعاره :

بدستش بیضهٔ رنگیں دل (۱) خونین من باشد
که از بهر شکستن دوست می‌دارد بتو زورش
در خانقاه وحدت ذکر مخالفت نیست
چون تار سبحه یک حرف از صد دهن بر آید
ناظم همه دردی ز کجا می آئی
[ص ۹۸ ب] از کوے کدام دلربا می آئی
اے گرد ز کوے کیستی ، راست بگو
بسیار بچشمم آشنا می آئی

نافع کشمیری

نافع کشمیری مرد آرمیده بود و فکر شعر بسیار درست داشت ۔ من اشعاره :

عیش او راست کو زرے دارد
سیم اندام دلبرے دارد
هر گدائے برهنه سر شاهے است
که چو خورشید افسرے دارد
چو بادامے دو مغز امروز نافع دو بتے دارد
که با معشوق در یک پیرهن چسپیده خوابیده
[ص ۹۹ ب] همه تن تیغ زباں می شود و می گوید
خوں خوردن که (۲) درین معرکه جوهر دارد

۱- اصل : دلے

۲- خون خوردن کسے در معرکه جوهر دارد ؟

میر نور الله نزهت

میر نور الله نزهت (۱) شاگرد رشید مرزا عبد الغنی بیگ قبول است - سخنور خوش فکر و معقول گو است - و طبعش بسیار رسا ست - اکثر تلاش معنیهاے برجسته می کند - من اشعاره :

حسن هند از باده همچون شعله سرکش می شود
بے تفاوت (۲) این زغال از آب آتش می شود
[هر که (۳) اول از زبان نرم بفریبد ترا
عاقبت چون خامهٔ نقاش رو کش می شود (۴)]

[ص ۵۰۰] از بس غریب کشور هندم پدید نیست
هم شهریٔ ز بخت ضعیفم بجز هلال
شد از فیض قناعت لذت نعمت فراموشم
شکم دزدیده از خوان کریمان همچو سرپوشم
چون آن صوفی پسر در وجد با آن قد رعنا شد
ز فیض مقدمش هر گل زمین باغ مصلا شد
نکردم یک نظر از نرگس آن سیمبر غافل
که کیفم زین مئے انگور از جامے دوبالا شد
رو نخواهد داد گر نبود ترا مشت زرے
عارض دلدار نزهت لالهٔ عباسی است

[ص ۵۰۱] کے نظر گستاخ بر آن قد رعنا می کنیم
ما ز ترس آسمان کے سر به بالا می کنیم

۱- تذکرهٔ بے نظیر : نور الله بیگ نزهت -
۲- قلمزده : تکلف
۳- تکمیل از روے تذکرهٔ بے نظیر -
۴- اضافه بر حاشیه -

اشاره ایست ز موئے در نجف نزهت
که بایدت بمحرّم الف به سینه کشید

سیدی عطاالله ناصر

سیدی عطاالله ناصر تخلص شاگرد ارشد میر ابوالفیض مست معنی، شاعر خوش تلاش و معنی آفرین خوبیست - و آشنائے مہربان راقم این سطور - و در اکثر غزلہائے طرحی شریک -

[ص ۵۰۲] از خود آن سرو سہی گلگون قبا پوشم برد
مصرع موزون و رنگین از سر هوشم برد
بدل از بسکه می پیچد خیال زلف مشکینش
نفس صد حلقه بر خود می زند چون مار در کامم
چه شد که تیر نگاهت ز بخت من برگشت
ز کاوش مژه ات دل همین (که) مملو است

محمد رضا نیاز

محمد رضا نیاز تخلص تجارت پیشه بود - در احمد آباد گجرات نقد سخن را بروانیٔ طبع رواج می داد:

بهر پاس آبروے خویش می سوزم نیاز
آب یافوتم که هم چشم شرارم کرده اند

آقا محمد حسین ناجی

[ص ۵۲۳] آقا محمد حسین ناجی (۱) خط نستعلیق درست می نوشت و گاه بگاه بخیال شعر نیز می پرداخت:

مگر بخواب بروے تو وا شود چشمم
خدا کند که بخواب آشنا شود چشمم

۱- کلمات الشعراء: در فن نسخ یاقوت ثانی است و در شکسته تعلیق خطش را بکمال خط میرزا محمد حسین واضع الاصل می گیرند - نتائج الافکار: وفات ۱۱۲۶ھ

بشکند از جور گردون گر نسوزد دل ز عشق
دانهٔ کز برق سالم ماند (۱) رزق آسیاست

نعمت الله خان

نعمت‌الله خان خلف نواب روح الله خان میر بخشیٔ حضرت عالم گیر، نعمت تخلص، و در بعضے غزلها نعمت الله هم تخلص می کند - تا حضرت خیرالبشر نام بنام سیادت [ص ۵۰۰] ایشان ثابت است - و در شعر یگانهٔ آفاق و بطائفهٔ علیهٔ شعراءٔ رعایتے می نماید که کم کسے از امرا کرده باشد - وحسن خلق این مظهر فیض الٰهی از احاطهٔ تحریر برتر است - من اشعاره :

از فقر شکوهٔ نکند بے نوائے من
نشنید ناله کس ز نے بوریائے من
چشمے ندیده است ترش رویٔ مرا
با غوره آشنا نبود توتیائے من

روز حشر آزادی (۲) ما ز آتش دوزخ جداست
بر خط پیشانی (۳) ما مهر خاک کربلا است

[ص ۵۰۵] کے کسے دیگر تواند با خدا هم خانه شد
بوریائے کعبة الله بیشهٔ شهر خدا است

بهیچ وجه مکدر نمی شود دل ما
ز آب آئنه گویا سرشته شد گل ما

بر تنم نقش بوریا کافیست
جامهٔ فقر بوریا - باقیست

۱- کلمات الشعراءٔ : جست
۲- صبح گلشن : آزادیم
۳- ایضاً : من

در دل صوفیاں کدورت نیست
آب آئینه را نمد صافیست

نباشد همت آل عبا یاران مالی را
چه با شیر خدا نسبت بود شیران قالی را

[ص ۵۰۶] سکندر گر گدائے حضرت شاه نجف بودے
نبردے از جهاں در وقت مردن دست خالی را

مے کشی تلخ به رنداں عبث از پند مکن
محتسب بهر خدا شیشه بخود بند مکن

بوسه گفتی و ندادی تو ازاں سیب ذقن
دامن ایں قسم صلاهاے سمرقند مکن

ببانگ مرغ سحر وقت صبح دم برخیز
ز زیر تیغ دودم راست چوں علم برخیز

گل و شگوفه ازیں باغ می رود نعمت
نشسته زچه اے بے خبر، تو هم برخیز

مرزا لطف الله نثار

مرزا لطف الله نثار از شاگردان عبداللطیف خاں تنها است - سخن از عالم خیال می گوید [ص ۵۰۷] و فکر دور از کار دارد :

سر آشفتگی در راه عشق پر جفا دارم
به تعمیر خرابے مشت خاکے بر هوا دارم

شکر کسے که زنگ دل از آب تیغ برد
تا کے غبار دیده نمناک می شدم

آه از حجاب عشق که زنجیر شد مرا
بگذاشت تا بکوے تو بے باک می شدم

نادم گیلانی

نادم گیلانی (۱) عندلیب داستان سرای گلشن سخندانی و طوطی شکر خاے شکرستان معانی بود - من اشعاره :

[ص ۵۰۸]

دلم در وصل از تاب رخ جانانه میسوزد
فروزد گر چراغ تیره بختان خانه میسوزد

ز عکس رخم خاک هر کوچه زر شد
ترا کیسه (۲) خالی و من کیمیاے

معشوق ما بمذهب هرکس برابر است
با ما شراب خورد و بزاهد نماز کرد

بیمار عشق را بمداوا (۳) چه فائده
دارد لب تو فائده اما چه فائده

ملا نوعی

ملا نوعی (۴) از شعراے عصر جهانگیری شاعر عالی قدرت بوده :

بغنچه رابطه جویم [که(۵)] در طبیعت عشق
گل شگفته بدلهاے بے غمان ماند

محمد یوسف نکهت

محمد یوسف نکهت بخطاب [ص ۵۰۹] سخنور خان از عهد فرخ سیر امتیاز دارد - شاعر راست گفتار است - تاریخ جلوس بادشاه محمد شاه غازی بعد

۱- کلمات الشعراء سے صرف کلام کی حد تک استفادہ کیا ہے -

۲- اصل : مرا - تصحیح از کلمات الشعراء

۳- کلمات الشعراء : ز مداوا

۴- کلمات الشعراء : در اوایل عهد جهانگیری فوت شد شاعر غرّاے اکبری بوده - (نتائج الافکار : وفات ۱۰۱۹ھ)

۵- تکمیل از کلمات الشعراء

کشته شدن حسن علی خان امیرالامرا در تهنیت فتح و ظفر خسرو داد گستر انشا کرد ، بنظر اقدس در آورده ، و از پیشگاه خلافت بانعام هزار روپیه نقد و خلعت سرفراز شد :

بادشاه دین محمد شاه غازی آنکه هست
بادشاه هفت کشور خسروے والا گہر
[ص ۵۱۰] عالم آرا یوسف ثانی بمصر سلطنت
جم خدم ، انجم حشم، حاتم کرم، قدسی سیر
از خدنگ فتح قوس ملک گیری کرد ره
خنجر نصرت بدست و در کمر تیغ ظفر
شد بفضل حضرت دادار صاحب اختیار
دشمن سر کش ز عالم کرد آهنگ سفر
عقل تاریخ همایون‌فال شاهنشه نوشت
آفتاب ملک اقبال از کسوف آمد بدر

نظیری نیشاپوری

نظیری نیشا پور[ی] (۱) وصفش از حد تحریر برتر است - در عهد جهانگیر بادشاه [ص ۵۱۱] داد سخنوری می داد - و در اوائل سلطنت شاهجهان بادشاه ازیں دار ملال انتقال کرد - من اشعاره :

مسافران چمن نارسیده در کوچ اند
شگوفه می رود (و) شاخ بار می بندد (۲)

فیض صحبت تا سحر نگسست از دنبال هم
تا کواکب سبحه گرداند من ساغر زدم

۱- کلمات الشعرا سے استفاده نهیں کیا - نتائج الافکار : وفات ۱۰۲۳ھ

۲- سرو آزاد : آرد

مرزا محمد طاهر وحید

شاعر ماهر مرزا محمد طاهر وحید تخلص (۱) وزیر یزد بود (۲) در اوایل عصر شاه عالم گیر کوس کمالات شاعری و انشا پردازی [می زد(۳)] [ص ۵۱۲] در زبان دانی و معنی بندی اوستاد عصر خود بوده، و داد فصاحت لفظی و لطافت معنوی می داده - آوازۂ اشعار بلندش بگوش عالم و عالمیان پیچیده، و صیت سخنان متینش از کران بکران رسیده (۴) -

[نقل است که روزے سهیل نام خواجه سرا که اتالیق خلف نواب وحید بود بواسطۂ حرکات ناشائسته طپانچه بر روے پسر نواب زد - پسر گریان پیش نواب آمد - ایشان بدیهه این شعر خواندند :

رنجیده ازانی که سهیلت زده سیلی
سیبے که سهیلش [بپزد(۵)] رنگ نگیرد

نقل است که نواب وحید در ایام پیری این شعر گفت :

۱- کلمات‌الشعراء : (حاشیه ترجمۂ طاهر وحید) در اصفهان همیشه کوس خوش خیالی می نواخته و علم معنیٔ تازه یابی‌می افراخته . هر بیتش ورد زبان سنخوران است و دیوانش مهر معنی گستران است ... (متن) با صائب هم سر بود و هم عصر - هر بیتش ورد سخنوران است و دیوانش محراب نماز معنی گستران . فکرهائش همه تلاشے و الفاظش مزین بخوش قماشے -

نتائج الافکار : وفات تقریباً ۱۱۰۵ھ

۲- قلمزده : بوزارت بادشاه صفاهان امتیاز داشت -

۳- یه الفاظ حاشیے پر هوں گے - ان پر چیپی لگی هے - اس کے بعد ترک هے ''بمضراب'' اور اگلے صفحے پر ایک سطر کاٹ دی گئی هے جو خوانا نهیں-

۴- اس کے بعد متن سے تین سطریں حذف کی گئی هیں -

۵- قیاسی اضافه -

الہی رسا.....................]
کے خانۂ غیرا..................(۱)]

من اشعاره :

[ص ۵۱۳] چو شاهینے(۲) پر آرد هر که رفعت در نظر دارد
ز پا افتادگان را با دو دست از خاک بردارد
برادراں که همه سر کشند چوں انگشت
شوند وقت زد و خورد یار همچوں مشت
بذوق دیدن طفلاں دلم دیوانه می گردد
اگر خاکم شود گل صرف مکتب خانه می گردد
کار بهتر شود آں دم که بتر می گردد
سخت چوں شد گره قطره گهر می گردد
توشۂ نیست در ایں راه از ایں جا بردار
زاد راه تو دل تست ز دنیا بردار
[ص ۵۱۴] چرا چو صورت بیروں (۳) کاسۂ چینی
به نعمت دگراں پشت گرم می‌باشی
دیوانه می شوم ز تراشیدن خطش
چوں بندۂ که گم کند آزاد نامه را
ز دخل خورده گیران بے هنر آزاد می باشد
که نگذارد کسے انگشت بردم تیغ چوبیں را
دوری از سنگیں دلاں کن تا شود کارت درست
نقش خاتم راست شد تا گشت از خاتم جدا

۱- اضافه بر حاشیه - آخری شعر کے الفاظ جلد بندی میں کٹ گئے هیں -

۲- اصل : شاهین

۳- قلم زده : دیوار

[ص ۵۱۵] چهار انگشت بیکار است هنگام عسل خوردن
ز شرینی شراکت برنیابد نعمت دنیا
خدمت دوناں کنند اشراف در آغاز حال
دست باشد خادم پا طفل نو رفتار را
در زماں گوهر مقصود بدست تو نهند
چوں صدف گرد و کف خویش برآری بدعا
کار او بخشیدن جرمست و کار من خطاست
من گنه کردم بدیں جرأت که حاکم آشناست
کجا از علم رسمی دامن مطلب بچنگ آرم
گذر کردن ز دریا کے تواں با لوح مکتبها

[ص ۵۱۶] صورت مردم کشد از سایهٔ هر دیوار و در
شمع مجلس در کف شب خامهٔ صورت گر است
هر که دستے بگزارد بته بار کسے
چوں عصا یک قدم از هر که بود پیشتر است
عمر خود را هر که صرف جمع کردن می کند
در نظام کار عالم کمتر از جاروب نیست
خویش را نتواں نهاں کردن ز دست انداز مرگ
شمع کافوریست در دست اجل موے سفید
بیخبر بود که در حبس ابد خواهد ماند
قطرهٔ آب درآں روز که گوهر میشد

[ص ۵۱۷] سعی کن تا نام بگذاری که از نقش نگیں
کس نمیداند نگینش لعل یا فولاد بود
دیوانه کسے چوں نشود زانکه دریں عهد
پیراں و جواناں همه ها طفل مزاجند

از سلیماں رسم و آئین بزرگی یادگیر
مور را در بزم بالا دست خود جا می‌دهد
با ملائم طینتان تندی غبار خاطر است
چون گذر بر خاک نرم آفتد ترا آهسته رو
چاره سازان جهاں، در کار خود بے چاره اند [ص ۵۱۸]
گرد را کے می‌تواند شست آب از روئے خویش
مانند عکس آینه دل را بهم دهند
خو اند بسکه آینه رویاں بروے هم

ملا وحشی

عندلیب هزار داستان عاشق وشی ملا وحشی (۱) همواره فکرش وحشیان معانی را بدام می آورد، و طبعش غزالان رم کرده مضامین را در سطر مشک فام بزنجیر می کشید۔ و بوے درد از کلامش بمشام جان می آید ۔ چنانچه برین معنی سوز و گداز آں سخن آفرین مشعر قولیست :

[ص ۵۱۹]

بختم اگر تلافیٔ شبہاے غم کند — یک روز خوش بمردم عالم نمی رسد
وحشی ز سر نمی گذرد دآب تیغ یار — من بارها گذشته ام ایں آب تا گلوست

شاه عبدالاحد معروف به میاں گل ، وحدت

مظهر صلح کل ، شاه عبدالاحد معروف بمیاں گل ، وحدت تخلص (۲) از فرزندان شیخ الشیوخ شیخ احمد سرهندی مشتهر بحضرت ایشاں ۔ از سلسلهٔ نقشبندیه بود ۔ بزیارت حرمین شریفین مشرف شده ۔ اکثر صلحا و فقرا و فضلا و

۱۔ وحشی کے سلسلے میں کلمات‌الشعراء میں ص ۸۷ پر ایک حکایت ہے جو اخلاص نے نہیں لی ۔

نتائج الافکار : وفات ۹۹۱ھ

۲۔ نتائج الافکار : وفات ۱۱۲٦ھ

عرفاے عرب و عجم را دیدہ ، و فوائد از علوم ظاهری و باطنی حاصل نمودہ۔ گاہ گاهے بحسب [ص ۵۲۰] اتفاق زبان معجز بیان را یک دو مصرع گلفشاں می فرمود - دیوانے مختصر ترتیب دادہ و اکثر مضامین تازہ بروے کار آوردہ - من اشعارہ :

دل وحدت منش از خلق مکدر نشود
گر گمان (۱) تو بود یک ورق ابتر نشود
هر کہ چوں فوارہ برباد قد جاناں ستاد
ہاے تا سرگریہ گشت و آبرو برباد داد
نشۂ فکر رسا بهر فنا یا فتہ ام
دہ قدم بیش بود رہ ز کفن تا کفنی (۲)
بروز واقعہ تابوتم از چنار کنید
کہ بردہ ایم ز باغ جہاں تہی دستی

ارادت خان واضح

[ص ۵۲۱] ارادت خان واضح (۳) دیوان کلانے ترتیب دادہ - و مثنوی نیز گفتہ مشتمل بر شش دفتر باعتقاد خود کارنامہ کردہ است ، و بزعم عزیزان سخن سنج تصدیع بے جا کشیدہ - رباعی : (کذا)

فاختہ بر شاخ سرو جویبار ناله کوکو کناں می گفت زار
هاے ها(۴) ایں سبزہ و گل رفتنی است بعد عمرے کو گل و کو سبزہ زار

۱- اصل : گمانے

۲- اسی تذکرے میں میر احمد لائق کے حال میں یہی شعر لائق سے منسوب کیا ہے - وہاں اس کی شکل یوں ہے :

نسبت فقر و فنا بسکہ بہم نزدیک است نیست یک پردہ جدائی ز کفن تا کفنی

۳- نتائج الافکار - وفات ۱۱۲۸ھ

۴- اصل : هاے هاے

رباعی :

آن خواجه که خویش را هلاکو می گفت
از کبر سخن بچین ابرو می گفت
[ص ۵۲۲] بر کنگرهٔ سرای او فاختهٔ
دیدم که نشسته بود و کوکو می گفت

عبدالواحد وحشت

عبدالواحد وحشت (۱) همیں یک شعر ازو بگوش رسیده (۲) :

با کمال اوج در پستی هلاکم کردهٔ اند
آسمان وقت خود بودم که خاکم کرده اند

واعظ قزوینی

واعظ قزوینی (۳) صاحب ابواب الجنان - استاد است :

آشنایانے که از حق نمک دم می زنند
همچو دندان بر سر یک لقمه برهم می زنند
عقد دندان ها که بعضے زوج و بعضے فرد ماند
[ص ۵۲۳] گر بدانی قرعهٔ پیش آمد احوال تست

میرزا علی قلی خان ولی

میرزا علی قلی خاں ولی تخلص مردیست صاحب کمال - خوش ظاهر و باطن - و از شاگردان سرزمرهٔ معنی بندان فحول مرزا عبد الغنی بیگ قبول

۱- نتائج الافکار - وفات : اواخر ماته حادی عشر (۱۱۰۰ھ)

۲- کلمات الشعراء اخلاص کی سامنے ھے اور اس میں اس شاعر کے چھ شعر درج ھیں لیکن کہتا ھے کہ اس کا ایک ھی شعر سنا ھے -

۳- کلمات الشعراء : محمد رفیع..... اقوال دوازده امام را جمع نموده کتاب مسجع و رنگین و پر مضامین نوشته - ابواب الجنان نام نهاده -

است - و در عالم وفا و وفاق عدیم المثال - (۱) من اشعاره :

نیستند از یک دگر ممتاز یک جو بیش و کم
همچو نرگس گوئیا یکدسته اند اهل قلم
[ص ۵۲۴] برده هر کس بے بمعنی ، می تواند یافتن
سر نوشت نیک و بد چوں خامه از نقش قدم
خواجه آئین خود از بس زن پرستی کرده است
نیست جز حج نسا منظورش از طوف حرم
اے که سر بازی کنی از بهر افسر در جهاں
شمع ساں یک تیر راه است از وجودت تا عدم
با غبار غم بساں ریگ‌ماهی ساختم
من ازیں دریا نیم شرمندۂ دام و درم
حدیث چشم معجز آفرینش
دل پژمرده را عین‌الحیات است
بچشمه که همچوں سبوے پر است
چو کرپال (۲) تا کے کنم پاسبانی

رائے رام جی هاتف

[ص ۵۲۵] از معاملات ملکی و مالی واقف ، رائے رام جی متخلص به هاتف ، متوطن قصبۂ انباله - قوم کهتری - از علم اخلاق و آداب ملوک آشنا است - و اکثر رسائل حقایق و معارف دیده ، و فوائد بسیار از علم شعر و انشا و تواریخ و سیاق حاصل نموده - در اوائل عهد محمد فرخ سیر به نیابت دیوان تن امتیاز داشت (۳) - و الحال بمیرسامانی امیر الامرا صمصام الدوله

۱- یہ تین سطریں قلم زده : ورتبۂ شعر او براوج کمال ...... در جهان سخنوران بمضراب خامۂ نواسنجی ... ضربی می زد

۲- کرپال ؟ گھڑیال ؟

۳- فرخ سیر ۱۳ ذی‌الحجه ۱۱۲۴ھ مطابق ۱۰ دسمبر ۱۷۱۲ء میں آگرے

(باقی اگلے صفحے پر)

خان دوران بہادر عرف خواجه عاصم مامور است - هرچه بهم می رساند [ص ۵۲۶] بکشاده پیشانی و خوشدلی در ادائے حق‌الله و حق‌الناس صرف می‌نماید ، و ذخیرهٔ سعادت دینی و دنیاوی می اندوزد -

اگرچه جامع ایں اوراق و آں مرد بزرگ تعلیم یافتهٔ یک دبستاں اند ، و خوشه چین یک خرمن ، لیکن از روے کمالات کسبی و وهبی خود را پیش آں معنی شناس بیش از سها پیش ماهتاب و زیاده از ذره پیش آفتاب نمیداند - گاه گاهے بحسب اتفاق و صفائی ذهن بخیال شعر نیز می‌پردازد - قصیده [ص ۵۲۷] بر تهنیت تولد خلف نواب مذکور گفته ، و تاریخ ازیں مصرع برآورده -

ع: خلف الصدق دود مان وفا

•

هادی علی خاں هادی

هادی علی خاں بن امیرْ خاں هادی تخلص پسر عم نواب نعمت الله خان است و بمرتبهٔ باهم محبت دارند که بتحریر نیاید - و مشق سخن در خدمت نواب معزالله می نماید :

دل بدست آں بت بے رحم و بے پرواے ما
همچو(۱) مرغ نیم بسمل، مانده بے پر،واے ما

•

کیسری سنگھ یکساں

[ص ۵۲۸] دل دادهٔ گل رخاں ، کیسری سنگھ یکساں (۲) هر جا که

(حاشیه صفحهٔ ماسبق)

کے نواح میں جہاندار شاہ پر غالب آیا - دهلی پهنچ کر اس نے جو عہدے تقسیم کئے ان میں دیوان تن کا عہدہ لطف‌الله خان بہادر صادق کو دیا جو بہادر شاہ کے دور میں شہزادہ جہان شاہ کے دربار کا وکیل تھا - جہاندار شاہ کے دور میں شہزادہ عزیزالدین کا دیوان رہا - (اروِن ، جلد اول ، ص ۲۸۵) هاتف اسی لطف الله کا نائب ہوگا -

۱- اصل : مرغے

۲- مخزن الغرائب (قلمی): وے از قوم کهتری ست - در شاهجهان‌آباد بوده - سخت دردمندی ها داشته - هر کجا گل رخے بوده بلبل آسا بنعره و فغان درآمده ، هر کجا سرو قامتے بجلوه دیده قمری وار طوق عبودیتش در گردن جان افگنده - ابن چند شعر آن عاشق پیشه است (یہی اخلاص کے درج کردہ شعر) - ورق ۳۸۲ الف

گل رخے می بیند بلبل آسا به نعره و فغان می آید ، و هر کجا که سرو قامتے جلوه می کند قمری آسا طوق عبودیت در گردن جان می اندازد ۔

و با جامع اوراق از آغاز شباب و ریعان جوانی رابطهٔ اتحاد بدرجهٔ اتم دارد ۔ و شعر هموار و صاف می گوید ۔ و اکثر غزلهاے خود را پیش بنده می‌خواند و حق صحبت‌ها بر گردن جان دارد ۔ من اشعاره :

چشم واکن در محیط دهر یکسان چون حباب
کین بناے هستی موهوم بر آب و هواست

[ص ٥٢٩] آن کمان ابرو که چون تیر است هر (۱) مژگان او
گر هدف سازد دل من می شوم قربان او

آن کس که در جهان دو زبان ست چون قلم
حرفے که سر کند همه جا پیش می برد

رباعی :

اے غافل بے فهم چه بے پروائی | اندیشه نداری مگر از رسوائی
در یاد الٰهی نشدی یک شب و روز | از دست تو رفت پیری و برنائی

شاه یقین

[ص ٥٣٠] شاه یقین (۲) مغل ولایت زاست ۔ درویش مزاج ، مستغنی از شاه و گدا ، و از این و آن گسسته ، فارغ بکنج فراغت نشسته ۔ اکثر دیدنش در قهوه خانهٔ چاندنی چوک میسر آید ۔ در عالم رساے نشأ تریاک بخیال شعر نیز می پردازد ۔ صاحب دیوان است ۔ من اشعاره :

۱- صبح گلشن : بر

۲- تذکرهٔ بے نظیر میں یہی عبارت به ادنیٰ تغیر نقل هوئی هے ۔ مخزن الغرائب (قلمی) ۳۸۲ ب : ''از مردم ولایت است ۔ در لباس درویشی سیر دهلی می کرد'' (آگے انهیں میں سے دو شعر نقل کیے هیں)

مارا نبود طاقت بر خاستن از جا   چوں داغ بهر جا که نشستیم نشستیم
گر باد برد تخت جم و افسر خاقاں   پشمے نشود کم ز کلاه نمد ما
[ص ۵۳۱]   اسیر نقش خود نقاش گردد از هنرمندی
دلم را برده رنگ آمیزیٔ نیرنگ تصویرم

محمد عاقل یکتا

محمد عاقل یکتا (۱) مضامین متقدمین را بلباس زیبا آراسته در نظر مردم جلوه می دهد۔

نالد از بخت سیه هر که ز اهل رقم است
حجت ناطق ایں حرف صریر قلم است

احمد یار خان یکتا

احمد یار خاں پسر الله یار خان تهانه دار غزنی یکتا تخلص می نماید۔ شاعر کهنه است۔ اکثر اوستاداں را دیده و در مشاعره‌ها شریک مانده۔ در قصیده گوئی [ص ۵۳۲] قصد هاے عالی دارد۔

وقتے محمد عاقل یکتا و ایشاں در لاهور یک جا شدند۔ محمد عاقل تکلیف کرد که صاحب ایں مرا بگذارید۔ احمد خاں گفت که هر کسے شعر خوب بگوید تخلص ازوست۔

آخر الامر احمد یار خاں محضرے بر کمال شاعری خود نوشته، پیش صاحب سخناں آں شهر براے گواهی فرستاد۔ همه مهر خود ثبت کردند، هرگاه پیش شاه آفریں لاهوری [آ.د(۲)] شاه مذکور ایں بیت دستخط کرد (۳):

بریں معنی گواهیم آفرین [ما   که احمد یار خاں یکتا ست یکتا]

۱- احمد یار خان کا عنوان لکھ کر کاٹا ہے اور پھر محمد عاقل یکتا کا نام لکھا ہے۔ چند سطروں کے بعد اسی صفحے پر پھر احمد یار خان کا حال درج ہے۔ سفینۂ ہندی میں ہے کہ محمد عاقل کا اصل نام محمد اشرف ہے۔

۲- تکمیل از روے مخزن الغرائب قلمی [جس نے یہ تمام عبارت بغیر حوالے کے درج کی ہے۔ اشعار سرو آزاد اور مخزن‌الغرائب میں مشترک ہیں، اخلاص کا حاشیے میں درج شدہ شعر دونوں سے غیر حاضر ہے۔]

۳- تکمیل از روے سرو آزاد۔

غزلش در سخن سنجاں مشہور است :

[ص ۵۳۳] تا خطش طرح جہانگیری و کاؤسی ریخت
لشکر زنگ چو رومی بسر روسی ریخت
[جلوهٔ پر تو (۱) حسنش چو بطور آتش زد
آب شد سنبله افشار کف موسی ریخت (۲)]
بامیدے که شود جلوه گر آں سرو رواں
خاک شد جبهه و در راه قدم بوسی ریخت
سرمه آلود نگاهے (۳) که بیادم آمد
که سرشکے شفقی از مژه ام طوسی ریخت
بر در بت کده از ناله [زارم] ناقوس
همه تن اشک شد و در بر ناقوسی ریخت
[شمع] از رشک (۴) رخش بوقلموں سوخت [به بزم]
جای اشکش همه خاکستر طاؤسی ریخت (۵)

۱- اصل : پرتوه

۲- اضافه بر حاشیه -

۳- سفینهٔ هندی : نگاه - یه شعر سرو آزاد میں بھی نہیں ہے -

۴- نتائج الافکار : اشک

۵- نتائج الافکار میں یه شعر بھی ہے :

لن ترانی که جواب آمده از پردهٔ غیب
نمکے بود که بر زخم دل موسی ریخت

وفات یکتا ۱۱٦۷ھ

استدراک

ص ۲۱۔ ارجمند مرزا آزاد

استاد نہیں صحیح، تخلص آزاد اور جنون۔ ہر دو۔ نام مرزا ارجمند۔ خوش گو: جولانے بود از سرزمین خوز خاستہ، فلک بر جوانیش نہ بخشود و در ہزار و صد و سی و چہار (۱۱۳۴ھ) زود از نظر ہا در ربود در مشق چہار پنج سالگی خیلے ترقی کردہ بود (ص ۱۴۹) بھگوان داس ہندی نے سفینۂ ہندی میں اس کا حال ارجمند تخلص کے تحت درج کیا ہے۔

ص ۳۵۔ بروی ساوجی

حسین دوست سنبھلی نے تذکرۂ حسینی میں اس تخلص کو بردی (دال کے ساتھ) لکھا ہے۔ فرماتے ہیں:

"مصورِ معانی دل جو شاعرِ شبیہہ کش بردی موحلو وطنش قزوین ست (صاحبِ دیوانِ رنگیں (ایک شعر دیا ہے جو ہمیشہ بہار کا آخری شعر ہے) (ص ۲۰)

ڈاکٹر محمد باقر فرماتے ہیں کہ یہ تخلص بروی یا بردی نہیں بلکہ پیروی ہونا چاہیے۔

ص ۳۷۔ حاشیہ ۳۔ پیتھان

بے غم کا وطن پٹن یا پتھان مرقوم ہے، ڈاکٹر محمد باقر صاحب فرماتے ہیں کہ دراصل پٹھان کوٹ ہونا چاہیے۔

ص ۴۳۔ محسن تاثیر

حاشیے پر سفینۂ خوشگو کا مندرجہ ذیل اقتباس اضافہ کیا جائے:

"در عہدِ پادشاہِ شہید (سلطان حسین صفوی) اشعارِ خود را بخدمتِ حکیم الملک متخلص بہ شہرت
رسانیدہ منظورِ نظرِ جمیعِ شعرائے ہندوستان گردید و فقیر خوشگو فیض ہا ازاں برداشتہ (سفینۂ خوشگو ص۹۴)

ص ۵۹ - بادشاہ علی جذبی

منتخب التواریخ (بدایونی) جلد سوم ص ۲۴۶ میں بادشاہ علی جذبی درج ہے (بشکریہ ڈاکٹر محمد باقر)

ص ۶۴ - محمد تقی الدین حزنی اصفہانی

اخلاص کے برخلاف باقی تذکرہ نگار اس کی وفات کا سنہ ۹۷۷ھ دیتے ہیں (بشکریہ ڈاکٹر محمد باقر)

ص ۶۹ - مرزا افضل اللہ خوشتر

سفینۂ ہندی میں نام افضل اللہ، سفینۂ خوشگو کے متنِ چاپی میں حالات کے ذیل میں فضل اللہ، لیکن سرخوش کے حال کے تحت "افضل اللہ" درج ہے۔ مرزا محمد افضل سرخوش کے فرزند تھے۔ ان کا اصل نام "فضل اللہ" ہی ہو تو کچھ عجب نہیں۔

ص ۹۹ - مرزا زاہد علی شاہ بندر سخا

(۱) سخا کا انتقال بقول سفینۂ ہندی و سفینۂ خوشگو ۱۱۴۶ھ میں ہوا۔
(۲) تیسرے شعر کا آخری لفظ مشکوک ہے (عیاری؟ یا رعنائی؟)

ص ۱۳۷ - محمد احسن جونپوری شادانی

اخلاص کے جملے کی ساخت متقاضی ہے کہ اگر شادانی تخلص پڑھا جائے تو جملہ یوں ہو: "شادانی ہیچو تخلصِ خود شاداں طبع بود" لیکن اگر "شاداں" "شاداب" ہے تو پھر تخلصِ خود شادابی ہوگا اور جملہ یوں متصور ہوگا: شادابی ہیچو تخلصِ خود شاداب طبع بود" کسی اور تذکرے میں جونپور کے اس شاعر کا حال نہیں ملا۔

ص ۱۸۹ــ فرحت

فرحت کاشمیری، اخلاص نے تخلص فرحت ہی دیا ہے۔ سفینۂ ہندی (ص ۱۵۷) اور سفینۂ خوش گو (ص ۱۶۳) میں فرصت کاشمیری درج ہے۔ بقول خوش گو (ص ۱۶۲) محمد شاہی دور کے اس شاعر کا انتقال ۱۱۳۰ھ میں ہوا۔ یہ قریب بہ یقین ہے کہ اخلاص کا بیان کردہ شاعر اور خوش گو کا شاعر ایک ہی ہے۔ البتہ مصحفی نے عقدِ ثریا میں جس فرحت کا حال دیا ہے اور جس کا نام مولوی محمد میراں ہے وہ جدا شخص ہے کیونکہ تالیف عقد ثریا کے وقت (۱۱۹۹ھ) وہ زندہ تھا اور اس کی عمر سو برس کے قریب تھی (عقدِ ثریا ص ۲۲) خوش گو کے ہاں فرحت کے پہلے شعر کا دوسرا مصرع یوں ہے:

اہلِ بینش سیرِ عالم در مقامِ خود کنند

ص ۲۱۳ ـ شاہ گلشن

شاہ گلشن کا سال وفات ۱۱۴۰ھ قطعہ تاریخ مندرج در سفینۂ خوش گو [جائے گلشن بہ بہشتِ ابدی ص ۱۶۸]

اشاریہ

اعلام

یہ اشاریہ ابوسلمان شاہجہاں پوری صاحب نے مرتب کیا ہے۔

ادارے

عمارات

کتابیں

مقامات

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۳	ماید	باید
۳	۱۱	اکر	اکبر
۴	حاشیہ، ۲	چیں	چین
۹	۱۳	آینہ	آئینہ
۹	۱۵	جامی	جا می
۹	حاشیہ ۱	روی	روے
″	″	لکھا ہے	لکھا ہے)۔
۱۶	حاشیہ، ۴	تیز	نیز
۱۹	۱۴	نگمر دی	نگردی
۱۹	۱۸	نرد باں	نردبان
۲۰	۱	نگہر	بگہر
۲۱	۱۶	استاد	آزاد
۲۱	۱۷	۔۔۔۔ (۳) استاد	[مرزا ارجمند] (۳) آزاد
۲۱	حاشیہ ۲	کشن چد	کشن چند
۲۲	۱، ۲	شعر	یہ شعر حذف کردیں دوبارہ چھپ گیا ہے
۲۲	۵ تا ۹	مدتے۔۔۔۔ جبرئیل را (۲)	[مدتے ۔۔۔۔ جبرئیل را (۲)]۔
۳۰	۱۱	ب	حذف کردیں
۳۶	۱۳	سخن اش	سخنش

۳۷	۸	مصاف	مضاف
۳۷	۱۳	چنداودی ناٹک	چندر ودی ناٹک
۳۷	حاشیہ ۵	انبالمی	انبالجی
۳۸	۱۶	آئینہ	آینہ
۳۸	حاشیہ ۱	۱۱۳۳ھ	۱۱۳۲ھ
۳۹	۱۷	بربرم	بربزم
۴۰	۱۸	بگوشش دار	بگو دلبر
۴۰	۲۱	لود	بود
۴۲	۱۳	براز زے	بر زنے
۴۳	۱۵	نشان برد حکیم	نشان برد (بخدمت؟) حکیم
۴۹	۱	نسکین	تسکین
۴۹	۱۶	رباعی	رباعی (کذا)
۵۰	حاشیہ ۲	بزار	بزاز
۵۲	۱۰	قند ۲)... نبالی	قند (۲)... نباتی
۵۲	۱۳	سر	بر
۵۲	حاشیہ ۳	۴-لم	۳-بم
۵۳	" ۴	سر	بہر
۵۳	" "	نجاب	نجات
۵۴	حاشیہ ۵	داد ہائی	زادہ ہائی
۵۶	۶	آڡریدند	آفریدند
۵۶	۱۵	ار	از
۵۶	۱۶	رتب	رتبہ
۶۹	۳	چنہ	چند
۷۰	۲	[ازہ	از

۷۵	۷	دنا	دنیا
۷۶	۶	دریاز دہم	در یازدہم
۷۶	۱۷	بکشیدہ است	بکشیدست
۷۷	۱۹	سبزد ار	سبز دار
۷۷	۲۰	تامے	تا مے
۷۸	حاشیہ ۲	"یانباخوشی"	یا "بناخوشی"
۷۹	۴	زدود	ز دود
۸۰	۴	دیں ہرور	دیں پرور
۸۰	۲۳	دارلخلافہ	دارالخلافہ
۸۴	۱	آئینہ	آینہ
۸۴	۱۱	روزمانہ	روزبانہ
۸۶	۶	تاریخ	تاریخ
۸۷	حاشیہ ۱	نادردشاہ	نادرشاہ
۹۴	۱۲	م د	در
۹۵	۳	بے	بے
۹۷	۱۱	کای	کاے
۹۸	۱۲	نسہ خراش	نے خراش
۹۹	حاشیہ ۲	سفینۂ ہندی ص ۱۷۹	سفینہ ہندی ص ۱۰۹
۱۰۰	۷	خوبی	خوبی
۱۰۳	حاشیہ ۳	نسخۂ دیگر	کلمات الشعرا، نسخۂ دیگر
۱۰۵	۴	عسی	عیسیٰ
۱۰۵	۱۰	ازس	ازیں
۱۰۵	حاشیہ ۱	نامے	نائے
۱۰۶	۷	بے اختیار	بے اختیار

١٠٦	حاشیہ ١	تصنیف...بمداقیؔ	تصنیف...بمداحیؔ
١٠٨	٥	صح	ناصح
١٠٨	٨	گاست	گلُست
١٠٨	١٥	چسپس	چسپاں
١١٠	٢	بالجرم	بالجزم
١١٠	٨	نمابد	نماید
١١١	١٧	آئینہ	آینہ
١١٢	٥	شنخی	شیخی
١١٢	٧	ہرچید	ہرچند
١١٢	١٨	بر آوازیم در گوش	ترا دایم دُرِ گوش
١١٣	١٦	سعیدالدن	سعیدالدین
١١٣	١٨	حضنض	حضیض
١١٥	١٦	بعصے	بعضے
١١٥	١٧	بعجش	بلخش
١١٨	٢٠	سیاں	بیان
١١٨	حاشیہ ٣	محمد علی رائجؔ	محمد علیِ رائجؔ
١١٩	١٥	من دردکلامہ	من دررِ کلامہ
١٢٠	١٨	استخون	استخوان
١٢٠	٢٣	نقرب	تقرب
١٢٠	حاشیہ ٢	تقد...کشد...آحر...(ص ٣٩٣)	نقد...کشید...آخر...(ص ٣٩٣)
١٢١	١٣	زھر	ز ہر
١٢٢	٢٧	شوم (٣) بجا	شوم بجا (٣)
١٢٤	١٠	سحن	سخن
١٢٥	٦	شیر	شعر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۶	۲۱	قہقہ	قہقہہ
۱۲۷	حاشیہ ۲	نسخۂ دیگر	کلمات الشعرا، نسخۂ دیگر
۱۲۹	۱۲	خیال آرائی	خیال آرائی
۱۲۹	آخری سطر	کشتہ	کشتہ
۱۲۹	حاشیہ ۲	اکبیر	اکثیر
۱۳۰	آخری سطر	اشعاری	اشعارہ
۱۳۲	۲۴	خرچہ	خر چہ
۱۳۴	حاشیہ ۱	قلمزد	قلمزدہ
۱۳۵	۶	زا بروے	ز ابروے
۱۳۶	۱۵	شدو	شد و
۱۳۹	حاشیہ ۱	مہمل طرز	مہمل طور
۱۴۱	۱۰	(۱) روزے	[(۱) روزے
۱۴۴	حاشیہ ۱	افلاص	اخلاص
۱۴۷	۱۴	ترسد	ترسید
۱۴۷	حاشیہ ۱	نتائج	نتائج
۱۴۸	۱	رسد	رسید
۱۴۸	۲	مشد	حذف کردیں
۱۴۸	۱۸	مرک	میرک
۱۴۹	حاشیہ ۱	صاحب ارد صیدی	صاحب اور صیدی
۱۵۱	حاشیہ ۴	حاشئے	حاشیے
۱۵۳	۹	بسپرم	بسپریم
۱۵۵	۴	زمن	ز من
۱۵۶	۱	لوازش	نوازش
۱۵۶	۱۰	اس	این

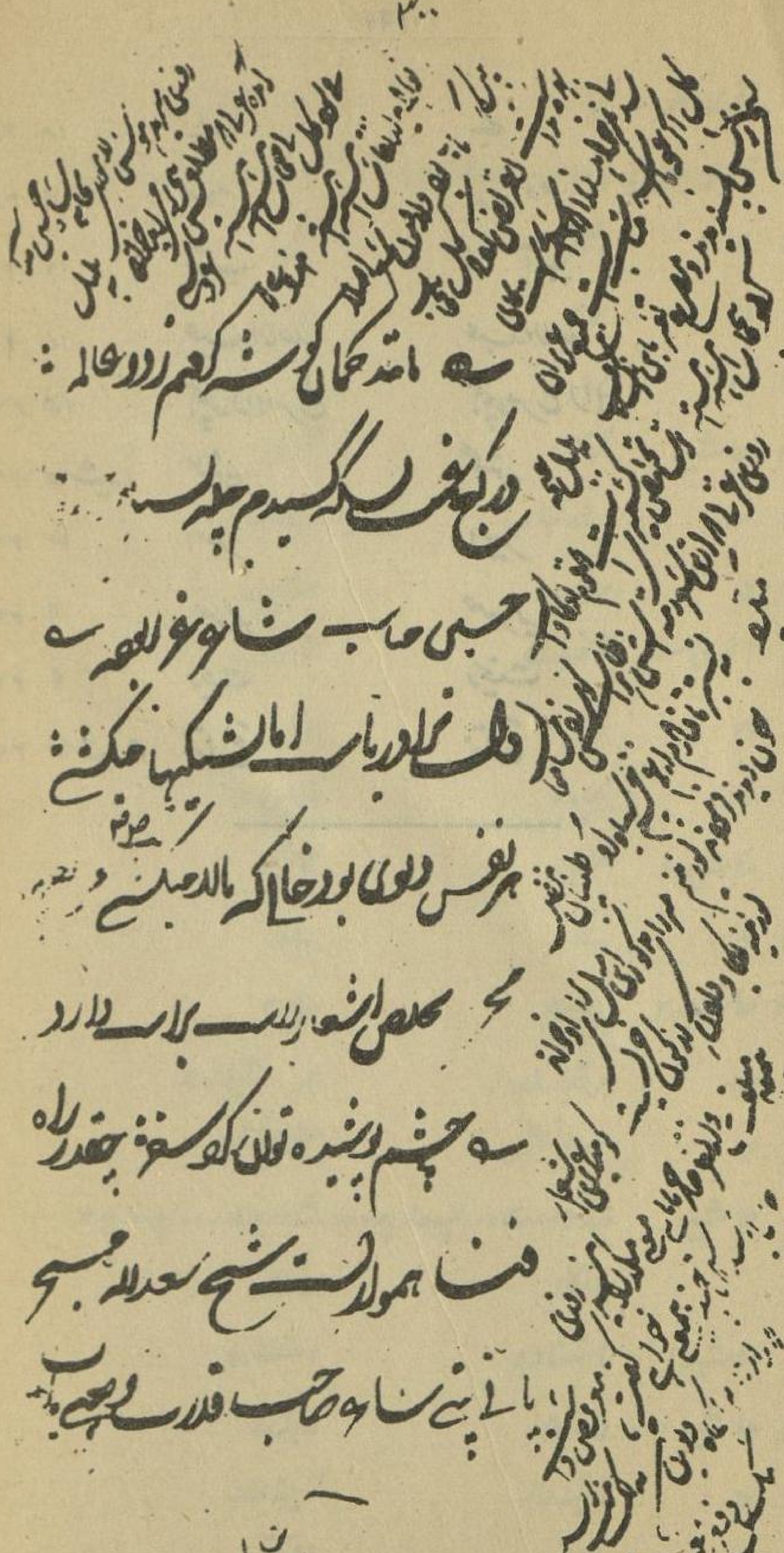
۱۵۶	حاشیہ ۳	کرد	کردم
۱۵۷	۱۹	مار	تار
۱۵۷	۲۱	زبے	ز بے
۱۵۸	آخری سطر	بارنک	باریک
۱۶۰	۸، ۱۰	تبع	تتبع
۱۶۰	۱۲	مادشاہ	بادشاہ
۱۶۰	۱۳	سر	بر
۱۶۰	۱۴	ملحن حدت	سخن جدت
۱۶۱	۱۷	نخواند	بخواند
۱۶۲	۱۴	سرہمن	برہمن
۱۶۲	۱۵	زمن	زمین
۱۶۲	۱۸	زسر	زبیر
۱۶۳	۷، ۱۰	مک ... اس	یک ... ایں
۱۶۳	حاشیہ	سئشم ... خوند	ششم ... خواند
۱۶۶	۸	بجشم	بچشم
۱۶۷	۲۰	کند	کنہہ
۱۶۸	۱	بجفی	نجفی
۱۶۸	آخری سطر	اوز	او از
۱۶۹	۱۰	ے تابی	بے تابی
۱۷۱	۱۷	بجون	بخون
۱۷۲	۱	آکہ	آگہ
۱۷۳	۱۷	اکر	اگر
۱۷۴	حاشیہ ۱	عبار	غبار
۱۷۵	آخری سطر	نودن	بودن

۱۷۷	۱۵	نا	تا
۱۷۹	۵	نگن	نگیں
۱۸۰	۵	متقدیں	متقدمین
۱۸۱	۵	متعدہ	متعددہ
۱۸۱	۲۱	ونے	و نے
۱۸۲	۴	کد	کہ
۱۸۴	۱۵	آئینہ	آینہ
۱۸۵	حاشیہ ۱	بایاں	یایاں
۱۸۷	۲	قتح	فتح
۱۹۲	۱۲	(ابری)	(ابھری)
۱۹۲	حاشیہ ۳	جگہ	جگرے
۱۹۴	۱۷	بامدت	بایدت
۱۹۴	۲۰	ے بندہ	بے بندہ
۱۹۵	۲	بیدر	بیدار
۱۹۶	۵	بزرکیش	بزرگیش
۱۹۶	۱۵	اس	ایں
۱۹۷	۱۰	کر	گر
۱۹۹	۱۱	دں	دیں
۲۰۲	۲	آفتاب	آفتاب
۲۰۳	۴	ے	بے
۲۰۳	۸	قامل	قابل
۲۰۳	۱۰	محواہ	مخواہ
۲۰۴	۱۵	بہ	بہ
۲۰۵	۱۵	سحن	سخن

گشتہ	کشتہ	۲۱	۲۰۵
پا بر جائیم	پابرجائیم	۱۵	۲۰۷
آئینہ	آئنہ	۱۸	۲۰۷
دارو	دار و	۱۷	۲۱۰
است	اسب	۲۰	۲۱۱
خیزد	جیزد	۲۶	۲۱۱
(۳) رباعی ست	رباعی ست (۳)	۱۲	۲۱۴
سوے	سوی	۳	۲۱۵
چراغے	چراغ	۱۵	۲۱۶
یوز...چیتہ...ابو	لوز...چینیہ...ادہ	حاشیہ ۱	۲۱۷
دریں...ایں...یادم	درن...ان...بادم	۲۲، ۲۳	۲۱۸
رفتی	افتی	۱۱	۲۱۹
انہ...التفات...خانہ	ار...لتفات...خاسہ	۱۸، ۱۹، ۲۰	۲۱۹
داری (۱)]	داری (۱)	۱۳	۲۲۱
گرامی	گرمی	۱۴	۲۲۱
شورشے (۲)	شورشے (۳)	۵	۲۲۲
رسانیدند...انہ	رسایدند...اہ	۱۷، ۲۱	۲۲۲
تاریخ	یاریخ	۳	۲۲۴
ہے	ے	حاشیہ ۱	۲۲۴
صائب	صائت	۱۸	۲۲۵
پوشیدہ	پوشندہ	۲۰	۲۲۶
۱۳۰، ۱۳۱ کی بجائے ۲۳۰، ۲۳۱ پڑھیں	کے بعد صفحات کے نمبر غلط درج ہوتے ہیں		۲۲۹

۲۳۱	آخری سطر	بجا	بجا (بے جا ؟)
۲۳۲	آخری سطر پر یہ حاشیہ اضافہ کریں :		"لہ اضافہ برحاشیہ"
۲۳۴	۲	بلمی	بلخی
۲۳۴	۱۶	نرم	بزم
۲۳۴	۱۸	پرو	پر و
۲۳۴	حاشیہ	گفتة	گفتہ
۲۳۶	۱۴	ے حجاب	بے حجاب
۲۳۷	۵	شدا	شیدا
۲۳۸	آخری سطر	آفتات	آفتاب
۲۴۰	۲۰	ز ،	از
۲۴۱	۱۰	پچپیدہ	پیچپیدہ
۲۴۱	حاشیہ ۱	کلمل	کامل
۲۴۴	۹	ے	بے
۲۴۴	حاشیہ ۲	ببادہ	بیادہ
۲۴۵	۱۴	برقباے	بر قباے
۲۴۶	۳	سمنانش	سخنانش
۲۴۶	حاشیہ	شدہ است... پسندید...	شد است... پسندیدہ...
		الانکار	الافکار
	حاشیہ ۱	استخادہ	استفادہ
۲۴۸	حاشیہ ۱	دیدن	دیدن
۲۴۹	۱۲	آئینہ دار	آینہ دار
۲۵۰	۱۷	یاقوتم	یاقوتم
۲۵۶	۱	حسن علی خاں امیر الامرا	حسین علی خاں امیر الامرا
۲۵۷	حاشیہ ۱	دیوائش... الفاظش	دیوانش... الفاظش

۲۵۸	۱۸	لے	بے
۲۵۸	۱۹	بردم	بر دم
۲۶۰	۱۶	دآب	ز آب
۲۶۰	۱۷	عیدالاحد	عبدالاحد
۲۶۴	۱۵	ہچو(ا)مرغ	ہمچومرغ (ا)
۲۶۵	حاشیہ ۱	کلشن	گلشن
۲۶۶	۳	اسر	اسیر
۲۶۶	۹	صریپ	صریر
۲۶۷	۹	ریحت	ریخت
۲۶۷	حاشیہ ۵	تتاجؔ	نتاجؔ



"ہمیشہ بہار" کے مخطوطے کا ۱۷۴ واں صفحہ